گیتا

اُردو نظم میں

خواجہ دِل محمد ایم۔اے

آزاد بک ڈپو۔ ہال بازار۔ امرتسر

دل کی گیتا

یعنی

شریمد بھگوت گیتا کا ترجمہ

اردو نظم میں

از

خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے فیلو پنجاب یونیورسٹی

و

سب رجسٹرار لاہور

ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور

ملنے کا پتہ

آزاد بک ڈپو ہال بازار امرتسر

قیمت ۵۰/۷ روپے

تعداد۔ پانچسو

ایک ہزار روپیہ انعام

پنجاب گورنمنٹ نے ازراہِ ادب نوازی "دل کی گیتا"
پر مصنف کو ایک ہزار روپیہ کا درجہ اوّل کا جلیل القدر
عطیہ بطور انعام عنایت فرمایا ہے۔

مرکتاب۔ راجکمار سیٹھ، موہن سنگھ امرتسری

فہرست مضامین

حسنِ قبول ۵

گیتا اور اس کی تعلیم ۹

گیتا کا منظوم ترجمہ

پہلا ادھیائے	۵۷	دسواں ادھیائے	۱۹۷
دوسرا ادھیائے	۶۵	گیارھواں ادھیائے	۲۱۳
تیسرا ادھیائے	۱۰۱	بارھواں ادھیائے	۲۳۵
چوتھا ادھیائے	۱۱۷	تیرھواں ادھیائے	۲۴۳
پانچواں ادھیائے	۱۳۳	چودھواں ادھیائے	۲۵۵
چھٹا ادھیائے	۱۴۴	پندرھواں ادھیائے	۲۶۵
ساتواں ادھیائے	۱۶۱	سولھواں ادھیائے	۲۷۴
آٹھواں ادھیائے	۱۷۲	سترھواں ادھیائے	۲۸۳
نواں ادھیائے	۱۸۵	اٹھارھواں ادھیائے	۲۹۳

خاتمہ ۳۲۰

اوم

آرتی جے جگدیش ہرے

اوم جے جگدیش ہرے ۔ سوامی جے جگدیش ہرے
بھگت جنوں کے سنکٹ چھن میں دُور کرے ۔۔ اوم جے ۔۔۔
جو دھیاوے پھل پاوے ۔ دُکھ ونشے من کا
سُکھ سمپتی گھر آوے کشٹ مٹے تن کا ۔۔۔۔۔ اوم جے ۔۔۔
مات پتا تم میرے شرن گہوں کس کی
تم بن اور نہ دُوجا آس کروں جس کی اوم جے ۔۔۔
تم پُورن پرماتم تم انتر یامی
پار برہم پرمیشور تم سب کے سوامی اوم جے ۔۔۔
تم کرونا کے ساگر ۔ تم پالن کرتا
میں مُورکھ کھل کامی کرپا کرو بھرتا اوم جے ۔۔۔
تم ہو ایک اگوچر سب کے پران پتی
کس بدھ ملوں گوسائیں ۔ تم کو میں کومتی اوم جے ۔۔۔
دین بندھو دُکھ ہرتا ۔ تم رکھشک میرے
اپنے ہاتھ اُٹھاؤ دوار پڑا تیرے اوم جے ۔۔۔

حسنِ قبول

خدا کے فضل و کرم سے شریمد بھگوت گیتا کا یہ منظوم ترجمہ جس محبت سے لکھا گیا اُسی محبت سے مقبول ہوا۔ پہلا ایڈیشن دو تین مہینوں میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب طبع ثانی پیش نظر ہے۔ ملک کے طول و عرض سے اس کتاب کی وہ قدر دانی ہوئی ہے کہ باید و شاید۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

سر تیج بہادر سپرو

میں نے خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی منظوم ترجمہ اردو شریمد بھگوت کا بہت سا حصہ مطالعہ کیا ہے۔ جس خوبی اور روانی سے یہ کتاب سلیس آسان اردو میں نظم کی گئی ہے وہ قابلِ تعریف ہے خواجہ صاحب نے یہ کتاب لکھنے میں نہایت وسعت نظر سے کام لیا ہے ان کی یہ محنت پسندیدہ اور قابلِ تحسین ہے۔

دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ فرماتے ہیں کہ بھگوت گیتا کا ترجمہ اردو نظم میں مصنفہ خواجہ دل محمد صاحب

میری نظر سے گذرا۔ میں اس کے مطالعہ سے محظوظ ہوا۔ اس ترجمہ کی زبان کی خوبی مطالعہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اصل مطلب کو دل آویز زبان میں ادا کیا گیا ہے اور ہر ایک شلوک کے ترجمہ کے ساتھ اس کا مفہوم درج ہے۔ اردو نظم میں صرف ادائے مطلب ہی کو مقصود نہیں رکھا گیا۔ بلکہ تحت اللفظ ترجمہ کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ ہندوستانی پبلک کو خواجہ صاحب کا مشکور ہونا چاہیئے کہ انہوں نے ان اعلیٰ اصولوں کو عام فہم اور دلآویز الفاظ میں ترجمہ کے ذریعہ بیان کیا ہے۔

شری سوامی امر آنند جی سرستی مہاراج چانسلر گنیا یونیورسٹی فرماتے ہیں:۔ میں نے لافانی شریمد بھگوت گیتا کا یہ اردو منظوم ترجمہ پڑھا۔ بحر چھوٹی اور مترنم ہے اور آسانی سے گائی جاسکتی ہے۔ زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ دیباچہ بے غرضانہ اور بے تعصبانہ انداز سے لکھا گیا ہے جس کی میں قدر کرتا ہوں۔ میں گیتا پریمیوں اور طالبانِ حق سے پُر زور سفارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ رفتہ رفتہ نہایت اچھے اور مستند لوگ بنیں گے۔ مہربانی ہوگا۔

ڈاکٹر لکشمن سروپ صاحب ایم۔ اے پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے منظوم ترجمہ کے بہت اچھے پڑھے مجھے تعجب ہوا کہ آپ نے اس کام کو کس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے۔ آپ نے نہ فقط اصل سنسکرت کا صحت کیساتھ ترجمہ کیا ہے۔ بلکہ اصلی روح مضمون کو قائم رکھا ہے۔ یہ نہ فقط گیتا کا خوبصورت ترجمہ ہے بلکہ اردو علم و ادب میں قابلِ قدر اضافہ ہے۔ میں آپکو اس عالیشان کامیابی پر دلی مبارک

سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

دیوان بہادر کرشن کشور صاحب صدر سناتن دھرم سبھا لاہور فرماتے ہیں کہ مجھے اس کتاب کے مطالعہ سے از حد مسرت ہوئی ہے۔ عالم فاضل مترجم نے اصل گیتا کے صحیح خیالات کو اپنی نظم میں قائم رکھنے میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ ترجمہ شلوک وار ہے میں خواجہ صاحب کو اُن کی اس کامیاب کوشش پر دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

لالہ امیچند مہندرہ ایم۔ اے ایڈووکیٹ لاہور ہائیکورٹ فرماتے ہیں۔ میں نے اس کتاب کا ترجمہ اردو سے مطالعہ کیا۔ اصل کی طرح اس کتاب کو جہاں سے شروع کرو آخر تک پڑھنے کو جی چاہتا ہے میں خواجہ صاحب کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے دیباچہ میں گیتا کا عرفانی پہلو آسان طور پر بیان کر دیا ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ دل کے گیتا ادیب اور عام پبلک سب پسند کریں گے۔ کیونکہ اس میں بے نظیر خوبیاں ہیں۔

آنریبل جسٹس سردار تیجا سنگھ جج ہائیکورٹ لاہور فرماتے ہیں۔ میں نے اس کتاب کا بہت سا حصہ پڑھا ہے۔ اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نے بہت محنت سے اس کتاب کو لکھا ہے۔ اور آپ نے اردو داں پبلک کی بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں۔ بلاشبہ یہ کتاب اردو کے مذہبی لٹریچر میں قابل قدر اضافہ ثابت ہوگی اور عام پبلک اس کا مطالعہ کرے گی اور اسے پسند کرے گی۔

پنڈت مہاکر دت شرما دیدمو ہدامرت دھارا فرماتے ہیں۔

"دل کی گیتا" کو دیکھکر مجھے بہت خوشی اِس واسطے ہوئی ہے کہ یہ اُردو نظم گیتا کا سچا ترجمہ ہے۔ ایک ایک لفظ کا مناسب ترجمہ کیا ہے۔ کوئی بات اپنی طرف سے ترجمہ میں جوڑی نہیں گئی۔ اور پھر بھی نظم کی روانی میں کوئی فرق نہیں آیا اور جہاں سے شروع کریں چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ فاضل مترجم کو میں سچے دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ اُنہوں نے اُردو دان پبلک کے واسطے ایک بے نظیر کتاب بنا دی ہے۔

ان کے علاوہ سوامی منیشورانند صاحب برہمچاری، پروفیسر ڈاکٹر موہن سنگھ صاحب دیوانہ، ڈاکٹر گوردی شنکر صاحب پروفیسر آف سنسکرت گورنمنٹ کالج لاہور، مولانا محمد علی ایم۔ اے پریزیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور، رائے زادہ شانتی ناراین صاحب بانی آل انڈیا گیتا سابھیہ منڈل، پنڈت نرسنگھ لال پردھان شری پنجاب براہمن منڈل، پروفیسر ہیرالال چوپڑہ ملتان، لالہ رگھوناتھ سہائے سابق ہیڈ ماسٹر سنہری باغ روڈ دہلی، رائے بہادر لاہوری لال کلسی پنشنر، دیوان پنڈ داس قمر، رائے صاحب جوتی لال، اخبار ٹریبون، بہار کشمیر، ناردرن انڈیا، آئینہ، معدوبرہان رتن وغیرہ...... بیسیوں گیتا پریمیوں، عالموں، فاضلوں، ایڈیٹروں نے اس کتاب کو پسند فرما کر بہترین آراء ارسال کی ہیں۔ جو بوجہ قلت گنجائش درج نہیں کی جا سکتیں۔

گیتا

اور اُس کی تعلیم

عرفان کی پھول مالا

شری مد بھگوت گیتا دُنیا کی قدیم رُوحانی کتابوں میں سے نمایاں اہمیت رکھتی ہے۔ اِس کا مضمون شری کرشن جی مہاراج کا وہ اُپدیش ہے جو اُنہوں نے ارجن کو کرُو کشیتر کے میدان میں مہابھارت کی جنگ کے وقت دیا جس میں اُنہوں نے بتایا ہے۔ انسان کیا ہے۔ روح کیا ہے، خُدا کیا ہے۔ مکتی اور وصالِ باری کیونکر حاصل ہو سکتے ہیں۔ انسان کے فرائض کیا ہیں۔ نشکام کرم یعنی بے لوث عمل کا کیا درجہ ہے۔ یہ عرفانی مضمون سنسکرت کے سات سو شلوکوں میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر شلوک معرفت کا رنگین پھول ہے۔ انہی سات سو پھولوں کی مالا کا نام گیتا ہے۔

یہ مالا کروڑوں انسانوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ لیکن تاحال اس کی تازگی، اس کی نفاست، اس کی خوشبو میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ پھول اس باغ سے چنے گئے ہیں۔ جس کا نام گلشن بقا ہے۔ جسے آب حیات نے سینچا ہے۔ اور جس پر حق کی اس مہک کا راج ہے جس کا نام حقیقت ہے۔

اس پھول مالا میں عجیب خوشبو ہے اور اس خوشبو میں عجیب تاثیر۔ اس مالا کو پہنو تو دل و دماغ پر لاہوتی تاثرات چھا جاتے ہیں اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں آفتاب جھلکنے لگ جاتے ہیں۔ ہر خار پھول بن جاتا ہے۔ اور ہر پھول فردوس نگاہ۔ عالم تمام تجلی گاہ ربانی نظر آنے لگتا ہے۔ جسم کا تودہ خاکی نور کی مورت بن جاتا ہے۔ دل پر ایک روحانی سکون چھا جاتا ہے۔ اور اس پھول مالا کی ہر پتی کتاب عرفان کا ورق بن جاتی ہے۔

آؤ آج ہم بھی اس کتاب عرفان کے چند اوراق کا مطالعہ کریں۔ شاید حقیقت کے کچھ رموز ہم پر بھی روشن ہونے لگیں۔

پرماتما (خدا)

سب سے پہلا اور سب سے اہم سوال خدا کی ہستی کا ہے۔ کیا

خدا ہے؟

گیتا جواب دیتی ہے: "خدا ہے"۔ بلکہ "خدا ہی ہے"۔ دوسرے لفظوں میں گیتا وحدت وجودی کی قائل ہے۔

فطرت کہو، نیچر کہو، پرکرتی کہو، مایا کہو۔ غرضیکہ عالم میں جو کچھ نظر آرہا ہے۔ خدا ہی کا ظہور ہے۔ سورج کے جلال میں اُسی کی تابانی ہے۔ چاند کے جوبن میں اُسی کی دلفریبی، سرو و چنار میں اُسی کی رعنائی، پھولوں میں اُسی کی نفاست سمندر میں اُسی کا حِلم کارفرما ہے۔ یعنی "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے"۔ کا عالم ہے۔

اُسی کو حق پہنچتا ہے کہ کہے۔

ف ۱۲/۱۵ یہ سورج کی تابش مرا نور ہے ❊ جہاں جس کے جلووں سے معمور ہے
ہے چاند و رخشاں مرے نور سے ❊ تو آتش درخشاں مرے نور سے

۲۰/۲۶ جو ہر سمت پاتا ہے میرا ہی نور ❊ مجھی میں جو ہر شے کا دیکھے ظہور
کبھی مجھ سے منہ موڑ سکتا نہیں ❊ کبھی میں اُسے چھوڑ سکتا نہیں

ف ۱۲/۱۵ سے مراد ہے۔ گیتا کے پندرھویں ادھیائے کا بارھواں شلوک۔ اسی طرح اس مضمون میں ہر جگہ نیچے کے عدد سے ادھیائے کا نمبر مراد ہے اور اوپر کے عدد سے شلوک کا نمبر

۱۳/۴ جو کثرت میں وحدت کا دیکھے سماں ٭ جو پوچھے مجھے ہر آن سب میں عیاں
وہ یکتا ہے تو کسی ڈھنگ میں ٭ تجھی سے ہو اصل ہر رنگ میں

عالم کا ذرہ ذرہ اسی سے وابستہ ہے اگر وہ نہ ہو تو یہ شیرازہ منتشر ہو جائے

۷/۸ سن اے جن نہیں کچھ بھی میرے سوا ٭ نہ ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا
پرویا ہے سب کچھ مرے تار میں ٭ کہ ہیرے ہوں جیسے کسی ہار میں

وہ آنکھ سے نہیں دیکھتا لیکن آنکھ اس سے دیکھتی ہے، وہ کان سے نہیں سنتا لیکن کان اس سے سنتے ہیں، وہ زبان سے نہیں بولتا لیکن زبان اس سے بولتی ہے، وہ سانس سے دم نہیں لیتا لیکن سانس اس سے دم لیتا ہے، وہ دل سے خیال نہیں کرتا لیکن دل اس سے خیال کرتا ہے۔ وہ آنکھ کی آنکھ ہے، کان کا کان ہے، زبان کی زبان ہے، جان کی جان ہے اور دل کا دل۔

۱۳/۱۴ اسی سے ہیں نسبت وپا چار سو ٭ اسی کا ہے رخ رونما چار سو
اسی کی نظر کان سر ہر طرف ٭ محیط جہاں سر بسر ہر طرف
۱۴/۱۳ بظاہر نہیں گرچہ اسکے حواس ٭ درخشاں صفات حواس اسکے پاس
وہ ہے بے تعلق مگر سب کا رب ٭ جگنوں سے بری اور گن اس میں سب

خدائی فطرت

اب خدائی فطرت پر غور کرو۔ سانکھیہ فلاسفی کے مطابق دنیا کی چیز دو مختلف خود مختار ابدی عناصر سے پیدا ہوئی ہے (۱) بے جان پرکرتی (مادہ) ہے (۲) جاندار پُرش (رُوح) ہے۔ لیکن گیتا وحدانیت کی قائل ہے۔ اس کے مطابق مادہ اور رُوح دونو ایک ہی پرمیشور کا ظہور ہیں۔ مادہ کو خدا کی اپرا پرکرتی (ادنےٰ فطرت) سمجھو اور رُوح کو پرا پرکرتی (اعلےٰ فطرت) دُنیا کی ہر چیز انہی دونوں سے پرمیشور کی نگرانی میں پیدا ہوتی ہے۔ اپرا پرکرتی (ادنےٰ فطرت) کے عناصر آٹھ ہیں۔

۷/۴ یہ مٹی یہ پانی یہ آگ اور ہوا
یہ آکاش دنیا پہ چھایا ہوا
یہ دانش یہ دل یہ خیالِ خودی
ہے ان آٹھ حصوں میں فطرت مری
۷/۵ یہ فطرت تو ادنےٰ ہے سُن او قوی
مگر میری فطرت ہے اک اور بھی
وہ فطرت ہے عالی ہے جو حیات
اِسی سے تو قائم ہے کل کائنات

یہ اعلےٰ فطرت رُوحانی فطرت ہے۔ یہی منبع زندگی ہے۔ یہی جیو آتما کی شکل میں نباتات، حیوانات سب میں پائی جاتی ہے۔

۱۰/۲۰ سن ارجن میں ہوں آتما یا یقیں
جو ہے جانداروں کے دِل میں مکیں

میں ہوں شامل جاں اہل جاں میں نہاں — میں اوّل میں آخر میں ہوں درمیاں

صرف پرکرتی اور پرش ہی خدا کا مظہر نہیں بلکہ ان کے تمام صفات بھی خدا ہی کا مظہر ہیں۔

۸/۷ میں پانی میں رس چاند سورج میں نور — میں ہوں اوم ویدوں میں جس کا ظہور
صدا مجھ کو آکاش میں کر خیال — میں مردوں میں مردی ہوں قوّت کے لال

لیکن اس ادنیٰ فطرت (پرکرتی) اور اعلیٰ فطرت (پرش) سے بلند تر خود پرماتما کی ذات پاک ہے جو انسانی تخیل سے بالا جستجو کی رسائی سے بلند ظاہر سے مستور اور باطن سے بھی بعید ہے۔

۲۰/۸ پرے غیب سے بھی ہے اک ذات غیب — وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے — فقط اک وہی ذات باقی رہے
۱۷/۲ اُسی کو بقا ہے اُسی کو ثبات — جہاں پہ ہے چھائی ہوئی جس کی ذات
بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال — فنا کر سکے ہستی لازوال

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

۴ مجھی سے خفی ہے مری ہست و بود — مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود
مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں — مگر میں مکیں خود کسی میں نہیں

لیکن ذاتِ خفی کا سمجھنا آسان کام نہیں۔

۵/۴ جو ذاتِ خفی میں لگاتے ہیں دل — اُٹھاتے ہیں تکلیف وہ مُتصل
کہ ذاتِ خفی کا ہے مشکل شہود — خفی کو نہ سمجھیں گے اہلِ وجود

وہ ذاتِ بالا و برتر ہر ابتدا کی ابتدا اور ہر انتہا کی انتہا ہے۔ ست اور اَست یعنی حق اور باطل یا باقی و فانی دونوں سے بالا ہے۔ وہی محض وہی اس قابل ہے کہ اس کو جانا جائے۔ اسی کے علم کا نام امرت اور آبِ حیات ہے۔

۱۲/۱۳ سزاوارِ عرفاں ہے وہ پاک ذات — کہ ہے علم ہی اس کا آبِ حیات
وہ بے ابتدا لم یزل ذی حشم — نہ ست یا اَست کہہ سکیں جس کو ہم

نگاہیں اسی کے جلوے کی متلاشی ہیں۔ کان اسی کے نغمے سننے کیلئے بیتاب ہیں لیکن جب تک ملیا کا پردہ دور نہ ہو وہ کیونکر نظر آئے اس کی میٹھی باتیں کیونکر سنی جائیں۔

۲۴/۷ میں چشمِ جہاں سے نہاں ہوں نہاں — مگر مجھ کو ناداں سمجھ لیں عیاں
وہ مجھ کو نہیں جانتے بے مثال — مری ذات عالی ہے اور بے زوال

خدا ہر چیز پر محیط ہے کوئی چیز اس سے باہر نہیں۔

۶/۹ ہوا گو چلے زور سے سربسر — اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر

وہ آکاش سے جائے باہر کہاں — سمجھ لو یونہی میرے اندر جہاں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا ہر چیز میں موجود ہے تو کیا وہ قابلِ تقسیم ہے؟ گیتا کا جواب ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس کی تقسیم محال ہے۔

۱۳/۱۶ محال اس کی تقسیم اے ذی شعور — مگر اس کا ہر شے میں حصہ ضرور
سوا ہادیِ عرفاں وہ پروردگار — فنا و بقا کا اسی پہ مدار

دنیا میں جو کچھ ہے اور ہوگا اس کی اصل اور بیج پرماتما ہے۔

۱۰/۳۹ کہ میں خلقِ عالم کی تہ و بیج ہوں — ہوں ارجن ہر اک چیز کا بیج میں
ہے ساکن کوئی یا کہ سیار ہے — مگر مجھ سے باہر نہ زنہار ہے

لیکن جب درخت اگتا ہے اس کا بیج فنا ہو جاتا ہے یہاں معاملہ برعکس ہے۔ یہ بیج کبھی فنا نہیں ہوتا۔

۷/۱۰ سن اے ارجن میں ہوں بیج ہر شے کا — میں وہ بیج ہوں جو نہ ہوگا فنا
میں دانش ہوں ان کی جو ہیں ہوشیار — میں تابش ہوں ان کی جو ہیں تابدار

۹/۱۸ میں آقا ہوں والی، سجن، میں گواہ — میں منزل، میں مسکن، میں جائے پناہ
میں آغاز و انجام و گنج و مقام — میں وہ بیج ہوں جو رہے گا مدام

وحدت و کثرت

اگر ہر طرف وحدتِ وجودی کا ظہور ہے تو پھر یہ کثرت کیسی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل ہر شے کی ایک ہے، صرف نام اور روپ یعنی صورتِ ظاہری کا فرق ہے۔ کمہار کے پاس وہی مٹی ہوتی ہے۔ کہیں اس سے پیالہ بناتا ہے، کہیں صراحی، کہیں مٹکا، کہیں رکابی، کہیں ہنڈیا۔ غور کرو تو سب کی اصل وہی ایک مٹی ہے، نام اور روپ کا فرق ہے۔ اسی کا نام مایا ہے۔ اسی کو فریبِ نظر، موہ، جہالت، اگیان جو چاہو کہو۔ ارجن سے ارشاد ہوتا ہے۔

۶۱/۱۸ سن ارجن خدا ہے خدا ہر کہیں — خدائی کے دل میں خدا ہے کہیں
وہ سب ہستیوں کو گھماتا رہے — وہ مایا کا چکر چلاتا رہے

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

۶/۴ مری ذات ہے مالکِ کائنات — نہ اس کو ولادت نہ اس کو ممات
جو کام اپنی فطرت کو لاتا ہوں میں — ظہور اپنی مایا سے پاتا ہوں میں
۳/۱۴ شکم ہے مری قدرتِ کاملہ — جو میں تخم ڈالوں تو ہو حاملہ
یہی ہے جہاں بھر میں اصلِ حیات — اسی سے ہویدا ہو کل کائنات
۲۹/۱۳ جو سمجھے کہ دنیا کی سب ریل پیل — ہے مایا کا کرتب ہے مایا کا کھیل

ہے خود آتما پُرسکوں بے عمل — نظر ہے اُسی کی نظر بے خلل!

اب خدا کی ثنا میں چند اشلوک ملاحظہ ہوں۔

۱۷/۱۵ ہے باقی و فانی سے بالا وہ حق
کہ قائم ہوئے جس سے تینوں طبق
وہ ہے لافنا سب پہ چھایا ہوا
وہ پرمیشور ہے وہ پرماتما

۱۷/۱۲ وہی ذات نورِ علیٰ نور ہے — جو تاریکیوں سے بہت دور ہے
وہ عرفاں کا حاصل بھی مقصود بھی — وہ عرفاں بھی ہر دل میں موجود بھی

۲۷/۱۷ جو ہے کچھ نظر تو اُسی کی نظر
نظر میں رہے جس کی پرمیشور
ہے سب جان والوں میں جانی وہی
کہ فانی میں ہے غیر فانی وہی

۱۵/۱۳ کسی شے میں جنبش کسی میں سکوں
وہ موجود سب میں دروں و بروں

لطیف ایسا اعلیٰ معدوم سا ہے — وہی ہے قریب اور وہی دور سا ہے

یہ روحانی گیت جس کا نام شریمد بھگوت گیتا ہے۔ ایسے ہی بلند خیالات سے معمور ہے۔ طالبانِ حق خود ملاحظہ کریں۔ ہاں اتنا یاد رہے کہ اگر فطرت یزدانی کی مندرجہ بالا سہ گونہ نوعیت کو مدِ نظر نہ رکھیں گے۔ تو خیالات میں اُلجھن پیدا ہونے کا احتمال ہے کسی شلوک میں ادنےٰ فطرت (اپراپرکرتی) کی طرف اشارہ ہے تو کسی میں عالی فطرت (یعنی پراپرکرتی) کی طرف اور کسی میں ہر دو سے بالا ذاتِ باری (پرماتما) کا ذکر ہے۔ جو صفات سے بالا (نرگن) ہے۔ اِسی لئے اِس نازک مضمون کو سوچکر پڑھنے کی ضرورت ہے اور پڑھنے سے زیادہ اِس پر غور کرنے کی۔

آتما (رُوح)

پرماتما (خدا) کے صحیح تصور کے بعد خود انسان کا صحیح تصور ہونا بھی ضروری ہے۔ جس طرح پرماتما کی فطرت کو تین رنگوں میں دیکھ چکے ہو۔ یعنی اپراپرکرتی (ادنےٰ فطرت) پراپرکرتی (اعلےٰ فطرت) اور پرشوتم اسی طرح انسان کی فطرت کا حال ہے۔

(۱) پیکر کثیف یعنی تن یہ انسان کی ادنےٰ فطرت ہے

(۲) پیکر لطیف یعنی حواس من عقل وغیرہ۔ یہ اس کی اعلےٰ فطرت ہے۔

(۳) آتما یعنی روح یہ وہ اصل چیز ہے جس کا نام انسان ہے۔ تن فانی ہر لمحہ تغیر ہونے والا، بچپن میں کچھ، جوانی میں کچھ، بڑھاپے میں کچھ۔ اسی کو سب کچھ سمجھنا نادانی ہے۔

من۔ حواس۔ عقل وغیرہ لباس کی طرح ہیں جن میں آتما ملبوس ہے یہ آتما کی طرح لازوال نہیں۔

آتما (روح) یہ قائم۔ دائم۔ باقی۔۔ بچپن میں بھی وہی جوانی میں بھی وہی، بڑھاپے میں بھی وہی، بے تغیر۔ بسیط یہی اصل چیز ہے۔ انسان نہ تن کا نام ہے نہ من کا۔ یہ اسی آتما (روح) کا نام ہے اور یہ روح لافانی ہے۔

شری کرشن ارجن سے فرماتے ہیں۔

۱۲ ازل سے تھی موجود ہستی مری | ازل سے تھی موجود ہستی تری
یہ راجے بھی اور یہ خلقت تمام | ہمیشہ سے ہیں اور رہیں گے مدام
۱۸ لبادے ہیں جس آتما نے وجود | وہ قائم ہے دائم ہے اور بے حدود

۲۲ فانی بدن آتما لازوال — پھر ارجن ہے کیوں جنگ میں قیل و قال

آتما (روح) پر حادثات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۲۳ کٹے گی نہ تلوار سے آتما — جلے گی کہاں نار سے آتما
نہ گیلی ہو پانی لگانے سے یہ — نہ سوکھے ہوا میں سکھانے سے یہ

۲۴ نہ کٹ ہی سکے اور نہ جل ہی سکے — نہ سوکھے نہ پانی سے گل ہی سکے
قدیم ازلی بھی ہے دائم بھی ہے — محیط جہاں بھی ہے قائم بھی ہے

آتما (روح) کو موت نہیں آتی۔

۲۵ جنم اس کو لینا نہ مرنا اسے — نہ آکر جہاں سے گزرنا اسے
ازلی ولادت تغیر سے پاک — یہ مرتی نہیں گو بدن ہو ہلاک

۲۶ کبھی خون کرتی نہیں آتما — کبھی خود بھی مرتی نہیں آتما
نہ قاتل ہے یہ اور نہ مقتول ہے — جو ایسا سمجھتا ہے مجہول ہے

۲۷ جو ہے سب کے تن میں مکیں آتما — یہ دائم ہے فانی نہیں آتما
جو اس پر یقیں ہے تو بے جا ہے ملال — نہ کر اہل ہستی کا رنج و ملال

۲۸ نہیں آتما کو تغیر زوال — حواس اس کو پائیں نہ پہنچے خیال
تجھے آتما کا جو یہ گیان ہے — تو پھر کس لیے غم سے ہلکان ہے

تناسخ

یہاں گیتا وہ نقطۂ نظر پیش کرتی ہے جو اسلامی اور اکثر دیگر مذاہب کے نقطۂ نظر سے مختلف ہے۔

۲۲/۲ بدلتا ہے انساں لباس کہن　　نیا جامہ کرتا ہے پھر زیب تن
اسی طرح قالب بدلتی ہے روح　　نئے جسم میں پھر نکلتی ہے روح
۱۳/۲ کرے روح جیسے تغیر بغیر　　لڑکپن جوانی بڑھاپے کی سیر
نئے تن میں پھر ویسے ہو گی مکیں　　اگر دل ہے مضبوط چنتا نہیں

آتما (روح) کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔

۴۲/۳ حواس آدمی کے ہیں اعلیٰ تمام　　مگر ان سے اونچا ہے من کا مقام
ہے من سے بڑا مرتبہ عقل کا　　مگر عقل سے بڑھ کے ہے آتما

آتما پرماتما ہی کا انش (جزو) ہے۔ اس کا تعلق من اور حواس کے ساتھ کیا ہے۔ یہ بھی ملاحظہ ہو۔

۷/۱۵ مری آتما ہی کا جزو قدیم　　بنے روح ہو اہل جاں میں مقیم
جو مایا میں لپٹے ہیں من اور حواس　　یہی روح کھینچے انہیں اپنے پاس

۸/۱۵ جہاں ایشور یعنی جیو آتما | ہو اِک تن میں نکل اور اِک سے جدا
تو ساتھ اپنے لیجائے من اور حواس | ہوا جیسے لیجائے پھولوں کی باس
۱۰/۱۵ مسافر جو آیا جو آکر گیا | جو لطف اِن گنوں سے اٹھا کر گیا
نہیں اس کو گمراہ پہچانتے | ہیں اہلِ بصیرت فقط جانتے
۲۹/۲ کوئی آتما سے تعجب میں ہے | کوئی بات حیرت سے اسکی سناتے
کوئی ذکر سن سن کے حیران ہے | مگر سن سنا کر بھی انجان ہے

پرکرتی (مادی دنیا)

جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ فطرتِ ایزدی کا سب سے ادنیٰ مظہر مادی دنیا ہے۔ اسی کو پرکرتی یا مایا کہتے ہیں۔ یہ تین عناصر سے مرکب ہے اور انہی کی ترکیب اور باہمی کشمکش پر عالم کی تمام چیزوں کا دارومدار ہے۔ ان عناصر کے نام یہ ہیں۔

(۱) ستوگن (۲) رجوگن (۳) تموگن۔

ستوگن کو صفاتِ علوی سمجھو۔ ان کا رجوع بلندی اور ترقی کی طرف ہے۔ یہ صفات انسان کو نیکی اور خدا کی طرف لیجاتی ہیں۔

رجوگن کو صفات جذباتی کہو۔ ان کا مقصد حرکت۔ جدّوجہد اور کشمکش ہے۔ یہ صفات انسان کو کاروباری اور کامیاب دنیادار بناتی ہیں۔

تموگن کو صفات سفلی کہو۔ یہ انسان کو گناہ اور پستی کی طرف لے جاتی ہیں۔ آتما جب تن کے پنجرے میں آتی ہے اور مایا کے پردے میں چھپ جاتی ہے تو یہی جیو آتما یا روح انسانی کہلاتی ہے۔ اِن گنوں کا اثر جیو آتما کو پابند کرنا اور اس کی آزادی میں خلل ڈالنا ہے۔

۵ نمودار ملتے ہوں تین گن	ستوگن رجوگن تموگن یہ سُن
جو ہے لافنا روح تن میں مکیں	یہ گن قید کرتے ہیں اُسکو وہیں
۶ ستوگن کی فطرت ہے پاکیزہ	نہ عیب ایسی آنجن نہ کوئی قصور
کرے روح کو شوق راحت میں قید	کرے روح کو ذوقِ دانش کا صید
۷ رجوگن کی فطرت ہے جذبات کی	ہے جسکا شوق الفت اور تشنگی
یہ ذوقِ عمل کا بناتی ہے جال	کرے روح کو قید کنتی کے لال
۸ تموگن جہالت کی اولاد ہے	کب اِن میں کیسی تن کا آزاد ہے

کرے قید دھوکے سے بھارت اسے کرے خواب و غفلت سے غارت اسے

اس لئے انسان کی زندگی کا مقصد جیو آتما کو گنوں کی قید سے رہائی دلانا ہے۔ تموگن کی وجہ سے روح جہالت اور موہ کے جنجال میں پھنسی ہو تو رجوگن کی طرف ترقی کرے۔ رجوگن کے غلبے سے دنیوی دبدھا میں انہماک ہو تو ستوگن کی طرف بڑھے۔ ستوگن کی وجہ سے مسرت اور ذوق و دانش کا شوق ہو تو عرفان بلدی کی مدد لے کر اس سے بھی پار نکل جائے اور واصل بحق ہونے کی کوشش کرے کیونکہ آتما کا انتہائے کمال پرماتما سے وصال ہے۔ اسی کا نام موکش ہے۔ اسی کا نجات۔

۲۰ بدن کا ہے تینوں گنوں پر مدار مکین بدن گر کرے ان کو پار
وہ چکھتا ہے امرت وہ پاتا ہے سکھ
نہ جینا نہ مرنا نہ پیری نہ دکھ
۲۵/۲۴ نہ ذلت کی پروا نہ عزت کی بھوک
کرے دوست دشمن سے یکساں سلوک
غرض تیاگ دے جو یہ سب کاروبار بچا گنوں سے وہ ہوتا ہے پار

۱۷ ستوگن سے فطرت کا پیدا ہو شد — رجوگن سے حرص و ہوا کا ظہور
تموگن سے دھوکا بھی غفلت بھی ہو — طبیعت پہ غالب جہالت بھی ہو
۱۸ ستوگن سے جائیں سوئے آسماں — رجوگن سے ٹکے رہیں درمیاں
تموگن کا گن ہے جو سب سے رذیل — یہ پستی میں ڈالے یہ کر دے ذلیل

نجات کے تین راستے

جب مادی دنیا میں پھنسی ہوئی جیو آتما کا منتہائے نظر پرماتما سے جا ملنا ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ اس منزلِ مقصود (یعنی نجات) تک پہنچنے کیلئے کون سے راستے اختیار کرنے چاہئیں۔ یہ راستے تین ہیں (۱) کرم مارگ (راہِ عمل) (۲) بھگتی مارگ (راہِ عشق و محبت) (۳) گیان مارگ (راہِ عرفان)

۱۔ کرم مارگ (راہِ عمل)

گیتا کا مسلک یہ ہے کہ ہر عمل کی جزا ملنا لازمی ہے۔ انسان جو بھی کام کرتا ہے اس کا اثر اس کے ذہنی اوصاف یا گنوں پر پڑتا ہے

مرنے پر یہ گنوں کا مجموعہ اس کی جیو آتما (رُوح) کے ہمراہ جاتا ہے اور اُسی کے مطابق اُس کی رُوح کو بُری یا بھلی جُونی میں جانا پڑتا ہے۔ اُس کی رُوح جس قدر ارتقائی منازل طے کر چکی ہو گی۔ اُسی قدر اعلےٰ جُونی اُس کو حاصل ہو گی۔ اس لئے نجات کیلئے اعمالِ صالح ضروری ہیں۔

بعض لوگ ترکِ عمل (سنیاس) کو راہِ نجات سمجھتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے۔ نہ کرم ہوں گے نہ اُن کی سزا و جزا کی وجہ سے تناسخ کے چکر میں جانا پڑے گا۔ گیتا اس کو پسند نہیں کرتی۔

بچے کہ انساں کبھی ترکِ اعمال سے — رہا ہو نہ کرموں کے جنجال سے
فقط ترکِ اعمال سے ہے محال — کہ حاصل کسی کو ہو اوجِ کمال

عمل اور حرکت قانونِ فطرت ہے مثلاً اگر دورانِ خون ہی بند ہو جائے تو انسان ایک پل زندہ نہیں رہ سکتا۔

جہاں میں نہ دیکھو گے تم ایک پل
کہ کوئی بھی فارغ ہے اور بے عمل
سبھی کام کرنے پہ مامور ہیں
گنوں ہی سے فطرت کے مجبور ہیں

۲۲/۳ مجھے دیکھ دنیا کا دینا ہے کچھ
نہ تینوں جہانوں سے لینا ہے کچھ
کمی کچھ نہیں گو مجھے زینہار
مگر پھر بھی رہتا ہوں مصروف کار
۱۷/۴ سن اب مجھ سے کرموں اکرموں کا راز
نہ دانا بھی جن میں کریں امتیاز
بتاتا ہوں کرموں کا رستہ تجھے
جو آزاد کر دے گا سنسار سے

جب عمل کے بغیر چارہ نہیں تو پھر انسان کیسے اعمال کرے۔ کہ مرن او جنم سے بچا رہے؟ اس کا جواب گیتا نے یہ دیا ہے کہ وہ

نشکام کرم

کرے یعنی (۱) اپنے فرائض بجا لائے (۲) جو کام کرے خدا کیلئے کرے۔ (۳) کسی کام سے اجر و انعام کی توقع نہ رکھے اور نہ اسے اجر و انعام کے لالچ سے کرے یا دوسرے الفاظ میں ہو گا دنت اپنی بدھی سے نیب

کام کرے یعنی سب کام فی سبیل اللہ کرے۔ یہی سب سے اونچ گیتا کا نشکام کرم ہے۔

سب سے پہلے انسان کو چاہیئے۔ وہ فرائض ادا کرے جو اس کی اپنی ذات، اپنے اہل وعیال، اپنے سماج، اپنے وطن، بنی نوع انسان یا دیگر حیوانات سے متعلق ہیں۔ کیونکہ فرض کی تعمیل عین عبادت ہے۔

۲۶ / ۱۸ وہی ذات جس سے خدائی ہوئی
جو سارے جہاں پر ہے چھائی ہوئی
اُسی کی پرستش ہے تعمیل فرض
ہے تکمیل انساں کی تکمیل فرض

۳ / ۸ جو ہے فرض تیرا کر اس پر عمل
کہ ترک عمل سے ہے بہتر عمل
عمل چھوڑ دینے ہوں تجھ کو تمام
تو مشکل ہے تیرے بدن کا قیام

۲۔ ہر کام خدا کے لئے کرو۔ ہر کام کو یگیہ (قربانی) سمجھ کر کرو اور کسی کام سے پھل کی توقع نہ رکھو۔

۴۷/۲ تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار
نہیں اُس کے پھل پر تجھے اختیار
کئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل

صحیح لائحہ عمل یہ ہے کہ فاعلِ حقیقی خدا کو سمجھو۔ تم اسی کے ہاتھ ہو جو کام کر رہے ہو۔ تم اسی کی آنکھ ہو جو دیکھ رہے ہو۔ تم اسی کے کان ہو جو سن رہے ہو۔ تم اسی کے پاؤں ہو جو چل رہے ہو۔ کام تمہارا نہیں کام خدا کا ہے۔ کام تم نہیں کر رہے خدا کر رہا ہے فطرت کر رہی ہے۔ فطرت کے گن کر رہے ہیں۔ تم اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دو۔ جو کام وہ تم سے کرا رہا ہے۔ کئے جاؤ۔ تمہارے دل میں کام سے وابستگی نہ ہو۔ اگر تم کام کو اس کے پھل کیلئے ترک کر دوگے تو تمہارا عمل بھی عین ترکِ عمل ہو جائے گا۔ تم جزا اور سزا سے بری ہو جاؤ گے۔ اور تم پر اس کرم کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

۴/۱۸ وہ انساں جو دیکھے اکرم میں کرم
اکرم اُس کو آئے نظر عین کرم

وہ لوگوں میں دانا ہے اور ہوشیار
وہ یوگی ہے گو سب کرے کاروبار

اگر تم خود کو فاعل سمجھتے ہو تو تم غلطی پہ ہو۔ تمہارے دل میں خودی ہے۔ تمہاری عقل جہالت میں پھنسی ہے۔

۲۷/۳ یہ دُنیا کی رونق یہ کاموں کی دُھن
سبب اس کا اصلی ہیں فطرت کے گن
مگر جس کے دل میں اہنکار ہے
سمجھتا ہے خود کو کہ مختار ہے

کام کرو لیکن خدا کا کام سمجھ کر۔ اپنی ذات کو بے تعلق کر کے جیسے کنول کا پتا پانی میں رہ کر بھی خشک رہتا ہے۔

۱۰/۵ رہے بے تعلق کرے جب عمل
خدا ہی کی خاطر کرے سب عمل
خطا سے ہمیشہ رہے گا بری
کنول کے نہ پتے پہ ٹھہرے تری
۱۲/۵ جو یوگی ہے سرشار چھوڑے گا پھل

سکونِ ابد لائیں اس کے عمل
جو یوگی نہیں وہ ہوس کا فقیر
لیے پھل کی خواہش میں ہر دم اسیر
عمل جس قدر بھی ہیں یگ کے سوا ۳/۹
وہ دُنیا کو بندھن میں رکھیں سدا
کیے جا تو سب کام یگ جان کر
لگاوٹ نہ رکھ اور نہ پھل پر نظر

ایثار اور قربانی فطرت کا قانون ہے۔ پتھر پس پس کر خاک ہو جاتے ہیں تاکہ نباتات کی خوراک بن سکیں۔ نباتات حیوانات کی خوراک بنتے ہیں، حیوانات حیوانات کی۔ اسی قانون کے تحت ہی انسان کو انسان کیلئے ایثار اور قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ یہ ہے ترکِ عمل۔ یہ ہے سنیاس۔

۹/۲۷ فقط میری خاطر تو ہر کام کر — جہاں دان دے سب تو مرے نام پر
ترا کھانا پینا ہو میرے لئے
ترا تپ سے جینا ہو میرے لئے

۲۰/۹ کٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام
نہ ہوگا بُرے یا بھلے پھل سے کام

جو تو پاک دل ہو کے سنیاس پائے تو آزاد ہو کر مرے پاس آئے

پس انسان کو دنیا میں نائب الٰہی ہو کر رہنا چاہیئے۔ اس پر لازم ہے کہ جو کام کرے خدا کیلئے کرے۔ خودی سے دور رہے خود کو خدا کی طرف سے مامور سمجھے اور کوئی کام محض دنیوی فائدے کو مد نظر رکھکر اور ہوا و ہوس (لالچ) کی خاطر نہ کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے دل کو چین اور من کو شانتی حاصل ہوگی اور وہ وصال ذات باری حاصل کر سکے گا۔

یگیہ تپ اور دان

دل کی اس ستوگنی کیفیت کے ساتھ ہی یگیہ (نذر و نیاز) دبکار آمد ہو سکتے ہیں۔ ورنہ محض بیکار ہیں۔

۱۱/۱۷ وہی ہے ستوگن کا یگیہ بالضرور
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں فتور
عمل شاستر کی رعائت سے ہو

عبادت عبادت کی نیت سے ہو

یگیہ کرنے والا وہی بہتر ہے جس کے خیالات بلند ہیں۔

۲۴/۴ جو کریا میں دیکھے خدا ہی خدا
ہے اگنی خدا اور ہوی بھی خدا
ہَون اور ہَون کرنے والا وہی
خدا سے جدا وہ نہ ہوگا کبھی

اسی طرح تپ (ریاضت) میں ریاکاری اور ظاہر داری مفید نہیں۔

۱۸/۱۷ ریاضت دکھاوے کی گر جی کو بھائے
کہ لوگوں میں عزت ہو پوجا کرائے
ریاضت وہ چنچل ہے ناپائدار
کہ اس کو رجوگن ریاضت شمار

سخاوت وہی اچھی ہے جو بے دلی سے نہ کی جائے جس سے بدلے کی توقع نہ ہو۔ جو مستحق لوگوں کو دی جائے اور جن کو دان دیا جائے ان کو ذلیل نہ سمجھا جائے۔

۲۱/۱۷ ہو احساں سے بدلے کی خواہش اگر
سخاوت میں پھل پر لگی ہو نظر
اگر بے دلی سے کوئی دان دے
رجوگن سخاوت اُسے جان لے
۲۲/۱۷ اگر نامناسب ہے وقت اور مقام
اسے دان دیں جس کو دینا حرام
جو لے اس کی ذلت کریں دل دکھائیں
تموگن سخاوت اسی کو بتائیں

اس پاکیزہ اخلاق کی تعلیم کیلئے ۱۷ ویں اور ۱۸ ویں ادھیائے خاص طور پر ملاحظہ ہوں۔

(۲) بھگتی مارگ (راہِ عشق و محبت)

راہِ عشق و محبت میں پہلا قدم اپنے من پر قابو پانا یعنی ہوا و ہوس کو چھوڑ دینا ہے۔ محسوسات کی محبت اور ان سے لگاؤ دور کرکے تمام تر توجہ پرماتما کے دھیان میں لگا دینے سے بھگتی حاصل ہو سکتی ہے

ذرا سا بھی سنے کوئی کچھوے کو چھیڑ ۵۸
تو لیتا ہے فوراً سب اعضا سکیڑ
سکیڑے جو ہر شے سے اپنے حواس
وہ ہے قائم العقل اے حق شناس

فانی کی محبت کا نتیجہ جدائی ہے جو سکھ اس سے حاصل ہوتا
ہے اس کا نتیجہ دکھ ہے۔

تعلق سے پیدا جو ہوتا ہے سکھ ۱۴/۵
اُسی سے نمایاں ہو آخر میں دکھ
جو سکھ کا بھی آغاز و انجام ہے
تو دانا کہاں اس سے خوش کام ہے

لیکن محسوسات سے بے تعلقی کا یہ مطلب نہ ہو کہ لذات دنیوی سے
بظاہر الگ رہے مگر دل میں ان کی تمنا رکھے۔

کرے نعمتیں ترک پرہیزگار ۵۹/۲
مگر شوق لذت سے ہو بے قرار
اُسے ترک لذت کی لذت ملے

جب دیدارِ باری کی دولت مِلے

جب انسان کی محبت کا مرکز ذاتِ باری تعالیٰ ہو جائے تو ماسوا کی الفت دل سے دور ہو جاتی ہے۔ جہاں حق تعالیٰ سے عشق ہو وہاں فانی کیلئے جگہ نہیں رہتی۔ اسی کا نام تیاگ ہے اسی کا نام ترکِ دُنیا۔

۳۴/۹ جما دھیان مجھ میں ہو جا پر فدا
تو کر تیاگ تو میرے لئے سر جھکا
اگر یوگ میں دل لگائے گا تو
میں محو ہو مجھ کو پائے گا تو

یہ مقام عبادت ہے یعنی خلوص اور سچی محبت سے انسان خدا تعالیٰ کی پرستش کرے کیونکہ اصل عبادت یہی ہے۔

65/18 لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا مرا
تو کر تیاگ مرے سامنے سر جھکا
مجھے تجھ سے مجھ سے تجھے پیار ہے
مرا وصل کا تجھ سے اقرار ہے

عبادت کیلئے سب راہیں کھلی ہیں۔ جو طریق تم کو پسند ہے اسی طریق

سے عبادت کرو۔ یہاں تو خلوص کی ضرورت ہے۔ رسوم کی نہیں۔ تمام مذاہب کی منزل ایک ہی ہے۔ یعنی قربِ باری تعالیٰ۔ اِس لئے کسی ایک راہ کی قید نہیں۔

۱۱/۴ مرے پاس جس راہ سے لوگ آئیں — میں راضی ہوں ارجن مُراد اپنی پائیں
اُدھر سے چلیں یا اِدھر سے چلیں — مرے سب ہیں رستے جدھر سے چلیں

بُت پرستی

بے سمجھ آدمی صرف میرے لئے مظاہر کی پوجا کرتے ہیں۔ کوئی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں۔ کوئی بھوتوں کو۔ لیکن عارف لوگ خاص میری ذات بے نشان کی عبادت کرتے ہیں۔ جو جس کی پوجا کرے گا اُسی تک پہنچے گا۔ جو میرا بھگت ہوگا۔ مجھ سے واصل ہوگا۔

۲۰/۷ ہوا و ہوس سے جو مجبور ہیں
ہوئے گیان سے اُن کے دل دور ہیں
نکالیں طبیعت سے پوجا کی ریت
کریں دوسرے دیوتاؤں سے پریت

۲۵/۹ منائیں جو پتروں کو پتروں تک آئیں
جو بھوتوں کو پوجیں وہ بھوتوں کو پائیں
صنم کے پجاری صنم سے ملیں
ہمارے پرستار ہم سے ملیں

جو لوگ بہشت کی خاطر عبادت کرتے ہیں یا دیوتاؤں کو پوجتے ہیں وہ گویا تجارت کرتے ہیں وہ بہشت میں ضرور پہنچیں گے لیکن اپنے اعمال کا اجر پاکر کچھ عرصے میں ان کی نیکی کا سرمایہ ختم ہو جائیگا اور وہ پھر دنیا میں واپس آئیں گے اور از سر نو ارتقائی منازل طے کرینگے۔

۲۰/۹ جنہیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس
وہ جنت کے طالب ہیں سوم رس
پرستار میرے یہ معصوم لوگ
ملے ان کو جنت میں دیووں کا بھوگ

۲۱/۹ فضاؤں میں جنت کی خوشیاں منائیں
مگر ہو کے خالی یہیں لوٹ آئیں

مراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں وہ آتے رہیں اور وہ جاتے رہیں

بھگتی کیلئے ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ صرف
برہمن یا پنڈت یا کشتری ہی عبادت کر سکتے ہیں۔ بلکہ ویش ہو، شودر ہو
عورت ہو۔ خدا کی راہ سب پر کھلی ہے۔

30/9 کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے
مگر میرا دل سے پرستار ہے
اُسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وُہ
ارادے میں نیکی کے یکسو ہے وُہ

31/9 وہ دھرماتما جلد ہو جائے گا
قرار و سکوں دائمی پائے گا
سمجھ دل سے یہ بات کنتی کے لال
مرا بھگت ہرگز نہ پائے زوال

32/9 بشر باپ کے پیٹ سے ہو کوئی
وُہ ہو شودر یا ویش یا استری
مجھے آسرا جب بنائے گا وہ
تو اعلیٰ منازل پہ جائے گا وُہ

بھگت کون ہے اور بھگتی کیا ہے۔ اس کے لئے بارھواں
ادھیائے مطالعہ کرو۔ یہاں اس میں سے چند شلوک درج کئے
جاتے ہیں۔

جو دُنیا کو آزار دیتا نہیں 15/12
جو دُنیا سے آزار لیتا نہیں
بری بغض و عیش و غم و خوف سے
وُہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے
برابر جسے دوست دُشمن تمام 18/12
نہ سُکھ دُکھ نہ عزت نہ ذلت سے کام
ہو گرمی کہ سردی جسے ایک سی
لگن ہو کسی سے نہ جس کی لگی
برابر ہوں جس کے لئے مدح و ذم 19/12
وہ کم گو نہ جس کو غم بیش و کم
توی دل کا آزاد گھر بار سے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

(۳) گیان مارگ (راہِ عرفان)

انسانوں کی فطرت مختلف ہوتی ہے۔ بعض میں جوشِ عمل کا غلبہ ہوتا ہے۔ ان کیلئے خدا تک پہنچنے کا بہترین رستہ کرم یوگ ہے۔ وہ نشکام کرم کریں یعنی بے لوث اور بغیر لالچ کے ہر کام کو خدا کا کام سمجھکر کریں۔ یہی ان کے لئے راہِ نجات ہے۔

بعض انسانوں میں فطرتاً عشق و محبت کا ولولہ ہوتا ہے انکی طبیعت جذباتی ہوتی ہے۔ ان کیلئے بھگتی یوگ اور خالص عبادت ہی راہِ نجات ہے۔

گیان سے مراد ہے معرفتِ الہٰی۔ ایسے لوگوں کیلئے یہی بہتر ہے کہ وہ حقیقتِ ذاتِ باری پر غور کریں۔ پرماتما اور آتما کے راز کو سمجھیں۔ دنیا و مافیہا کی کثرت میں وحدت کی تلاش کریں۔ یہی ان کو معراجِ کمال تک پہنچانے کیلئے کافی ہوگا۔

۲۰/۱۸ نظر آئے جس گیان سے برملا
ہر اک میں وہی ہستی لافنا
جو کثرت میں وحدت کی پہچان ہے

تو علین ستو گن یہی گیان ہے
$\frac{30}{13}$ جب آئے کثرت میں وحدت نظر
کہ ہر رنگ میں ہے وہی جلوہ گر
جو وحدت سے کثرت کا سمجھے ظہور
خدا سے ہو واصل وہی بالضرور

ایسے گیانی (عارف) پر تناسخ کا کوئی اثر نہیں۔

$\frac{23}{13}$ اگر آتما کو کوئی جان لے
کنول اور مایا کو پہچان لے

رہے جیسے چاہے وہ جس حال میں
نہ آئے تناسخ کے جنجال میں

مساوات

گیانی کو جب عرفانِ بادی حاصل ہو جاتا ہے تو اس کیلئے ہر طرف ایک ہی پرماتما کا ظہور نظر آتا ہے۔ اسی لئے وہ سب جانداروں کی مساوات کا قائل ہوتا ہے۔ برہمن اور چنڈال کو ایک جیسا سمجھتا ہے۔ حسب کہ

دُکھ سکھ میں شریک ہوتا ہے اس کا دل ہمدردی کا سرچشمہ اور رحمت کا منبع ہو جاتا ہے

۱۸/۵ جو گیانی ہے یکساں نظر اس کو آئے
وہ ہو کوئی کتا کہ ہاتھی کہ گائے
وہ ہو برہمن و عالم و بُردبار
کہ چنڈال ناپاک مُردار خوار

۹/۶ وہ یوگی ہے افضل جسے ہوں سب ایک
سگے دوست بے لاگ احباب نیک
ہوں ثالث کہ دشمن دلآزار ہوں
وہ دھرماتما ہوں کہ بدکار ہوں

۳۲/۶ سُکھ اَوروں کا سمجھے جو اپنا ہی سُکھ
دُکھ اَوروں کا سمجھے جو اپنا ہی دُکھ
جو سب کو کرے اپنے جیسا خیال
سُن ارجن کہ یوگی ہے وہ باکمال

گیانی (عارف)

جس کو گیان حاصل ہو جائے اُس کی دنیا ہی نرالی ہو جاتی ہے

وہ دن رات خدا کے خیال میں مست رہتا ہے۔ اس کے دل میں سکون ہوتا ہے۔ سکھ دکھ کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔

جسے رات کہتی ہے دنیا تمام ۶۹/۲
نگاہوں میں عارف کی دن ہے مدام
جو دن اہل عالم کے نزدیک ہے
وہ عارف کی شب ہے کہ تاریک ہے

وہ عارف خدا میں رہے استوار ۲۰/۵
نہ الجھن جسے ہو نہ دل بے قرار
مسرت جو پائے تو شاداں نہ ہو
مضرت جو پہنچے پریشاں نہ ہو

سمندر میں غائب ہوں دریا ہزار ۷۰/۲
رہے گا وہ لبریز اور باوقار
سب ارماں ہوں گم جن کے سینے میں بس
وہی پائیں راحت نہ اہل ہوس

عارف کو دل کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

۴۱/۲ جو عقلِ ارادی رہے مستقل
تو یکسو ہو اور پختہ انساں کا دل
ارادہ ہو جس کا نہ سلجھا ہوا
رہے گا خیالوں میں اُلجھا ہوا

۲۳/۶ جہاں غم ہے باقی نہ کچھ سوگ ہے
یہی یوگ ہے ہاں یہی یوگ ہے
اسی یوگ میں دل یقیں سے جماؤ
اسی یوگ سے تم عقیدت دکھاؤ

۴۸/۲ رکھ ارجن تو دل یوگ میں استوار
تو کر بے لگاوٹ عمل اختیار
نہ جیتے کی شادی نہ ہارے کا سوگ
کہ دل کے توازن کا ہے نام یوگ

من انساں کا چنچل ہے اور بے قرار 26/6
رہے دوڑتا بھاگتا بار بار
وہ بھاگے تو باگ اسکی جھٹ موڑ دے

حفاظت میں پھر روح کی چھوڑ دے

عارف میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں۔ دیکھو تیرھواں ادھیائے شلوک ۷ تا ۱۱۔

گیان (عرفان) حاصل کرنے سے انسان کے اعمال ترا سے زنگ کے ہو جاتے ہیں۔ وہ سرتاپا چشمۂ رحمت بن جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے خدائی فیضان تمام مخلوق کو پہنچنے لگتا ہے۔ اعمال کی سزا و جزا کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں اس کے تمام اعمال جل جاتے ہیں۔

۳۷/۴ سُن ارجن جو انبار خاشاک ہے
لگے آگ اس میں تو سب خاک ہے
یونہی گیان اگنی سے جاتے ہیں جل
بُرے ہوں عمل یا بھلے ہوں عمل

اس کی وجہ یہ ہے۔

۳۵/۴ جو ارجن ملے گیان اُلجھن ہو دُور
تو ہو اس حقیقت کا تجھ پر ظہور
کہ سارا جہاں ہے تری ذات میں

تری ذات یعنی مری ذات ہیں

عارف کو کیا اجر ملتا ہے۔ یہ بھی ملاحظہ ہو۔

جو انساں کرے خواہشیں دل سے دور ۷۱/۲
ہوس کا نہ ہو جس کے دل میں فتور
نہ اس میں خودی ہو نہ ہو میر تیر
سکوں اس کو حاصل ہے دل اُس کا امیر

یہی ہے مقامِ وصالِ خدا ۲۴/۷
جہاں آ کے ہوں سب توہّم فنا
دمِ واپسیں بھی جو یہ گیان ہو
تو حاصل اُسے برہم نروان ہو

کہا آتما تجھ سے پاکر وصال ۱۵/۸
رہیں پُر سکوں لے کے اوجِ کمال
حلول و تناسخ نہ دورِ حیات
فنا مَیت سے پائیں نجات

جو یوگی اُسے لوگ ہیں استوار ۲۸/۳

گناہوں سے دامن نہ ہو داغ دار
اُسی کو ملے نعمتِ بیکراں
کہ پائے وصالِ خدا ئے جہاں

فوق البشر انسان (SUPERMAN)

آخر میں ہم چند شلوک ایسے درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہو گا۔ کہ گیتا کس قسم کے فوق البشر انسان پیدا کرنا چاہتی ہے۔

۵۶/۲ جو سکھ سے سکھی ہو نہ دکھ سے دکھی
نہ خوف اُس کو آئے نہ غصّہ کبھی
نہ جذبوں کے جنجال میں آئے وہ
مُنی قائم العقل کہلائے وہ

۵۷/۲ برائی جو پہنچے تو نالاں نہ ہو
بھلائی جو پائے تو شاداں نہ ہو
کسی سے تعلق نہ اُس کو لگاؤ
یہی قائم العقل کا ہے سبھاؤ

19/5 مساوات میں دل لگائے ہوئے
جنم پر وہ قابو ہے پائے ہوئے
ہے بے عیب و یکساں جو ذاتِ خدا
رہے ذات میں اس کی قائم سدا
21/5 نہ اشیائے ظاہر سے اس کو لگن
ہے آنند سے آتما میں مگن
جو برہم یوگ ہی سے سرشار ہے
دوامی مسرت میں سرشار ہے
56/5 26/5 نہ غصہ ہے جس میں نہ رنگ ہوس
خیال و طبیعت پہ ہے جس کا بس
ملا آتما کا جنہیں گیان ہے
انہیں ہر طرف برہم نروان ہے

اوپر کی سطور میں ناچیز مترجم نے گیتا کے مطالعہ کیلئے فلسفہ کی
اُلجھنوں اور علمی مباحثہ سے قطع نظر کر کے سیدھے سادے الفاظ

ہیں گیتا کی تعلیمات کا اظہار کر دیا ہے۔ بوجہ قلت گنجائش بہت سے نکات درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ غور سے مطالعہ کرنے والے کیلئے اس مختصر سی کتاب میں سینکڑوں ہزاروں اسرار موجود ہیں۔ جن کے سمجھنے کیلئے استعداد، توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔

ناظرین بغور مطالعہ کریں اور اپنی بساط کے مطابق عرفان حاصل کریں۔ کیونکہ حصول عرفان ہی مقصدِ زندگی ہے۔

شکریہ

آخر میں مجھے سوامی ۸۰ شری امرانند جی سرسوتی بانی آل انڈیا گیتا مشن کا دلی شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے نہائت محبت و شوق سے اس کتاب کی نظر ثانی کی ہے۔ اسے لفظاً لفظاً غور سے پڑھا اور اپنے بیش بہا اصلاحی مشوروں سے مستفید فرمایا۔ جس سے کتاب کی تصحیح میں قابل قدر امداد ملی ہے۔ میں ان کی عنائت کا بے حد ممنون ہوں۔

دِل محمد

پیغامِ عمل

تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار
نہیں اس کے پھل پہ تجھے اختیار
کیئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اس کا پھل
عمل کر، عمل کر نہ ہو بے عمل

دوسرا ادھیائے شلوک ۴۷

تمہید

آج سے پانچ ہزار کچھ سال پہلے کروکشیتر کے میدان میں مہابھارت کی جنگ عظیم واقع ہوئی۔ اس کا مرقع مہرشی ویدویاس جی نے اپنی لافانی نظم مہابھارت میں کھینچا ہے۔ یہ جنگ سلطنت کیلئے ملک و مال کے لئے مادی دنیا کیلئے لڑی گئی۔ لیکن اسی جگہ کے اندر ایک اور جنگ بھی لڑی گئی جس کو باطنی اور روحانی جنگ کہنا چاہیئے۔ یہ فرائض اور جذبات کی جنگ تھی۔ اس کا نقشہ شری مد بھگوت گیتا کے لازوال اشعار میں کھینچا گیا ہے۔ گیتا مہابھارت ہی کا حصہ ہے۔ واقعات یوں ہیں کہ سرزمین ہند کے بہادر سپوت پانڈو اور کورو اپنے اپنے لشکر صف آرا کئے کھڑے ہیں۔ ارجن رتھ پر سوار ہے شری کرشن مہاراج اس کا رتھ چلا رہے ہیں اور اس کی درخواست پر رتھ کو دونوں فوجوں کے درمیان لا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔ ارجن کوروؤں کی فوج کی طرف نگاہ ڈالتا ہے اور دیکھتا ہے کہیں اس کے گورو کھڑے ہیں کہیں چچا کہیں بھائی کہیں خالو کہیں بھتیجے کہیں

دوست سب ایک دوسرے سے جنگ کیلئے تیار ہیں، یہ صورتِ حال دیکھ کر اس کا دِل نرم ہو جاتا ہے اس کے من میں ایک اور جنگ شروع ہو جاتی ہے کشتری کی حیثیت سے لڑنا اس کا دھرم ہے۔ رحم دل انسان کی حیثیت سے لڑنا اور اپنے عزیزوں سے لڑنا اس کیلئے ادھرم ہے یہ دھرم اور ادھرم کی جنگ، یہ فرائض اور جذبات کی جنگ اس کے دِل کو کمزور کر دیتی ہے وہ اِس اندرونی جنگ کی رہنمائی بھی شری کرشن مہاراج کے سپرد کر دیتا ہے۔ تاکہ وہی اس کے من کے رتھ کو بھی چلائیں۔ اور خود جذبات سے متاثر ہو کر اپنی کمان گانڈیو کو پھینک دیتا ہے اور رتھ میں دل شکستہ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔

اب شری کرشن مہاراج اُس کو اُپدیش دیتے ہیں۔ اس کی ٹوٹی ہوئی ہمت کو پھر استوار کرتے ہیں۔ اُس کو رازِ عالم سے آگاہ کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ راجے مہاراجے، یہ لشکری، یہ فوج و سپاہ محض فریبِ نظر ہیں۔ سب کاموں کا کارن (باعث) خود خدا ہے جس کو زوال نہیں۔ انسان کو سب کام خدا ہی کے کام سمجھ کر کرنے چاہئیں۔ خدا کی رضا کے سامنے فرائض کی تکمیل کے وقت انسان کو سب کام ذاتی تعلقات

اور جذبات سے بلند ہو کر کرنے چاہئیں۔ اسی سلسلہ میں شری کرشن مہاراج نشکام کرم۔ کرم یوگ اور معرفت کے مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ارجن اس روحانی قوت کے بل پر پھر ادائے فرض کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

مہابھارت میں لکھا ہے کہ راجہ دھرت راشٹر دریودھن کا باپ اور کوروؤں کا جدّ امجد آنکھوں سے نابینا تھا۔ جنگ کے آغاز میں مہرشی ویاس جی دھرت راشٹر کے پاس گئے اور فرمایا: "اگر آپ جنگ کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں آپ کی آنکھوں کو بینا کرنے کیلئے تیار ہوں"۔ لیکن دھرت راشٹر نے کہا "میں اپنے ہی خاندان کی تباہی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہتا"۔ اس پر مہرشی ویاس جی نے اس کے مطرب (سوت) یا بقول: بگروزیر کو جس کا نام سن جے تھا ایسی باطنی نظر عطا کر دی کہ وہ جب بیٹھے بیٹھے وہ جنگ کا نظارہ دیکھ سکتا تھا وہ سب کچھ دیکھتا جاتا اور راجہ دھرت راشٹر کو جنگ کے سب واقعات سناتا جاتا۔ غرض سن جے نے پہلے فوجوں کے انتظام اور اہتمام کا ذکر کیا۔ اور پھر دھرت راشٹر کے سوالوں کے جواب میں تمام گیتا سنائی۔

آج بھی وہی مہابھارت کی جنگ ہو رہی ہے۔ انسان کا تن کوروکشیتر کا میدان ہے۔ من دھرم کشیتر ہے۔ کھیت میں جو بیج بو دیا جائے گا۔ ویسا ہی پھل دیگا۔ آم کی گٹھلی سے آم اور نیم کے بیج سے نیم کا پودا نکلے گا۔ محبت کے بیج سے محبت اور نفرت کے بیج سے نفرت پیدا ہوگی۔ حق و باطل، نیکی اور بدی کی فوجیں برسر پیکار ہیں۔ نیکی کی فوج کا سردار ضمیر ہے۔ جو یدھشٹر کی طرح یدھ یعنی جنگ میں مستقل مزاج رہتا ہے۔ دوسری طرف بدی کی فوج ہے جس کا سردار نفس امارہ ہے جو دھرت راشٹر (اندھے راجے) کی طرح دوسرے کے راج کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔ ارجن کی طرح انسان کو چاہیئے کہ اپنی رتھ (قوت عمل) کی باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں دے جذبات کو فرائض پر غالب نہ آنے دے۔ حق کیلئے پوری کوشش کرے اور سب کام نشکام کرم سمجھکر خدا کیلئے اور خدا ہی کا کام سمجھ کر پورا کرے۔ خدا اس کا مددگار ہو!

٭٭٭٭٭

شریمد بھگوت گیتا

(اُردو نظم میں)

پہلا اَدھیائے

دھرت راشٹر نے کہا

۱۔ کُروکھیت کی دھرم بھُومی پہ جب
مِلے پانڈوؤں سے مرے لال سب
لڑائی کا دل میں جمائے خیال
تو سن سنجے بتا اُن کا سب حال چال

۱۔ راجہ دھرت راشٹر پانڈو کا بھائی اور کوروؤں کا باپ تھا۔ وُہ آنکھوں سے نابینا تھا۔ سن سنجے اس کے مُطرب کا نام ہے۔ کُروکھیت سے مراد کوروچھیتر کا میدان ہے۔ اس سرزمین کو دھرم بھُومی اِس لئے کہا گیا ہے۔ کہ یہ مقام فرائض مذہبی کی ادائیگی کے لئے مقدس مانا گیا ہے۔ یہاں راجہ کورو نے راج کیا ہے۔ یہ راج رشی تھا۔ خُود ہَل چلایا کرتا تھا۔ اسی راجہ کی اولاد یہ دونوں پانڈو اور کورو ہیں ☆ بعض کہتے ہیں سنجے اس کا وزیر تھا۔

سن جے نے کہا

۲ مہاراج! آئی نظر جس گھڑی
صف آرا سپہ پانڈوؤں کی کھڑی
گئے راجہ دریودھن اٹھ کر شتاب
کیا جا کے اپنے گرو سے خطاب

راجہ دریودھن کی گفتگو

۳ گرو جی! ذرا دیکھئے اوج موج
صف آرا ہے پانڈو کے بیٹوں کی فوج
دروپد کا پسر ان کا سردار ہے
جو چیلا تمہارا ہی طرار ہے

۲ (۲) دریودھن دھرت راشٹر کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

۲ (۴) گرو سے مراد درون اچارج ہے جو کوروؤں اور پانڈوؤں سب کے استاد تھے۔ خطاب کرنا ۔ بات کرنا۔

۳ (۳) دروپد کے اصل تلفظ میں د ب کر نکلتی ہے۔

۴ لڑائی کو نکلے ہیں اہلِ خدنگ
جو سب ارجن اور بھیم ہیں وقتِ جنگ
وراٹ اور یُویُودھان مردانِ کار
دُرُپد سا بہادر جو سادھقے سوار
۵ کہیں دھرِشٹ کیتو کہیں چیکتان
کہیں راجہ کاشی کا شیرِ زماں
اِدھر کُنتی بھوج اور پروجت اُدھر
کہیں شیبیہ صورتِ گاوِ نر
۶ یُدھامنیو جیسا کہیں شُور بیر
کہیں اُتّموجا بلی بے نظیر
کہیں ہے بہادر سُبھدرا کا بیر
پسر دروپدی کے مہارتھ دلیر

۴ (۱) اہلِ خدنگ - تیروں والے ۔ بھیم، ارجن اور یدھشٹر پانڈو کے تینوں بیٹوں کے نام ہیں جو پہلی بیوی کُنتی کے بطن سے تھے۔

۴ (۲) مہارتھی اس جوانمرد کو کہتے ہیں جو اکیلا دس ہزار تیر اندازوں کا مقابلہ کر سکے۔

۵ (۳) گیتا میں شیبیہ کو قوت اور مردانگی کی وجہ سے گاوِ نر کہا گیا ہے

(۴) دروپدی، پانڈوؤں کی بیوی کا نام ہے۔

۷ مقدّس گرو صاحبِ احترام
جہاں کے دو جنموں میں عالی مقام
سُنو اَب ہمارے ہیں سَردار کون
ہماری سِپہ کے ہیں سالار کون
۸ گرو جی اِدھر سب سے اوّل جناب
تو پھر بھیشم اور کرن سے لاجواب
کِرپا فتحمند آشو تھاما نر
وِکرن اور بلی سوم دت کا پسر
۹ دلاور اسی شان کے بے شمار
جو میرے لئے جاں بھی کر دیں نثار
سراپا مسلّح اُٹھائے خدنگ
عیاں جن پہ سب جنگ کے رنگ ڈھنگ

۸　(۲) بھیشم پتامہ ۔ کوروؤں اور پانڈوؤں کے دادا کے بھائی ۔ کرن ۔ ارجن کا سوتیلا بھائی

(۲) درون اچارج کے بیٹے کا نام اشو تھاما تھا ۔

۱۰ ہماری اِدھر فوج ہے بے شمار
کماں دار بھیشم سا عالی وقار
مقابل میں محدود فوجِ غنیم
ہے سیناپتی جن کے لشکر کا بھیم

۱۱ جوانو! قطاروں میں بٹ جائیو!
پَرے باندھ کر رَن میں ڈٹ جائیو!
دلیرو صفیں اپنی بھر دو سبھی
نہ بھیشم پہ آنچ آئے مردو کبھی

۱۲ یہ سُنکر گرجنے لگا مثلِ شیر
وُہ بھیشم پتامہ وُہ پیر دلیر
وُہ سنکھ اپنا جنگی بجانے لگا
ترے لال کا دِل بڑھانے لگا

---

۱۰ بعض شارحین اِس شلوک کے معنی بالکل برعکس کرتے ہیں۔ وُہ کورؤں کے لشکر کو محدود اور پانڈوؤں کے لشکر کو بے شمار بتاتے ہیں۔

۱۰ (۴) بھیم پانڈوؤں کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔

۱۲ (۲) پتامہ سے مراد دادا یعنی بھیشم ہے۔

جنگ کی شورش

۱۳ یکایک اُٹھا فوج سے شور و غُل
جو ناقوس چلائے کھڑکے ڈُہل
گرجنے دھڑکنے لگے ڈھول دف
لگیں گو مکھیں چیخنے ہر طرف
۱۴ کھڑا تھا وہاں ایک رتھ شاندار
جُتے جس میں براق سب راہوار
تھے مادھو بھی ارجن بھی اُس میں کھڑے
وہ سنکھ آسمانی بجانے لگے
۱۵ رشی کیش کا پانچ جنیہ پہ زور
ادھر دیودت پر تھا ارجن کا شور

۱۳۔ ناقوس سنکھ ۔ گو مکھ ۔ وہ ناقوس جو گائے کے مُنہ کی شکل کا ہو نل کے۔

۱۴ ۔ براق ۔ سفید رنگ ۔ راہوار ۔ گھوڑے ۔

۱۵ (۱) پانچ جنیہ ۔ یہ سنکھ ایک اکشنر کی ہڈیوں سے بنا تھا ۔ جس کا نام پانچ جنیہ تھا ۔ اور جسے شری کرشن نے ہلاک کیا تھا ۔

۱۵ (۲) دیودت (خدا داد) ارجن کا سنکھ ۔ ارجن رتن میں دھننجے ہے ۔ دھن پر فتح پانے والا ۔

اُدھر بھیم سا مرد خونخوار تھا
جو پونڈر پہ جھنگھاڑتا تھا کھڑا
۱۶ مہی پت یدھشٹر وہ کنتی کا لال
"وجے" پر دکھاتا تھا اپنا کمال
دکھاتے نکل اور سہدیو جوش
لئے اک منی پشپک اور اک سگھوش
۱۷ وہ کاشی کا راجہ دھنش دھار بھی
شکھنڈی مہارتھ ساجرار بھی
دِراٹ اور بلی دھرشٹ دیومن سبھی
قوی ساتیکی جو نہ ہارا کبھی

۱۵ (۳) پونڈر - بھیم کے سنکھ کا نام۔
۱۶ (۲) "اننت وجے" لامتناہی فتح - یہ بھی سنکھ کا نام ہے
۱۶ (۴) منی پشپک - ہیرا جڑا سنکھ ۔ سگھوش - شیریں آواز سنکھ ۔
۱۷ (۲) شکھنڈی - دروپد کا بیٹا تھا جو لڑکی سے لڑکا بن گیا تھا۔ اسی لئے بھیشم نے اِس پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا - اور شکھنڈی نے اُسے مار ڈالا

۱۸ دُرپد اور سُبھدرا کا بلونت لال
پسر دروپدی کے سبھی باکمال
مہاراج ہر سُو دکھاتے تھے جوش
بجاتے تھے سنکھ اپنے باصد خروش

۱۹ وُہ ہنگامہ برپا ہوا الاماں
ہُوئے شور سے پُر زمیں آسماں
ہراساں تھے دھرت راشٹر کے پسر
لگے پھٹنے سینوں میں قلب و جگر

۲۰ کہ اتنے میں پانڈو کا بیٹا اُٹھا
اُڑاتا پھریرا ہنومان کا
کماں اُس نے لے لی کہ تیرے پسر
کھڑے تھے چلانے کو تیر و تبر

۱۸ بلونت ۔ بہادر

۲۰ پانڈو کا بیٹا ارجن جس کے جھنڈے پر ہنومان کا نشان تھا

۲۱ ہری پت! وہ بولا رشی کیش سے
کہ اے لافنا، رتھ بڑھا دیجئے!
چلیں وسط میں دیکھنے اوج موج
اِدھر اپنی فوج اور اُدھر اُن کی فوج

۲۲ میں دیکھوں ذرا وہ جواں کون ہیں
جری کون ہیں پہلواں کون ہیں
لڑائی کو آئے ہیں جو بے درنگ
مجھے آج درپیش ہے جن سے جنگ

۲۳ نظر اُن کی صورت پہ کر لوں فدا
جو آئے ہیں مردِ نبرد آزما
یہ مقصد ہے جن کا کہ ہو اُن سے شاد
وہ دھرت راشٹر کا پسر کج نہاد

۲۱ ہری پت - راجہ یہ برشی کیشی - حواس کا مالک - سری کرشن کا نام ہے

۲۳ دھرت راشٹر کا پسر - دریودھن -
کج نہاد - بدطینت - بری طبیعت والا ہے

سنجے نے کہا

۲۴ گڈاکیش سے جب رشی کیش نے
سنا یہ تو رتھ کو بڑھانے لگے
تھا اُس رتھ کا رُتبہ رتھوں میں بڑا
کیا دونوں فوجوں میں لا کر کھڑا
۲۵ درون اور بھیشم ڈٹے تھے وہاں
جمے تھے وہیں راجگانِ جہاں
کہا "دیکھ ارجن کھڑے صف بہ صف
لڑائی کی خاطر کُرو سر بکف"

۲۴ گڈاکیش (نیند کو فتح کرنے والا) ارجن کا نام ہے ۔ رشی کیش (حواس کو فتح کرنیوالا) مراد سری کرشن ۔

۲۴ (۳) رتھی یعنی رتھ بان کا لفظ ہے جو ارجن کا نام ہے ۔

۲۵ (۴) سر بکف یعنی سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے

ارجن وشاد

(ارجن کی بے دلی)

۲۶ تب ارجن نے دیکھا کھڑے ہیں تمام
چچے دادے استاد ذی احترام
کہیں بیٹے پوتے کہیں یار ہیں
برادر ہیں، ماموں ہیں، غمخوار ہیں

۲۷ خسر ہے کوئی کوئی دلبند ہے
کہ اک سے لگا اک کا پیوند ہے
جگر کی جگر سے لڑائی ہے آج
کہ لڑنے کو بھائی سے بھائی ہے آج

۲۶ (۱) اصل میں بات [illegible]

۲۶ (۲) ذی احترام - قابل عزت

۲۷ (۳) پیوند - جوڑ

۲۸ (۴) جگر - پیارا - عزیز

۲۸ ہوا دل کو ارجنؔ کے رنج و ملال
کہا رحم و رقت سے ہو کر نڈھال
مہاراج یہ کیا ہے درپیش آج
کہ لڑنے کو ہے خویش سے خویش آج

۲۹ بدن میں نہیں میرے تاب و تواں
دہن خشک ہے سوکھتی ہے زباں
لگی ہے مجھے کپکپی تھرتھری
مرے رونگٹے بھی کھڑے ہیں سبھی

۳۰ چلی ہاتھ سے میرے گانڈیو اب
بدن جل رہا ہے مرا سب کا سب
یہ لو پاؤں بھی لڑکھڑانے لگے
مرے سر کو چکر سے آنے لگے

---

۲۸ (۴) خویش - اپنا
۲۹ (۱) تاب و تواں - طاقت ؛
۳۰ (۱) گانڈیو - ارجن کی کمان کا نام گانڈیو تھا ؛

۳۱ مہاراج کیشو میں اب کیا کہوں
کہ آثارِ بد ہیں بُرے ہیں شگوں
یہ کارِ زبوں کر کے کیا فائدہ
عزیزوں کا خوں کر کے کیا فائدہ

۳۲ مجھے خواہشِ فتح و نصرت نہیں
مجھے شوقِ عیش و حکومت نہیں
کہ گوبند تاجِ شہی ہیچ ہے
خوشی ہیچ ہے زندگی ہیچ ہے

۳۳ تمنا تھی جن کے لئے راج کی
خوشی جن سے تھی عشرت و تاج کی
کھڑے ہیں وہ تیر و کماں جوڑ کر
زر و مال و جاں سب سے مُنہ موڑ کر

۳۱ - (۱) کیشو - دراز گیسو یعنی لمبے بالوں والے کرشن -

۳۱ (۲) کارِ زبوں - بُرا کام

۳۳ (۳) تیر و کمان جوڑ کر - لڑنے کے لئے

۳۴ پدر بھی ہیں دادے بھی اُستاد بھی
پسر بھی ہیں اور اُن کی اولاد بھی
یہ ماموں وُہ بیوی کا بھائی وُہ باپ
سبھی میں قرابت سبھی میں ملاپ
۳۵ مجھے قتل کر دیں اگر بے دریغ
نہ پھر بھی اٹھاؤں گا اپنوں پہ تیغ
مدھو مار کیا شے ہے دُنیا کا راج
نہ لوں اِس طرح تینوں عالم کا تاج
۳۶ فنا ہوں جو دھرت راشٹر کے پسر
تو ہوگا خوشی کا نہ دل میں گذر
یہ سفاک گر ہو بھی جائیں تباہ
نہ چھوڑیں گے پیچھا ہمارا گناہ

۳۴ (۱) پدر - باپ ۔ یہاں چچا اور باپ دونوں سے مراد ہے۔

۳۴ (۲) قرابت - رشتہ داری ؛

۳۵ (۳) مدھو مار - مدھوسودن مدھو کو مارنے والے کرشن ۔ مدھو ایک راکشش تھا۔

۳۶ (۴) سفاک - ظالم ؛

۳۷ یہ دھرت راشٹر کے جو فرزند ہیں
یہ مادھو سب اپنے جگر بند ہیں
اگر ہم عزیزوں کو کر دیں ہلاک
رہیں گے سدا غم سے اندوہناک

۳۸ سمجھ ان کی ہر چند گہنا گئی
دلوں پر ہوا و ہوس چھا گئی
نہ سمجھیں وہ یاروں سے لڑنا خطا
نہ احساس، ہوں گر قبیلے فنا

۳۹ نہیں لیکن ایسے تو نادان ہم
بچیں پاپ سے کیوں نہ بھگوان ہم
کہ ظاہر ہے گر خانداں ہو تباہ
کہاں اس سے بڑھ کر ہے کوئی گناہ

۳۷ (۲) جگر بند - عزیز، پیارے
مادھو - شری کرشن کا ایک نام
۳۸ (۲) ہوا و ہوس - لوبھ ؛

۴۰ قبیلہ فنا گر کوئی ہو گیا
قدیمی وہ دھرم اس کا سب کھو گیا
رہا دھرم پر جب نہ دار و مدار
ادھرم اس پہ غالب ہوا انجام کار

۴۱ ادھرمی جو ہو جائیں سب مرد و زن
بگڑ جائے پھر عورتوں کا چلن
رہیں عورتیں ہی نہ جب پاکباز
تو ورنوں میں باقی کہاں امتیاز

۴۲ جو ورنوں میں ایسی خرابی مچائیں
وہ اور اُن کے کنبے جہنم کو جائیں
بڑوں کو نہ پنڈ اور نہ پانی ملے
تنزل اُنہیں جاودانی ملے

---

۴۰ (۲) دھرم کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ اصل فطرت، قانون، فرض، رسوم مذہبی، راستی، پارسائی، نیکی؛

۴۰ (۴) ادھرم۔ بے دھرمی ؛ ۴۱ (۴) ورن۔ جات پات ؛

۴۲ (۳) پنڈ اور پانی۔ یہ شرادھ کی رسوم کی طرف اشارہ ہے، جو آباد اجداد کی ارواح کے لئے کی جاتی ہیں۔ اولاد نہ ہو تو آبا کو شرادھ سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

۴۳ جتیلوں کو غارت کریں جو بشر
ہوں وَرن اُن کے پاپوں سے زیر و زبر
وُہ ذاتوں کی رسمیں مٹاتے رہیں
گھرانوں کے دستور جاتے رہیں

۴۴ کسی خانداں کا جو ہو دھرم ناس
نہ رِشیوں کی پروا نہ رسموں کا پاس
تو بھگوان ہم نے سُنا ہے مدام
جہنم کے اندر ہے اُن کا مقام

۴۵ صد افسوس ہم کھو کے عقلِ سلیم
یہ کرنے لگے ہیں گناہِ عظیم
بہائیں گے افسوس اپنوں کا خوں
کہ ہے بادشاہی کا سر میں جنوں

۴۳ (۲) ورن - ذات، جاتی ؛ (۲) زیر و زبر - نیچے اوپر ؛
۴۴ (۳) متن میں لفظ جنار دن ہے - جس کے معنی ہیں آدمیوں کو اذیت دینے والا
(۴) جہنم - نرک، دوزخ ؛
۴۵ (۲) گناہِ عظیم - بڑا گناہ - مہا پاپ ؛

۴۶ یہ بہتر ہے دھرت راشٹر کے پسر
اُڑا دیں جو تلوار سے میرا سر
نہ ہتھیار لے کر لڑوں اُن کے ساتھ
بچانے کو اپنے اُٹھاؤں نہ ہاتھ

سن جے نے کہا

۴۷ یہ کہتے ہوئے حالِ دل ناگہاں
دیئے پھینک ارجن نے تیر و کماں
نہ رتھ میں کھڑا رہ سکا وہ حزیں
جو دل اُس کا بیٹھا تو بیٹھا وہیں

ارجن وشاد نامی پہلا ادھیائے ختم ہوا

۴۶ (۱) دھرت راشٹر کے پسر۔ کرو ؞

وشاد = افسردگی، پژمردگی، بے دلی، دُکھ ؞

دوسرا ادھیائے

سنجے نے کہا

۱ جو ارجن کا دیکھا یہ رنج و ملال
غم و سوز دل میں طبیعت نڈھال
نظر دکھ سے بے چین آنکھوں میں نم
تو بھگوان بولے ز راہِ کرم

شری بھگوان کا ارشاد

دوسرے ادھیائے میں رُوح کی حقیقت علم سانکھیہ کے طریق سے بیان کی گئی ہے۔ آتما کا غیر فانی ہونا اور جسم کی بے ثباتی کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرضِ منصبی کا ذکر ہے۔ اور علمِ معرفت کے حاصل کرنے کا طریقہ اور طالبِ معرفت کے مختلف منازل اور کیفیات کا ذکر ہے۔

۲ سُن ارجُن! یہ کیسی روش ہے رذیل
جو دوزخ میں ڈالے جو کر دے ذلیل
کٹھن وقت میں ایسی کیوں بے دلی
نہ ہو آریاؤں میں یوں بے دلی

۳ تُو ارجُن نہ بن کلیبَ نامرد و زار
نہیں تیرے شایانِ شاں جی کی ہار
یہ کم ہمتی چھوڑ، کر جی کڑا
عدو سوز ارجُن کھڑا ہو کھڑا!

ارجُن کا جواب

۴ وہ بولا کہ اے فاتحِ دشمناں
مدھو مار! مجھ سے یہ ہوگا کہاں

۲ (۴) آریہ = شریف آدمی
۳ (۱) کلیبَ :- نامرد، مخنث ؛
۳ (۴) پرنتپ = پرنتپ - دشمنوں کو تباہ کرنے والا ؛
۴ (۲) مدھو مار = مدھوسودن = مدھو کو ہلاک کرنے والا شری کرشن ؛

معتّزز ہیں بھیشم دراصل ہیں گرو
بہاؤں میں تیروں سے ان کا لہو

۵ گرو محترم کا نہیں خوں روا
گدائی میں اس سے تو جینا بھلا
میں ان خیر خواہوں کا خوں گر کروں
تو عشرت کے لقمے لہو سے بھروں

۶ میں کیا جانوں اچھا ہے اے سرپرست!
شکست ان کو دینا کہ کھانا شکست
یہ دھرت راشٹر کے پسر ہیں تمام
انہیں ہت کر اپنا جینا حرام

۷ طبیعت ہے کمزور دل نرم ہے
یہ الجھن ہے اب کیا مرا دھرم ہے

۵ (۲) بعض مترجمین "خیر خواہ گروؤں" کی بجائے "دولت کے لوبھی گروؤں" ترجمہ کرتے ہیں

۷ (۲) دھرم = فرض = ڈیوٹی ۔

میں چیلا ہوں میری مدد کیجئے
جو ہو نیک رستہ بتا دیجئے

۸ جہاں کا ملے بے خلل مجھ کو راج
مجھے دیوتا بھی جو دیں آ کے باج
میں اس حال میں بھی رہوں گا اُداس
اسی درد سے گم ہیں میرے حواس

سنجے نے کہا

۹ گڈاکیش وہ فاتح دشمناں
رشی کیش سے کر چکا جب بیاں
تو یوں کہہ کے چپ ہو گیا وہ عزیز
"میں گووند لڑتا لڑاتا نہیں"

۸ [illegible] سے خالی ؛
[illegible] گئے ہیں ؛
۹ (۱) گڈاکیش ۔ [illegible] فاتح دشمناں ۔ [illegible]
۹ (۲) رشی کیش ۔ اندریا کا مالک یا ورادِ گیسو ۔ مراد سری کرشن سے ہے ؛

۱۰ اِدھر فوج تھی اور اُدھر فوج تھی
دل ارجن کا اور غم کی اک موج تھی
رشی کیش کچھ مسکرانے لگے
یہ عرفاں کے موتی لٹانے لگے

شری بھگوان نے فرمایا

۱۱ تو باتوں کے عاقل! نہ ہو دل ملول
نہ کر اُن کا غم جن کا غم ہے فضول
ستائیں نہ دانا کو رنج و الم
مرے کا نہ سوگ اور نہ جیتے کا غم
۱۲ ازل سے تھی موجود ہستی مری
ازل سے موجود ہستی تری

۱۱ (۲،۱) تو دانائی کی باتیں کرتا ہے نگران کا غم کرتا ہے جن کا غم بیجا ہے۔
۱۱ (۳) متن میں لفظ پنڈت ہے جس کے معنی عالم اور دانا ہیں۔
۱۲ (۱۲) لفظی ترجمہ۔ نہ تو ایسا ہے کہ میں کسی وقت موجود نہ تھا تو ... [illegible]
آتما (روح) کے ازلی ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔

یہ راجے سبھی اور یہ خلقت تمام
ہمیشہ سے ہیں اور رہیں گے مدام
۱۳ کرے رُوح جیسے بغیر تغیر
لڑکپن جوانی بڑھاپے کی سیر
یہیں پھر نئے تن میں ہو گی مکیں
اگر دل ہے مضبوط چنتا نہیں
۱۴ یہ گرمی، یہ سردی، یہ دُکھ سُکھ تمام
بس احساسِ اشیا سے ہوں لا کلام
یہ کیفیتیں آنی جانی ہیں یہ
سہے جا خوشی سے کہ فانی ہیں یہ
۱۵ وُہ انساں اثر جس پہ ان کا نہیں
خوشی سے جو خوش ہو نہ غم سے حزیں

۱۳ (۱) رُوح تن میں آتی ہے۔ تن میں تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی طفلی کا دور رہتا ہے کبھی جوانی کا کبھی بڑھاپے کا۔ رُوح ان سب کو دیکھتی ہے۔ لیکن خود تغیر پذیر نہیں ہوتی۔

۱۴ (۲) احساس اشیا = مادی اشیا کے میل سے ؛

۱۵ (۳) حزیں = غمناک ؛

سُن ارجُن ہے قائمُ دل اُس کا مدام
اسی کی ہے شایاں حیاتِ دوام
۱۶ جو باطل ہے موجود ہوتا نہیں
جو حق ہے وُہ نابود ہوتا نہیں
وُہ ہیں بود و نابود سے باخبر
حقیقت پہ رہتی ہے جن کی نظر
۱۷ اُسی کو بقا ہے اُسی کو ثبات
جہاں پہ ہے چھائی ہوئی جس کی ذات
بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال
فنا کر سکے ہستیِ لا زوال
۱۸ بسائے ہیں جس آتما نے وجُود
وُہ قایمُ ہے دائم ہے اور بے حدود

۱۶ (۱،۲) باطل = اَسَت یعنی نیست کبھی سَت یعنی ہست نہیں ہوتا۔ نہ نیست ہی کبھی ہست ہوتا ہے ۔

۱۶ (۳) بُود و نابود = ہست اور نیست ۔ ۱۷۔ اُسی کا اشارہ پرماتما کی طرف ہے۔

۱۸ (۲) بے حدُود = جو محدود نہیں ہے = بے انتہا ۔

ہے فانی بدن آتما لازوال
پھر ارجن ہے کیوں جنگ میں قیل و قال

۱۹ کبھی خون کرتی نہیں آتما
کبھی خود بھی مرتی نہیں آتما
نہ قاتل ہے یہ اور نہ مقتول ہے
جو ایسا سمجھتا ہے مجہول ہے

۲۰ جنم اس کو لینا نہ مرنا اسے
نہ آکر جہاں سے گزرنا اسے
انادی، فنا اور تغیّر سے پاک
یہ مرتی نہیں گو بدن ہو ہلاک

(۱۹-۲۰) آتما (رُوح) پُرسکون اور لازوال ہے۔ دُنیا کی تمام حرکات اور افعال پرکرتی (فطرت یا نیچر) سے ظہور میں آتے ہیں۔ اس سے جینے مرنے کا سوال جسم سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ رُوح سے۔ انسان پیدا ہو تو رُوح پیدا نہیں ہوتی۔ انسان مرے تو رُوح نہیں مرتی۔

۲۱ جو سمجھے اسے دائم و لا یزال
مبرّا ولادت سے اور بے زوال
کسی کا وُہ کیونکر بہائے گا خُون
کسی کا وُہ کیونکر گرائے گا خُون

۲۲ بدلتا ہے انساں لباسِ کہن
نیا جامہ کرتا ہے پھر زیبِ تن
اِسی طرح قالب بدلتی ہے رُوح
نئے بھیس میں پھر نکلتی ہے رُوح

۲۳ کٹے گی نہ تلوار سے آتما
جلے گی کہاں نار سے آتما
نہ گیلی ہو پانی لگانے سے یہ
نہ سُوکھے ہوا میں سُکھانے سے یہ

۲۱ (۱) لا یزال = غیر فانی
(۲) مبرا ولادت سے = جنم سے بری۔
۲۲ (۱) کہن = پرانا ؛ (۳) رُوح = آتما ؛
۲۳ (۲) نار = آگ ؛

۲۴ نہ کٹ ہی سکے اور نہ جل ہی سکے
نہ سوکھے نہ پانی سے گل ہی سکے
قدیم اور اٹل بھی ہے دائم بھی ہے
محیطِ جہاں بھی ہے قائم بھی ہے

۲۵ نہیں آتما کو تغیّر زوال
حواس اُس کو پائیں نہ پہنچے خیال
تجھے آتما کا جو یہ گیان ہے
تو پھر کِس لئے غم سے ہلکان ہے

۲۶ اگر تو سمجھتا ہے یہ آتما
ہو پیدا کبھی اور کبھی ہو فنا
تو پھر بھی ہے لازم تجھے او قوی
کہ غم آتما کا نہ کرنا کبھی

---

۲۵ (۳) گیان = علم ؛

۲۶ (۳) قوی = مہا باہو = بڑے بازوؤں والا ؛

۲۶ و ۲۷ ویں شلوکوں کا نظریہ گیتا کا نظریہ نہیں ۔ جو لوگ رُوح کو غیر فانی نہیں سمجھتے ۔ ان کو بھی سمجھایا گیا ہے ، کہ موت پر غم نہ کریں ؛

۲۷ جو پیدا ہو موت اُس کو آئے ضرور
مرے تو جنم پھر وہ پائے ضرور
جو یہ امر لازم ہے اور ناگزیر
تو پھر کس لئے تو ہے غم کا اسیر

۲۸ نگاہوں سے پہلے نہاں ہوں وجود
یہ پھر بیچ میں کچھ عیاں ہوں وجود
نہاں پھر یہ ہو جائیں انجام کار
تو ارجن ہے پھر کس لئے بیقرار

۲۹ کوئی آتما سے تعجب میں آئے
کوئی بات حیرت سے اُس کی سنائے
کوئی ذکر سُن سُن کے حیران ہے
مگر سن سُنا کر بھی انجان ہے

---

۲۸ تمام وجود پہلے باطن (اویکیت) ہوتے ہیں۔ اور آخر میں پھر باطن میں چلے جاتے ہیں۔ درمیان میں یعنی پیدائش اور موت کے درمیان یہ کچھ عرصہ کے لئے ظاہر (ویکیت) ہو جاتے ہیں۔ یعنی جو پیدا ہوا ہے۔ وہ ضرور مرے گا۔ پھر غم کیا؟ ۲۷۔ ناگزیر = ضرور ہونے والا۔

۲۷ (۴) اسیر - قیدی ۔ ۲۸ (۴) متن میں بھارت ہے مراد ارجن ۔

۳۰ جو ہے سب کے تن میں مکیں آتما
یہ دائم ہے فانی نہیں آتما
جو اس پر یقیں ہے تو بھارت کے لال
نہ کر اہلِ ہستی کا رنج و ملال

۳۱ ترا فرض کیا ہے رکھ اس پر نظر
نہ جی ڈگمگا اس کی تکمیل کر
عمل چھتری کا کوئی کیوں نہ ہو
نہ پہنچے کبھی دھرم کی جنگ کو

۳۲ ہیں ارجن وہی چھتری خوش نصیب
ملے معرکہ جن کو ایسا عجیب

۳۱ (۱) ارجن کشتری ہے۔ اس لئے اس پر حق کے لئے جنگ کرنا فرض ہے۔

۳۱ (۳ و ۴) کشتری کے لئے حق کی خاطر جنگ کرنے سے کوئی کام بہتر نہیں۔
اس کا کام گھر کی راحت اور عیش و آرام کی زندگی چھوڑ کر سپاہیانہ زندگی بسر کرنا ہے۔
یہ جنگ حق و باطل۔ جبر و انصاف کے درمیان جنگ تھی۔

۳۲ متن میں لفظ پار تھ ہے:

یہ بِن مانگے نعمت خود آئی ہے گھر
کھُلے خُود بخود آ کے جنّت کے در

۳۳ اگر دھرم کی تُو لڑے گا نہ جنگ
اور اس جنگ میں کچھ کرے گا دِرنگ

تو پت تیری باقی رہے گی نہ دھرم
تجھے پاپ گھیریں گے آئے گی شرم

۳۴ تجھے لوگ دیکھیں گے تحقیر سے
نہ لیں گے ترا نام توقیر سے

جو با آبرو اس جہاں میں رہے
وہ مرنے کو ذلّت پہ ترجیح دے

۳۵ کہیں گے بہادر مہارتھ سوار
تُو میداں سے ڈر کر ہوا ہے فرار

۳۳ (۱) دھرم سے مراد اچھاتر دھرم یعنی کشتریوں یا سپاہیوں کا دھرم ہے۔

۳۳ (۲) دِرنگ = دیر - ڈھیل ٭ (۳) پت - عزت ٭

۳۴ (۴) ترجیح دینا - بہتر سمجھنا

۳۵ (۲) فرار ہونا - بھاگ جانا ٭ ایسا کرنے سے انسانی شجاعت اور مردانگی کا معیار گر جائیگا

تجھے سب بلاتے ہیں عزت سے اب
یہ لیں گے ترا نام ذلت سے تب
۳۶ ادھر تیرے دشمن جو رکھتے ہیں کد
جنہیں ہے شجاعت پہ تیری حسد
وہ بولیں گے ناگفتنی بولیاں
ملے رنج و غم اس سے بڑھ کر کہاں
۳۷ مرے گا تو پائے گا جنت میں گھر
اگر جیت جائے تو دنیا ہو سر
اٹھ ارجن کھڑا ہو دکھا زورِ جنگ
کہ مردوں کو میداں سے ہٹنا ہے ننگ
۳۸ ہو سکھ یا ہو دکھ سب کو یکساں سمجھ
مساوی یہاں نفع و نقصاں سمجھ

---

۳۶ (۱) کد ۔ ضد ؛ (۳) ناگفتنی بولیاں = نہ کہنے والی باتیں، اہانت عزت ؛

۳۷ یہاں متن میں لفظ کُنتیئے ہے یعنی کُنتی کے بیٹے مراد ارجن ؛

۳۸ انسان کا عمل صرف حق پر مبنی ہونا چاہیئے۔ اُسے عمل کے نتیجے سے بے نیاز ہوکر سکھ دکھ۔ نفع نقصان ہار جیت سے بالا ہو کر کام کرنا چاہیئے ؛

برابر سمجھ جنگ میں جیت ہار
بچے گا گناہوں سے دو ہاتھ مار

۳۹ یہ تعلیم تھی سانکھ کے گیان سے
سمجھ یوگ کی بات اب دھیان سے
اگر یوگ میں تجھ کو ہو انہماک
تو کرموں کے بندھن سے ہو جائے پاک

۴۰ نہ کوشش ہو اس میں کوئی رائگاں
ہو رستے میں اس کے رکاوٹ کہاں
ذرا بھی جو یہ دھرم آجائے گا
تو خوف و خطر سے بچا جائے گا

۴۱ جو عقلِ ارادی رہے مستقل
تو یکسو ہو اور پختہ انساں کا دل

۳۹ سانکھیہ وہ فلسفہ ہے جس میں رُوح اور مادے کی ماہیت پر بحث ہوتی ہے، اس کا تعلق علم سے ہے۔ یوگ وہ فلسفہ ہے جس میں عمل پر بحث ہوتی ہے۔ اور صحیح طریقِ کار سکھایا جاتا ہے۔ یوگ کے لفظی معنی ہیں ملنا۔ واصل ہونا۔ خدا سے وصال کی تلاش ؞
انہماک۔ محویت پورے طور پر دل کو لگانا۔ کرموں کا بندھن۔ اعمال اور ان کے نتائج کی زنجیر۔
۴۰ (۲) دیکھو ادھیائے ۶ شلوک ۴۰ تا ۴۶
۴۱ عقل ارادی۔ وہ عقل جو نیک و بد میں تمیز کر کے قطعی راہِ عمل بنائے ؞

ارادہ ہو جس کا نہ سلجھا ہوا
رہے گا خیالوں میں اُلجھا ہوا

۴۲ جو ویدوں کے لفظوں سے ہیں شادماں
وُہ ناداں کریں بس گل افشانیاں
اُنھیں کرم کانڈوں سے ہے آگہی
وُہ کہتے ہیں سب کچھ یہی ہے یہی

۴۳ جنم کو بتائیں وُہ کرموں کا پھل
سکھائیں زر و عیش کے سو عمل
وُہ خود کام ہیں کامناؤں میں مست
وُہ جنت کے طالب ہیں جنت پرست

۴۴ پھنسیں جن کے دل ایسے اقوال میں
گھریں عیش و دولت کے جنجال میں

۴۲ اور وید کے تین شلوکوں میں وید کے اُس حصے کی طرف اشارہ ہے جو کرم کانڈ کے متعلق ہے اور جس کے منتروں میں مال و دولت فتح و ظفر یا حصولِ جنت کیلئے یگیہ وغیرہ کے طریق بتائے جاتے ہیں ؛

۴۳ خود کام - خود غرض - خود مطلب ؛ کامنا - خواہشات ؛

سماؔدھی نہیں دل پہ قابو نہیں
کہ عقلِ ارادی ہی یکسو نہیں

۴۵ ہیں ویدوں میں لکھے ہوئے تین گُن
تو بالاتر ان سے نہ رکھ ان کی دُھن
رکھ اضداؔد کا اور حاصل کا غم
ہو محو آتما میں صداقت پہ جم

۴۶ وہ انساں جسے برہم کا گیان ہے
اُسے کرم کانڈوں پہ کب دھیان ہے
اُسے وید محض ایک تالاب ہے
جہاں سارے عالم میں سیلاب ہے

۴۷ تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار
نہیں اُس کے پھل پہ تجھے اختیار

۴۴ سماؔدھی۔ خدا کے دھیان میں دِل کی یکسوئی۔
۴۵ (۲) اضداؔد۔ دَوَندہ یعنی سُکھ دُکھ۔ سردی گرمی۔ الفت نفرت وغیرہ کے متضاد جوڑے۔
۴۶ برہم گیان۔ معرفتِ الٰہی۔ تالاب وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ عارف جسے ہر طرف عرفان نظر آتا ہے۔ اُسے کرم کانڈ وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح جیسے سیلاب کے وقت کنوئیں اور تالاب وغیرہ بے کار ہو جاتے ہیں۔

کیئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اُس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل
۴۸ رکھ ارجن تو دل یوگ میں اُستوار
تو کر بے لگاوٹ عمل اختیار
نہ جیتے کی شادی نہ ہارے کا سوگ
کہ دل کے توازن کا ہے نام یوگ
۴۹ سُن اب عقل کے یوگ کا حال سُن
بہت پست ہیں جس سے کرموں کے گُن
بنا عقلِ خالص کو تُو دستگیر
رہیں پھل کے طالب ذلیل و حقیر
۵۰ لگی ہے جسے عقلِ خالص کی دُھن
یہیں چھوڑ دے گا وہ سب پاپ پُن

۴۷ اس شلوک کے چاروں مصرعوں میں پورے کرم یوگ کی تعلیم درج ہے (۱) کام کرنا انسان کا فرض ہے (۲) نتیجہ اس کے ہاتھ میں نہیں (۳) کام کو اس کے نتیجے سے بے نیاز ہو کر کرنا چاہیئے (۴) ترکِ غرض کے ساتھ ترکِ عمل نہ کر دینا چاہیئے ؛

۴۸ (۴) توازن - سُکھ دُکھ فتح و شکست وغیرہ میں دِل کو ایک حالت پر رکھنا ؛

۵۰ (۱) عقلِ خالص - بُدھی سے یکت ہونا یہ بُدھی آتما کا آخری غلاف ہے ؛

کرما یوگ تن من میں بس جائے یوگ

عمل میں ہنر ہو تو کہلائے یوگ

۵۱ کہ سرشارِ دانش مُنی باعمل
کریں سب عمل چھوڑ کر اُن کے پھل
جنم کے وہ بندھن سے آزاد ہیں
سرورِ ابد پا کے دلشاد ہیں

۵۲ جو ہو عقل آزاد جنجال سے
نکل جائے تُو موہ کے جال سے
شُرتی بات سے بھی کرے احتراز
رہے اَن شُرتی سے بھی تُو بے نیاز

۵۳ پریشاں خیالی سے پائے سکوں
مقدس صحیفوں کا گم ہو فسوں

۵۰ (۴) عمل کے وقت عقلِ ارادی کو مستقل یکساں پاک اور بے لوث رکھنا ہی عمل میں ہنر ہے۔
۵۱ مُنی = ولی، جس کا باطن خدائی نور سے منور ہو ÷ جنم کا بندھن = آواگون کا چکر ÷
۵۲ (۲) موہ ۔ وابستگی ۔ تعلق ۔ دھوکا ۔ فریبِ نظر ÷
۵۲ (۳،۴) شُرتی ۔ اَن شُرتی = قیاس آرائیاں ÷
۵۳ (۲) مقدس صحیفے ۔ شرتی، منتر ÷ فسوں ۔ جادو ÷

سمادھی سے قایم ہو دل ذات میں
تو حاصل ہو پھر یوگ ہر بات میں

۵۴ پھر ارجن نے پوچھا یہ بھگوان سے
سمادھی میں دل کو جو قایم کرے
ہے اُس قائم العقل کا کیا چلن
ہو کیا بُود و باش اُس کی کیسا سخن

شری بھگوان کا ارشاد

۵۵ تو بھگوان بولے جو ہو محوِ ذات
جو من سے کرے دُور سب خواہشات
رہے جس کا دل رُوح سے مطمئن
اُسی فرد کو قایمُ العقل گن

۵۴ قائمُ العقل = ستھت پرگیہ = جس کی عقل پرسکون ہو جس کو گیان حاصل ہو جس کے دِل کا توازن قائم ہو۔

۵۵ ذات سے مراد ذاتِ باری ہے ؞

۵۶ جو سُکھ سے سُکھی ہو نہ دُکھ سے دُکھی
نہ خوف اُس کو آئے نہ غصّہ کبھی
نہ جذبوں کے جنجال میں آئے وُہ
مُنی قایمُ العقل کہلائے وُہ

۵۷ بُرائی جو پہنچے تو نالاں نہ ہو
بھلائی جو پائے تو شاداں نہ ہو
کِسی سے تعلّق نہ اُس کو لگاؤ
یہی قایمُ العقل کا ہے سُبھاؤ

۵۸ ذرا سا بھی دے کوئی کچھوے کو چھیڑ
تو لیتا ہے فوراً سب اعضا سُکیڑ
سکیڑے جو ہر شے سے اپنے حواس
وہ ہے قایمُ العقل اے حق شناس

قائم العقل۔ جب دُنیائے محسُوس ہمارے حواس پر اثر ڈالتی ہے، تو سُکھ دُکھ راگ بھے اور کرودھ یعنی خوشی رنج رغبت اور غصّہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن جو شخص قوتِ ارادی سے دِل کو ایسا مضبوط کرے، کہ اِن جذبات کی وجہ سے اس کا توازن قائم رہے، تو وہ شخص قائم العقل کہلائے گا۔

۵۹ کرے نعمتیں ترک پرہیزگار
مگر شوقِ لذت سے ہو بے قرار
اُسے ترکِ لذت کی لذت ملے
جسے دیدِ باری کی دولت ملے

۶۰ خردمند کے بھی حواس و خیال
جو تیزی میں آ جائیں کُنتی کے لال
تو من کو بھی وُہ چھین لے جائیں گے
کرے لاکھ کوشش نہ ہاتھ آئیں گے

۶۱ حواس اپنے روک اور لگا مجھ میں دل
تو سرشار ہو یوگ میں متصل
رہیں ضبط میں جس کے ہوش و حواس
وُہ ہے قائم العقل اے حق شناس

۵۹ اشیائے محسوس اور لذاتِ دنیوی کا ترک اُس وقت بیکار ہے۔ جب تک اُن کو دل سے ترک نہ کیا جائے۔ دیدِ باری۔ خدا کا دیدار

۶۰ کُنتی کا لال = کُنتی کا بیٹا۔ کُنتی ارجن کی والدہ کا نام تھا۔

۶۱ سرشار = یکجت۔

۶۲ لگائیں جو محسوس اشیا سے من
تعلّق بڑھے اُن سے اور ہو لگن
تعلّق سے خواہش کا ہو پھر ظہور
ہو خواہش سے غصّے کا دل میں فتور

۶۳ ہو غصّے سے پھر تیرگی رُو نما
اثر تیرگی کا ہے سہو و خطا
اسی سہو سے عقل ہو پائمال
جو زائل ہوئی عقل آیا زوال

۶۴ جو کرتا ہے محسوس دُنیا کی سَیر
نہ اُلفت کسی سے ہے جس کو نہ بیر
رہے نفس پہ ضبط جس کو مدام
وُہ تسکینِ دل سے رہے شادکام

۶۲ و ۶۳ اشیا کے حسن و منافع پر غور کرتے رہنے سے تعلق بڑھتا ہے۔ تعلق سے ان کے حصول کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ خواہش پورا نہ ہونے سے غصّہ آتا ہے۔ غصّے سے نیک و بد کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ اس گمراہی سے حافظے پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ عقل خراب ہو جاتی ہے اور انسان تباہ ہو جاتا ہے۔

۶۵ دل پُر سکھوں میں کہاں آئے رنج
کہ دُکھ دُور ہو جائیں مٹ جائیں رنج
جو پیدا ہو دل میں سکون و قرار
وہیں عقل قایم ہو اور استوار

۶۶ نہ ہو دل پہ قابو تو دانش محال
نہ ہو دل پہ قابو تو بھٹکے خیال
پریشاں خیالی سے آئے نہ سُکھ
جسے سُکھ نہ آئے سدا اُس کو دُکھ

۶۷ حواس آدمی کے بھٹکتے ہوں گر
ہو اس ہرزہ گردی کا دل پہ اثر
تو دل عقل کو لے چلے اس طرح
کہ طوفاں میں کشتی بہے جس طرح

۶۶ (۱) جب تک یوگ یکت ہو کر دل پر قابو حاصل نہ ہو۔
(۲) پریشاں خیالی۔ جب تک بدھی اور بھاو نا قائم نہ ہوں۔
سُکھ یہاں شانتی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

۶۷ انسان اپنے من اور حواس کو قابو میں رکھ کر ہی کمال حاصل کر سکتا ہے۔

۶۸ جو انساں حواس اپنے روکے رہے
نہ محسوس اشیا پہ جھکا رہے
تو سن لے مری بات ارجن قوی
کہ ہے قایمُ العقل انساں وہی

---

۶۹ جسے رات کہتی ہے دُنیا تمام
نگاہوں میں عارف کی دن ہے مدام
جو دن اہلِ عالم کے نزدیک ہے
وُہ عارف کی شب ہے کہ تاریک ہے
۷۰ سمندر میں غائب ہوں دریا ہزار
رہے گا وہ لبریز اور باوقار

---

۶۸ (۳) قوی = مہابا ہو۔ زبردست بازوؤں والا۔

۶۹ عارف ۔ یہاں مُنی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اُس پر وُہ حقائق روشن ہوتے ہیں جن سے غافل ہے۔ اور جن چیزوں کو دُنیا حقیقت سمجھتی ہے۔ وُہ عارف کے نزدیک باطل ہیں۔

سب ارماں ہوں گم جن کے سینے میں بس
وُہی پائیں راحت نہ اہلِ ہوس

۷۱ جو انساں کرے راحتیں دل سے دور
ہَوس کا نہ ہو جس کے دل میں فتوُر
نہ اُس میں خودی ہو نہ ہو میر تیر
سکوں اُس کو حاصل ہے دل اس کا سیر

۷۲ یہی ہے مقامِ وصالِ خُدا
جہاں آکے ہوں سب توہّم فنا
دمِ واپسیں بھی جو یہ گیان ہو
تو حاصل اُسے برھمّ نروان ہو

سانکھیہ یوگ نامی دوسرا ادھیائے ختم ہُوا

نوٹ :۔ قائم العقل دُنیا کو چھوڑ کر نہیں بیٹھ جاتا۔ وُہ جیسا شلوک ۶۴ میں بیان کیا گیا ہے دنیائے محسوس میں چلتا پھرتا ہے۔ لیکن حواس کو اپنے ضبط میں رکھ کر اپنی بُدھی کو قائم رکھتا ہے:۔

۷۲ برہم نروان ۔ خدائی وصال ۔:

تیسرا ادھیائے

ارجن نے کہا

١ بتا مجھ کو جبّار گیسو دراز
عمل سے اگر علم ہے سرفراز
تو دکھلا نہیں مجھ کو آزاد کیوں
مجھے کُشت و خوں کا ہے ارشاد کیوں
٢ بظاہر نہیں بات سُلجھی ہوئی
مری عقل ہے اِس سے اُلجھی ہوئی

---

١ جبّار = جناردن جس کے معنی ہیں لوگوں پر جبر کرنے والا ۔
گیسو دراز = کیشو ۔

١ (٢) سرفراز = بلند مرتبہ ، افضل ۔
علم مں یوگ کی افضلیت کے لئے دیکھو دوسرا ادھیائے شلوک ۴۹ ۔

مجھے بات قطعی بتا دیجیئے
بھلائی کی رہ پر چلا دیجیئے

شری بھگوان نے فرمایا

۳ سُن اے میرے معصوم ارجُن ذرا
دِیئے راستے میں نے دونوں بتا
ہے گیان اُن کا رستہ جو گیانی ہیں لوگ
جو یوگی ہیں دھرم اُن کا ہے کرم یوگ

۴ کہ انساں کبھی ترکِ اعمال سے
رہا ہو نہ کرموں کے جنجال سے
فقط ترکِ اعمال سے ہے محال
کہ حاصل کسی کو ہو اوجِ کمال

---

۳ (۳) گیانی - سانکھیہ کے فلسفے پہ چلنے والے :-

۴ (۴) ترکِ اعمال - سنیاس ÷ عارف کا مقصد دِل کا سکون حاصل کرنا ہے۔ اور یہ مقصد ترکِ اعمال سے حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ نتیجے سے بے نیاز ہو کر فرض بجا لانے یعنی اس کے "پھل" کو ترک کرنے سے حاصل ہوگا۔ اسی حالت کا نام "نیش کرم" ہے - :-

۵ جہاں میں نہ دیکھو گے تم ایک پل
کہ کوئی کبھی فارغ ہے اور بے عمل
سبھی کام کرنے پہ مامور ہیں
گنوں ہی سے فطرت کے مجبور ہیں

۶ جو اشیا سے روکے قوائے عمل
مگر دل سے خواہش نہ جائے نکل
جو اشیا کی اُلفت میں سرشار ہے
پراگندہ دل ہے وہ مکّار ہے

۷ مگر لے قوائے عمل سے جو کام
کرے پہلے من سے حواس اپنے رام
لگاوٹ نہ اس کو ثمر کا خیال
تو ہے کرم یوگی وہی باکمال

۵ تمام عالم میں طوفانِ عمل برپا ہے۔ خود انسان کے جسم میں دورانِ خون وغیرہ کو دیکھو۔ اس کا ذرّہ ذرّہ سرگرمِ عمل ہے۔ فطرت یا پرکرتی میں سب سے بڑا وصف حرکت یعنی عمل ہے۔ اور وہ سب سے عمل کرا رہی ہے ::

۶ دُنیا کی محبت دکھاوے کی غرض سے نہیں، بلکہ دل سے ترک کرنی چاہیئے۔ ورنہ یہ ترک منافقت اور ریا کاری ہے :: ۷ رام ۔ مطیع ::

۸ جو ہے فرض تیرا کر اُس پر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل
عمل چھوڑ دینے ہوں تجھ کو تمام
تو مشکل ہے تیرے بدن کا قیام

۹ عمل جس قدر بھی ہیں یگ کے سوا
وہ دنیا کو بندھن میں رکھیں سدا
کیے جا تو سب کام یگ جان کر
لگاوٹ نہ رکھ اور نہ پھل پر نظر

۱۰ جو خالق نے انساں کو پیدا کیا
تو یگ کو بھی پیدا کیا اور کہا
کہ پھولو پھلو یگ پہ رکھ کر یقیں
مرادوں کی یہ گئو ہے کام دھین

۹ یگیہ وہ اعمال و رسوم ہیں، جو شاستروں کے مطابق فریضہ مذہبی کے طور پر دیوتاؤں یا خدا کو خوش کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ پرکرتی (فطرت) خود ایک عظیم الشان یگیہ کر رہی ہے۔ جس کا مطلب خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔ اس لئے سب کام خدا کی رضا کے لئے ان کے ثمر سے بے نیاز ہو کر کرنے چاہئیں ؛

۱۰ (۴) کام دھین ۔ کامدھک اندر کی گئے جس سے سب مرادیں دوہی جا سکتی ہیں۔

۱۱ نوازا کرو یگ سے تم دیوتا
تمہیں دیوتا بھی نوازیں سدا
جو اک دوسرے کو کرو ساز مند
تو حاصل ہو تم کو مقام بلند

۱۲ یگوں سے نوازے ہوئے دیوتا
تمہیں نعمتیں سب کریں گے عطا
مگر لے کے نعمت جو دیتا نہیں
سمجھ لو کہ وُہ چور ہے بالیقیں

۱۳ نِکوکار کھائیں جو یگ کا بچا
گناہوں سے کرتے ہیں خود کو رہا
جو پاپی خود اپنی ہی خاطر پکائیں
تو اپنے ہی پاپوں کا بھوجن وہ کھائیں

۱۱ (۱) دیوتا بعض شارح دیوتاؤں سے حواس اور بعض سب جاندار مراد لیتے ہیں۔
مقام بلند سے مدعا بہشت ہے یا نجات ؛ ۱۳۔ یگ۔ گرہست میں یگیہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔
دیو یگیہ (دیوتاؤں کے لئے) برہم یگیہ (ویدوں کے پڑھنے پڑھانے کے لئے) پتری یگیہ
(بزرگوں کی ارواح کیلئے) نری یگیہ (غربا کو کھانا دینے کیلئے) بھوت یگیہ (چھوٹے جانداروں کو
کھلانے کیلئے) جو یگیہ سے بچے امرت کہلاتا ہے۔ اس کا کھانا ثواب ہے ؛

۱۴ ہے زندوں کا غلے پہ دار و مدار
تو غلے کا بارش پہ ہے انحصار
ہو بارش جو یگ کا کریں اہتمام
مگر یگ ہوں کرموں سے پیدا تمام

۱۵ سبھی کرم ہوں برہم سے رونما
کرے برہم کو رونما لافنا
سو وہ برہم دنیا پہ چھایا ہوا
ہے یگ کے عمل میں سمایا ہوا

۱۶ اسی طرح دنیا کا چلتا ہے دور
جو اس دور سے ہٹ کے لے راہ اور
وہ خواہش کا بندہ گنہگار ہے
حیات اس کی دنیا میں بیکار ہے

۱۵ (۲) لافنا۔ اکشر۔ ۱۵ (۱) برہم۔ پرکرتی۔ نیچر۔ بعضوں نے اس کا ترجمہ وید اور گیان کیا ہے، مگر تلک مہاراج اور دیگر مفسر اس کا ترجمہ پرکرتی (فطرت) ہی کرتے ہیں۔

۱۴، ۱۵ منوسمرتی میں لکھا ہے: یگیہ میں آگ پر ڈالا ہوا آہوتی سورج کو پہنچتا ہے، سورج سے بارش ہوتی ہے۔ بارش سے غلہ ہوتا ہے، غلے سے زندگی۔

۱۷ مگر آتما سے ہے جس کو لگن
فقط آتما میں رہے جو مگن
سدا آتما ہی سے خورسند ہے
کہاں پھر وُہ کرموں کا پابند ہے

۱۸ نہ کچھ اُس کو افعال سے فائدہ
نہ کچھ ترکِ اعمال سے فائدہ
نہ دل بستگی ہے جہاں سے اُسے
نہ کچھ مُدعا این و آں سے اُسے

۱۹ رہو اس لئے تم لگاوٹ سے دُور
بجا لاؤ فرض اپنے سب بالضرور
لگاوٹ نہ رکھو عمل میں پسند
اسی سے ملے گا مقامِ بلند

۱۷ (۱) یعنی جو مغلوب حس نہیں ۔ (۱۷ تا ۱۹) انسان کے لئے دو راہِ عمل ہیں (۱) یا تو ریاضت سے اس دُنیا کا سکھ اور آئندہ کیلئے جنت کی طلب کرے یا (۲) فرائض کو ثمر کا خیال ترک کرکے بے لَوث اور محض خدا کے لئے بجالائے۔ پہلی راہِ عمل ویدوں کی ہے۔ دوسری ویدانت کی۔ گیتا (۱۹ میں) دونوں کو سمونا چاہتی ہے ۔

۲۰ عمل سے بزرگوں نے پایا کمال
جنک جیسے انساں ہوئے باکمال
اسی طرح نیکی کئے جاؤ تم
جہاں کو بھلائی دیئے جاؤ تم

۲۱ کوئی نامور شخص کرتا ہے کام
تو کرتے ہیں تقلید اُس کی عوام
بڑا آدمی جو بنائے اصول
وہی ساری دُنیا کرے گی قبول

۲۲ مجھے دیکھ دُنیا کا دینا ہے کچھ
نہ تینوں جہانوں سے لینا ہے کچھ
کمی کچھ نہیں گو مجھے زینہار
مگر پھر بھی رہتا ہوں مصروفِ کار

---

۲۰ (۲) سری رام چندر جی، بشسٹھ جی، وید ویاس جی۔ راجہ جنک اور بہت سے دیگر راج رشی باوجود دنیادار رہنے کے عارف کامل ہی تھے۔ اور دُنیا کا انتظام (لوک سنگرہ) بھی کرتے تھے۔

۲۲ تینوں جہاں = زمین[۱]۔ آسمان[۲] اور ان کے مابین[۳] کی دُنیا یا عالمِ جسمانی، عالمِ نفسانی[۲] اور عالمِ روحانی[۳] یا پاتال، پرتھوی[۲] اور سورگ[۳] یا عالمِ حیوانی[۱]، عالمِ انسانی[۲] اور عالمِ ملکوتی[۳]۔

۲۳ کروں میں نہ اَن تھک لگاتار کام
تو رُک جائیں دُنیا کے دھندے تمام
چلیں لوگ میری روش پر سبھی
کریں کام وُہ بھی نہ ارجنؑ کوئی!

۲۴ جو ترکِ عمل میں کروں اختیار
اُجڑ جائے دُنیائے ناپائدار
ہو ورنوں کا میرے سبب گھال میل
بگڑ جائے لوگوں کی ہستی کا کھیل

۲۵ ہوں جس طرح ناداں عمل میں مگن
انہیں کام ہی کی لگی ہے لگن
ہوں ویسے ہی دانا کے نشکام کام
رہے تاکہ لوگوں میں قائم نظام

۲۳، ۲۴ - انسان کے سامنے خدا کی اپنی مثال پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ گیتا کے فلسفہ کا منتہائے نظر انسان کو خدائی اخلاق سے متصف کرنا ہے۔

۲۵ (۱) نشکام کام - وُہ کام جو انسان اپنے ثمر سے بے نیاز ہو کر کرے، اور جس کا نتیجے سے تعلق نہ رکھے ÷ ۲۵ (۲) نظام = لوک سنگرہ ÷

۲۶ اگر مورکھوں میں عمل کا ہو جوش
مذبذب نہ ان کو کریں اہلِ ہوش
کریں یوگ میں رہ کے خود کار و بار
یونہیں اُن کو رکھیں وُہ مصروفِ کار

۲۷ یہ دُنیا کی رونق یہ کاموں کی دُھن
سبب ان کا اصلی ہیں فطرت کے گُن
مگر جِس کے دل میں آہنکار ہے
سمجھتا ہے خود کو کہ مختار ہے

۲۸ زبردست ارجن، ہو جس پر عیاں
گنوں اور کرموں کا رازِ نہاں
رہے بے تعلق۔ کہ دُنیا کے کام
گنوں پر گنوں کے عمل کا ہے تمام

۲۶ (۲) اہلِ ہوش۔ گیانی، عارف ❖ ۲۷ اہنکار۔ خودی

۲۸ (۱) یہ گُن تین قسم کے ہیں (۱) ستوگن یعنی وُہ صفاتِ علوی جو نیکی فراخدلی روحانی اور نورانی اعمال کی محرک ہیں۔ (۲) رجوگن یعنی وُہ صفاتِ دنیوی جو جذبات تلاشِ مسرت، حرکت، جنگ اور کامیابی کی محرک ہیں۔

۲۸ (۳) تموگن یعنی وہ صفاتِ سفلی جو موہ جہالت تنزل اور تباہی کی محرک ہیں۔

(۴) اعضائے احساس گُن ہیں۔ اشیائے محسوس گن ہیں۔ سو گن ہی گنوں پر عمل کر رہے ہیں۔

۲۹ وُہ مُورکھ جو مایا کے دھوکے میں آئیں
گُنوں اور افعال سے دل لگائیں
وہ جاہل ہیں اور عقل میں خامکار
نہ دُبدا میں ڈالیں اُنہیں ہوشیار

۳۰ تُو من اپنا پرماتما میں لگا
خودی و ہوس چھوڑ مت جی جلا
مجھے سونپ دے کام سب بے درنگ
اُٹھ ارجن اُٹھ ارجن ہو معروفِ جنگ

۳۱ جو ہیں میری تعلیم پر کاربند
کریں نکتہ چینی کو جو ناپسند
عقیدت سے پابندِ ارشاد ہیں
وہ کرموں کے بندھن سے آزاد ہیں

۲۹ (۱) مایا = پرکرتی، فطرت، تمام افعال و اعمال کا سرچشمہ پرکرتی ہے جس کو مایا یا فریبِ نظر بھی کہا گیا ہے ؛ ۲۹ (۴) ہوشیار۔ گیانی، عارف ؛ ۳۰ خودی "میں" اور میرا کا خیال۔

۳۰ (۴) جنگ سے مُراد ظاہری جنگ بھی ہے، اور باطنی جنگ بھی ؛ ۳۱ (۱) عقیدت سے = دلی توجہ سے۔ وشواس سے ؛ ارشاد = راہِ حق دکھانا، نیک تعلیم ؛

۳۲ جو عامل نہیں میری تلقین پر
جو تکرار و حجت کریں بیشتر
علوم اُن کے ہیں سب فریب و فتوز
وہ جاہل تباہی میں آئیں ضرور

۳۳ کوئی علم سے لاکھ پُر نور ہے
مگر اپنی فطرت سے مجبور ہے
بشر اپنی فطرت بدلتا نہیں
یہاں جبر سے کام چلتا نہیں

۳۴ کبھی دل کو رغبت ہو محسوس سے
کبھی دل کو نفرت ہو محسوس سے
یہ رہزن ہیں دونوں نہ مرعوب ہو
تو غلبے سے ان کے نہ مغلوب ہو

۳۳ جبر و اکراہ سے فطری خواہشات کو فنا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح جو خواص انسان میں جبلی طور پر پائے جاتے ہیں۔ وہ آخر ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔ انسان صرف اتنا کر سکتا ہے، کہ حواس پر قابو پا کر مکروہات کو دل تک نہ آنے دے، اور دل کو پاک صاف رکھے۔

۳۴ انسان کو اعمال محض فرض سمجھ کر نفرت اور رغبت کے جذبات سے بلند رہ کر کرنے چاہئیں۔

۲۵ نہ لے غیر کا دھرم گو خوب ہے
کہ دھرم اپنا ناقص بھی مرغوب ہے
جو مرنا پڑے دھرم پر اپنے مر
تجھے غیر کے دھرم میں ہے خطر

ارجن کا سوال

۳۶ پھر ارجن نے پوچھا وہ قوت ہے کیا
کرے جس سے انساں گناہ و خطا
خطا کوئی کرتا نہیں چاہ سے
وہ سب کچھ کرے جبر و اکراہ سے

شری بھگوان کا ارشاد

۳۵ یہاں دھرم سے مراد فرائض ہے۔ وہی کام کرو جس کی تمہاری فطرت یا اہلیت ہے۔ اپنا فرض چھوڑ کر دوسرے کے فرائض اختیار کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ آگ کا دھرم جلانا ہے پانی کا تری پہنچانا۔ اگر پانی اپنا دھرم چھوڑ کر آگ کا دھرم اختیار کر لے، تو خود کو تباہ کرے گا۔ پانی گرم ہونے سے بخارات بن کر ختم ہو جاتا ہے۔ جو شخص ساری عمر سپہگری کرتا رہا ہو، اس سے جوہری اور زرگری کا کام کیونکر لیا جا سکے گا۔ اور جو عمر بھر موسیقی کی تانیں اڑاتا رہا ہو، اس سے تلوار کا کام کیونکر ہو سکے گا۔

۳۷ سُنا یہ تو بھگوان بولے کہ بس
غضب ناک دُشمن ہے تیری ہوس
سمجھ یہ رجوگن کی اُولاد ہے
یہ بھوکی ہے پاپی ہے جلّاد ہے

۳۸ دھواں ڈھئے آتش کو جیسے چھپائے
رُخِ شیشہ پہ جس طرح زنگ آئے
چھپے پیٹ میں ماں کے جیسے جنیں
ہوس سے چھپے گیان تیرا یہیں

۳۹ ہے سب گیان والوں کی دُشمن ہوس
یہ پیچھا نہ چھوڑے گی رہزن ہوس
ہوس آگ ایسی ہے کُنتی کے لال
کہ اس آگ کا سیر ہونا محال

۳۷ کام یعنی ہوس سے کرودھ یعنی غضب پیدا ہوتا ہے۔ انسانیت کا تقاضا یہ ہے، کہ اس میں ستوگن کا غلبہ ہو۔ اور رجوگن اور تموگن اس سے دب جائیں۔ مثلاً درندوں میں رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔ درندوں جیسے کام انسان کے شایانِ شان نہیں۔ ایسے ہی ہوس جو خلافِ عقل ہے، رجوگن سے پیدا ہوتی ہے اور ہوس پوری نہ ہونے سے غصہ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ ہوس آگ کی طرح ہے۔
"جوں جوں ایندھن ڈالئے نکلے اور زبان"

۴۰ حواس و دل و عقل لے سے نیک نام
ہوس کے لئے ہیں یہ تینوں مقام
یہیں گیان انساں کا روپوش ہو
یہیں تن کا باسی بھی مدہوش ہو

۴۱ اسی واسطے ارجن اے حق شناس
تو کر پہلے قابو میں اپنے حواس
ہوس کو فنا کر کہ ہے یہ گناہ
کرے گی یہی علم و عرفاں تباہ

۴۲ حواس آدمی کے ہیں اعلیٰ تمام
مگر ان سے اونچا ہے من کا مقام
ہے من سے بڑا مرتبہ عقل کا
مگر عقل سے بڑھ کے ہے آتما

۴۰ انسانی ہستی کے دو جزو ہیں پرکرتی (فطرت) اور آتما (روح)۔ حواس دل اور عقل پرکرتی کا جزو ہیں۔ اور انہیں پر ہوس کام کر کے علم و عرفان کو تباہ کر دیتی ہے۔ عام لوگ حواس دل اور عقل ہی کے ذریعے سے تکمیل انسانی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اصلی تکمیل روحانی تکمیل ہے۔ وہ جب تک ہوس (کام) پر قابو نہ پالیں تکمیل ناممکن ہے۔ تن کا باسی روح ہے۔

۴۳ سمجھ آتما عقل سے ہے بلند
بنا نفس کو روح کا پائے بند
ہوس ہے تری دشمنِ خوفناک
زبردست ارجن اسے کر ہلاک

کرم یوگ نامی تیسرا ادھیائے ختم ہوا :

نوٹ

اِس ادھیائے میں ذوقِ عمل کا سبق دیا گیا ہے۔ کرم (عمل) کے بغیر کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ زندگی کے لئے عمل ضروری ہے۔ اِس لئے انسان کو چاہیئے، کہ عمل کرتے وقت حواس کو قابو میں رکھے۔ ہر کام محبت اور نفرت کے جذبات سے بالا ہو کر سرانجام دے۔ خواہشاتِ نفسانی کو زندگی کی قربان گاہ پر قربان کرے۔ زندگی کو مسلسل یگیہ یا قربانی سمجھ کر پھل کی خواہش اور لگاؤ نہ رکھے۔ سب کام خدا کے لئے کرے۔ سب جانداروں کو دیوتا کی شکل میں دیکھے۔ ان کی خدمت کرے۔ اور ان سے خوش ہو۔ زندگی خدمت کے لئے ہے اور فقط بے لوث خدمت کے لئے :

---

۴۳ انسان کو اپنے قوائے جسمانی و دماغی کا حاکم ہوا و ہوس کو نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ آتما کو بنانا چاہیئے۔ وہ کرموں کے بندھن میں پھنس کر نجات حاصل نہیں کر سکتا۔

چوتھا ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

یہی یوگ جس کو نہیں ہے فنا
وِوشوان کو میں نے پہلے دیا
منو نے لیا پھر وِوشوان سے
منو سے لیا اس کو اکشواک نے

چوتھے ادھیائے میں کرم اور اکرم کا فلسفہ خاص طور پر سمجھنے کے لائق ہے۔ انسان قدرت کا آلہ کار ہے۔ اور اگر وہ اپنی خودی کو دور کر کے حقیقت کا علم حاصل کرے۔ تو اس کا یہ خیال کہ میں کر رہا ہوں باطل ہو جائیگا اور اس کا کرم (فعل)، یعنی اکرم (عدم فعل) کا درجہ حاصل کر لیگا۔ پھر اسی ادھیائے میں مختلف یگیوں کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے، کہ سب سے افضل گیان یگیہ (عرفان) ہے۔ آتما اور پرماتما کے گیان ہی سے انسان کو نجات حاصل ہوتی ہے۔ ۱۔ یہی یوگ = کرم یوگ۔ جس کی تشریح کی جا چکی ہے۔

جس کو فنا نہیں = جس پر ماضی اور مستقبل کا اثر نہیں۔

وِوسوت کے معنی ہیں سورج ÷ اکشواک = منو کا بیٹا اور سورج بنسی خاندان کا جد امجد تھا۔

۲ یہی نسل در نسل آیا ہے یوگ
یہی راج رشیوں نے پایا ہے یوگ
مگر اب ہے دورِ زماں سے یہ حال
کہ اس یوگ کو آگیا ہے زوال

۳ یہی یوگ کا آج رازِ قدیم
بتایا ہے میں نے تجھے اے ندیم
کیا تجھ پہ سِرِ خفی آشکار
کہ تو بھگت میرا ہے اور دوستدار

ارجن کا سوال

۴ کہا سن کے ارجن نے سنئے حضور
جہاں میں ہوا آپ کا اب ظہور

۲ (۲) راج رشی - وہ راجا جو حکومت کے باوجود عارف بھی ہوتے تھے ؛
۳ (۲) ندیم - ہمنشیں ؛
(۳) سرِخفی - چھپا ہوا راز
(۴) بھگت - پرستار ؛

وِوَسوان پہلے ہی موجود تھا
تو یوگ آپ سے اُس نے کیونکر لیا؟

شری بھگوان نے فرمایا

۵ سُن ارجن ہوئے ہیں یہاں بار بار
تمہارے ہمارے جنم بے شمار
مجھے حال ان سب کا معلوم ہے
ترا حافظہ ان سے محروم ہے

۶ مری ذات ہے مالکِ کائنات
نہ اس کو ولادت نہ اس کو ممات
جو کام اپنی فطرت کو لاتا ہوں میں
ظہور اپنی مایا سے پاتا ہوں میں

---

۶ انسان اپنے کرموں کے باعث جنم لینے پر مجبور ہے۔ اور گنوں اور نیچر کا تابع ہے لیکن نیچر میرے قابو میں ہے۔ اس لئے میں اپنی مایا سے جو صرف فریب نظر ہے، کام لیکر ظہور پاتا ہوں، میں جنم لیتا ہوا معلوم ہوتا ہوں۔ گو درحقیقت مَیں (معمولی معنوں میں) جنم نہیں ہوتا۔

۷ تنزل پہ جب وقت آتا ہے دھرم
ادھرم آ کے کرتا ہے بازار گرم
یہ اندھیر جب دیکھ پاتا ہوں میں
تو انساں کی صورت میں آتا ہوں میں

۸ بھلوں کو بدوں سے بچاتا ہوں میں
بدوں کو جہاں سے مٹاتا ہوں میں
جڑیں دھرم کی پھر جماتا ہوں میں
عیاں ہو کے یگ یگ میں آتا ہوں میں

۹ جو ارجن سمجھ لے ان اسرار کو
خدائی جنم اور کردار کو
وہ مر کر مرے وصل سے شاد ہے
تناسخ کے چکر سے آزاد ہے

---

۷ ۔ (۲) ادھرم ۔ بے دینی ؛

۹ یہ سمجھنا ضروری ہے۔ کہ کس طرح نرگن پرمیشور، گن والی مایا میں ظاہر ہوتا ہے۔ پرمیشور کے اس کردار (فعل) کو سمجھنے سے کہ کس طرح کرم کرتے ہوئے بھی کرم سے بے تعلق رہا جا سکتا ہے۔ انسان نجات حاصل کر سکتا ہے ؛ تناسخ ۔ آواگون ۔ بار بار جنم لینا

۱۰　کئی مجھ میں محو ہیں مجھی میں مقیم
تعلّق سے آزاد بے رنج و بیم
سدا گیان تپ سے کریں پاک دل
مری ذاتِ عالی میں جاتے ہیں مل

۱۱　مرے پاس جس راہ سے لوگ آئیں
میں راضی ہوں اُن سے مُراد اپنی پائیں
اُدھر سے چلیں یا اِدھر سے چلیں
مرے سب ہیں رستے جدھر سے چلیں

۱۲　جو کرموں کے پھل کے ہیں طالب یہاں
کریں دیوتاؤں پہ قربانیاں
کہ فی الفور دُنیا میں انسان کی
مُرادیں ہوں کرموں سے حاصل سبھی

۱۰ بیم = خوف :: گیان تپ = عرفان کی آگ جس سے تمام سنسکار اور گناہ جل جاتے ہیں۔ عرفان کے باعث حواس پر قابو ہو جاتا ہے اس لئے طلب دُنیا اور اس کے نہ ملنے پر جوش اور غصہ نہیں رہتا اور عارف چونکہ ہر طرف خدا ہی کو دیکھتا ہے۔ اس لئے بے خوف ہو جاتا ہے۔

۱۱ ۔ اس شلوک میں کتنی فراخدلی پائی جاتی ہے۔ طالبِ حق اگر اس کی طلب سچی ہے، خدا کو پہنچ جاتا ہے۔ خواہ وہ کسی مسلک پر کیوں نہ ہو۔ بند چوتھے شعر میں بوجہ ردیف ایطاء ناگوار نہیں۔

۱۳ بنائے ہیں میں نے جو یہ وَرن چار
یہ کرموں گنوں کی ہے تقسیم کار
میں خالق ہوں ان کا مگر بالضرور
عمل سے بری ہوں تغیر سے دُور
۱۴ نہ کرموں کا ہوتا ہے مجھ پر اثر
نہ کرموں کے پھل پر ہے میری نظر
جو ایسا سمجھتا مجھے پاک ہے
وہ کرموں کے بندھن سے بیباک ہے
۱۵ سلف کے بزرگوں نے پا کر یہ بات
کیئے کام دُنیا میں بہر نجات
اسی طرح تو بھی کیئے جا عمل
بزرگوں کے نقش قدم پر ہی چل

۱۳ چار وَرن۔ برہمن کشتری ویش شودر ۔ تشریح کیلئے دیکھو ۱۸ اشلوک ۴۱ " فرائض جدا سب کی خصلت جدا۔ کہ فطرت نے کی سب کی طینت جدا" اسی کے آگے دیکھو شلوک ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ میں چاروں کا دھرم بیان کیا گیا ہے۔

۱۶ سُن اب مجھ سے کرموں اکرموں کا راز
نہ دانا بھی جن میں کریں امتیاز
بتاتا ہوں کرموں کا رستہ تجھے
جو آزاد کر دے گا سنسار سے

۱۷ یہ لازم ہے کرموں کو پہچان تُو
بُرے کرم جو ہیں انہیں جان تُو
اکرموں کو کرموں سے کر لے جُدا
کہ گہرا ہے کرموں کا رستہ بڑا

۱۸ وُہ انساں جو کرموں میں دیکھے اکرم
اکرم اُس کو آئے نظر میں کرم
وُہ لوگوں میں دانا ہے اور ہوشیار
وہ یوگی ہے گو سب کرے کاروبار

۱۶ (۴) سنسار = زندگی اور موت کا چکر ۔
۱۶ تا ۱۸ ۔ کرم = عمل یا فعل ۔ اکرم ۔ عدم فعل یعنی کام کرتے ہوئے یہ خیال بھی نہ آنا کہ "میں کام کرتا ہوں"۔ اگر انسان عمل کرتے ہوئے خودی کا خیال چھوڑ کر یہ سمجھے کہ سب فطرت کام کر رہی ہے۔ اور وُہ خود محض آلہ کار ہے۔ تو وُہ کرم یعنی عمل کے باوجود کرم کر رہا ہے لیکن جو نہ کام کرتے ہوئے بھی خودی کو نہ چھوڑے اور کہے" میں "کام نہیں کرتا۔ وُہ ترکِ عمل کے باوجود کرموں میں پھنسا رہتا ہے۔

۱۹ نہ خواہش کی ہو کام میں جس کے لاگ
جلادے عمل جس کے عرفاں کی آگ
عمل میں ثمر سے جو ہے بے نیاز
ہے دانا وہی پیشِ دانائے راز

۲۰ عمل میں نہیں جس کو پھل سے لگن
دلِ مطمئن میں رہے جو مگن
سہارا کسی کا نہ لے ایک پل
عمل اُس کا ہے عین ترکِ عمل

۲۱ اُمید و ہوس سے نہ ہے کچھ لگن
جو قابو میں ہے من تو قبضے میں تن
جو تن کام میں من رہے دھیان میں
تو پل بھی نہ گزرے گی عصیان میں

۱۹ وہ آزاد انسان جس کی آتما شانت ہے کسی کام سے گریز نہیں کرتا۔ بلکہ سمجھتا ہے کہ نیچر اُس سے کام لے رہی ہے۔ وہ عرفان کے باعث کرموں کے بندھن سے آزاد ہوتا ہے۔ اور سکون قلب خاموشی نیکی اور پاکیزگی سے سب کام کرتا ہے۔ آہنکار نہ ہونے سے ہوس جاتی رہتی ہے۔ اور اس لئے کام کے پھل سے بے نیاز ہو کر کامل اطمینان قلب حاصل کر لیتا ہے۔
۲۰ عصیاں = گناہ ؎

۲۲ جو مل جائے اسی پر وہی شاد ہے
نہ حاسد نہ پابندِ اضداد ہے
برابر ہیں جس کے لئے جیت ہار
عمل میں عمل کا نہیں وہ شکار

۲۳ تعلّق سے جو پاک، آزاد ہے
جو عرفاں میں قائم ہے دلشاد ہے
عمل یگ کی خاطر کرے جو سدا
تو کرم اُس کے ہوتے ہیں سارے فنا

۲۴ جو کبریا میں دیکھے خُدا ہی خُدا
ہے اگنی خُدا اور ہوی بھی خُدا
ہَوَن اور ہَوَن کرنے والا تُو ہی
خُدا سے جُدا وُہ نہ ہوگا کبھی

۲۲ (۲) اضداد سے مُراد سُکھ دُکھ سردی گرمی جیت ہار وغیرہ کیفیات ہیں۔ جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ جو ان سب کو یکساں سمجھتا ہے وُہ پابندِ اضداد نہیں۔

۲۳ (۳) اس کی تمام زندگانی خُدا کی راہ میں قربانی کا حکم رکھتی ہے۔ اس کا ہر عمل ترکِ عمل کا حکم رکھتا ہے۔ اور وُہ کرموں کے بندھن سے آزاد رہتا ہے۔

۲۴ اس بگیہ کو گیان بگیہ سمجھنا چاہیئے۔ یعنی ایسی قربانی جس کی بنیاد عرفان پر ہے۔
ہوی = گھی سامگری وغیرہ جو ہون میں ڈالی جاتی ہیں۔

۲۵ کئی کرم یوگی ہیں ان سے الگ
وہ بس دیوتاؤں کو دیتے ہیں یگ
جلا کر کئی آتش کبریا
کریں یگ کو اس یگ کے اندر فنا

۲۶ کئی ضبطِ دل سے جلائیں مدام
سماعت حس دوسری بھی تمام
کئی حس کی آتش میں کر دیں فنا
سب اشیائے محسوس مثلِ صدا

۲۵ ۳۵-۳۴) یعنی جس طرح گھی اناج وغیرہ کو مادی آگ میں ہون کر کے یگیہ کیا جاتا ہے۔ ۱۵ اس تمام یگیہ یہ کو خدا کی آگ میں ہون کر دیتے ہیں۔

۲۶۔ اس شلوک میں دو یگیوں کا ذکر ہے۔ پہلا وہ جس میں ضبطِ دل کی آگ روشن کر کے اس میں حواس کو ہون کر دیا جائے۔ یعنی حواس کو اس طرح قابو میں رکھا جائے۔ کہ ان سے خوشی اور غم کے اثرات دِل تک نہ پہنچیں۔ دوسرا یگیہ وُہ جس میں حواس کی آگ روشن کر کے اس میں اشیائے محسوس کو ہون کر دیا جائے۔ یعنی اشیائے محسوس کا اثر حواس سے آگے نہ جانے دیا جائے۔ مثلاً انسان آنکھیں رکھتا ہوا بھی اشیائے ممنوعہ کو نہ دیکھے، کان رکھتے ہوئے بھی کسی کی بُرائی نہ سُنے، اور حواس کو محض پاک اور غیر ممنوعہ محسوسات تک پہنچنے دے ؛

۲۷ کئی ضبط سے یوگ ایسا کمائیں
دل و جاں میں عرفاں کی آتش جلائیں

ہوں افعال حس یا ہوں افعالِ دم
اِسی گیان اگنی میں کر دیں بھسم

۲۸ کئی دھن سے اور تپ سے کرتے ہیں یگ
کئی یوگ اور جپ سے کرتے ہیں یگ
کئی لوگ کرتے ہیں یگ گیان سے
وہ عہد اپنا پورا کریں جان سے

۲۷۔ اس شلوک میں عرفان کے یگیہ کا ذکر ہے جو اُوپر کے یگیوں سے مختلف ہے اس میں حواس پر جبر کئے بغیر علم و عرفان کے ذریعہ سے خود بخود وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جو حبسِ دم اور ضبطِ حواس سے حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ ذہنی اور قلبی ریاضت ہے ؛

۲۸ اس شلوک میں یگیہ (ریاضت) کے مختلف اقسام کا ذکر ہے۔
(۱) وہ یگیہ جس میں قیمتی اشیاء دھن دولت غلّہ وغیرہ کی قربانی دی جائے ؛
(۲) وہ یگیہ جس میں جسم کو اذیت پہنچائی جائے۔ یا کسی عضو کو سکھا دیا جائے، جیسے تپسوی لوگ کرتے ہیں۔
(۳) وہ یگیہ جس میں کرم یوگ سے فرائض کی تکمیل کی جائے یہ بھی ریاضت ہے۔
(۴) وہ یگیہ جس میں اوراد و وظائف سے ریاضت کی جائے۔
(۵) وہ یگیہ جس میں علم و عرفان کے حصول اور حقائق پر غور و خوض سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ اعلیٰ ترین ریاضت ہے۔

۲۹ کئی حبسِ دم میں دکھائیں کمال
کہ یگ اُن کا ہے روکنا دم کی چال
وہ دم اپنے کرتے ہیں قربان یوں
دروں میں بروں اور بروں میں دروں

۳۰ کئی رکھ کے ضبطِ غذا سے بدن
کریں پران پر پران اپنے ہون
انہیں یگ کے اسرار معلوم ہیں
وہ یگ کے سبب پاک معصوم ہیں

۳۱ وہ امرت کے لقمے جو یگ سے بچیں
انہیں کھانے والے خدا میں رچیں
ہے ارجن وہ محروم چھوڑے جو یگ
نہ یہ جگ ہی اُس کا نہ اگلا ہی جگ

۲۹ دروں (اندر) جاتے ہوئے دم (سانس) کو پران اور بروں (باہر) جاتے ہوئے دم (سانس) کو اپان کہتے ہیں ؛ حبس دوام = پرانا یام = سانس روکنا۔ یہ مشق خیال کو جمانے کیلئے کیجاتی ہے۔

۳۰ یگیہ کے ریاض کا مدعا تزکیہ نفس ہے۔ یعنی جذباتِ سفلی پر قابو پاکر جذباتِ عالیہ کو نمایاں کرنا اور جسمانی خوشی کو چھوڑ کر روحانی خوشی حاصل کرنا۔

۳۱ انسان کو چاہیئے پہلے دوسروں کو کھلائے پھر خود کھائے ؛

۳۲ بہت یگ کے اعمال و دستور ہیں
جو برہم یعنی ویدوں میں مذکور ہیں
کہ یگ سارے کرموں کی اولاد ہیں
جو ایسا سمجھ لیں وہ آزاد ہیں

۳۳ کریں ساز و ساماں سے انسان یگ
مگر سب سے بہتر سمجھ گیان یگ
سُن ارجن اگر تجھ کو پہچان ہے
کہ ہر کرم کی انتہا گیان ہے

۳۴ جو گیانی ہیں تو اُن کی تعظیم کر
حصول اُن سے عرفاں کی تعلیم کر
سمجھ اُن سے سب کچھ بہ عجز و نیاز
تو کر اُن کی سیوا تو دیکھ اُن سے راز

۳۲ سنسار سے بچنے کے لئے اور نجات حاصل کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے، کہ انسان خود کرم (عمل) نہیں کرتا بلکہ سب کام پرکرتی کرتی ہے روح پرش ان اور عمل سے فارغ ہے یہ سب پرکرتی کا فعل ہے۔

۳۳ اُس یگیہ سے جس میں اشیائے دنیوی سے کام لیا جائے دنیوی فوائد حاصل ہوں گے، اور اُس یگیہ سے جس میں گیان (عرفان) سے کام لیا جائے نجات حاصل ہوگی، اس لئے گیان یگیہ افضل ہے:

۳۳ (۳۴) ریاض کے اعمال سے دل کی پاکیزگی اور عرفان حاصل ہوتا ہے۔

۳۵ جو ارجن، ملے گیان الجھن ہو دور
تو ہو اس حقیقت کا تجھ پر ظہور
کہ سارا جہاں ہے تری ذات میں
تری ذات یعنی مری ذات میں

۳۶ جو فاسق ہے تو یا گنہگار ہے
گنہگار بندوں کا سردار ہے
تو پھر گیان نیّا پہ ہو جا سوار
گناہوں کے ساگر سے کر دے گی پار

۳۷ سن ارجن جو انبارِ خاشاک ہے
لگے آگ اس میں تو سب خاک ہے
یونہی گیان اگنی سے جاتے ہیں جل
برے ہوں عمل یا بھلے ہوں عمل

۳۸ (۳۹، ۴۰) اس شلوک میں آتما اور پرماتما کی وحدت کا سبق دیا گیا ہے، اور یہی وحدت الوجود (لفظی معنی) کی جان ہے
۳۰، جب تک انسان میں اہنکار (خودی) موجود ہے۔ وہ خود کو افعال و اعمال کا فاعل سمجھتے ہوئے ان کے ثمر کا خواہاں ہے اور نیک و بد کا ذمہ دار ہے لیکن جب اس کو یہ عرفان ہو جائے، کہ فاعل حقیقی خدا کی قدرت ہے، تو وہ اعمال کی جزا اور سزا سے بے نیاز ہو جاتا ہے
گویا عرفان کی آگ میں اس کے تمام کرم جل جاتے ہیں۔

۳۸ نہیں شے جہاں میں کوئی گیان سی
کرے پاک فطرت جو انسان کی
اگر پختگی یوگ میں پائے گا
تو خود گیان بھی اُس کو ہو جائے گا

۳۹ وُہ گیانی ہے جس کو ہو پختہ یقیں
حواس اپنے رکھے جو زیرِ نگیں
اُسے گیان حاصل ہو انجام کار
وہ پائے خدائی سکون و قرار

۴۰ وہ جاہل، نہیں جس کو دل کا یقیں
تذبذب سے پہنچے فنا کے قریں
رہے ڈگمگاتا نہ ہو شادماں
یہ دنیا ہے اُس کی نہ اگلا جہاں

---

۳۸ (۲) برہم گیان (یعنی خدا کا عرفان) انسان کے دِل کو پاک صاف کر کے اسے گناہوں سے مبرا کر دیتا ہے ؛
۳۸ (۴) وُہ کرم یوگ اور دھیان یوگ میں لگ کر آتما کا گیان حاصل کر لیتا ہے۔
۴۰ (۱) جس کو اپنی آتما، شاستروں اور گرو پر یقین نہیں ؛

۴۱ کیا یوگ سے جس نے ترکِ عمل
کٹے گیان سے جس کے وہم و خلل
وہی آتما کا جسے گیان ہے
کہاں اُس کو کرموں سے نقصان ہے

۴۲ جہالت سے پیدا ہوئے ہیں جو شک
مٹا گیان کی تیغ سے یک بیک
اُٹھ اے بھارت اور چھوڑ سب وہم خام
تُو رکھ یوگ میں دل کو قائم مدام

گیان یوگ نامی چوتھا ادھیائے ختم ہوا

۴۲ جو شکوک و شبہات جہالت سے پیدا ہوتے ہیں، وہ عرفان کے نور سے دور ہو جاتے ہیں۔ اِن آخری شلوکوں میں بتایا گیا ہے، کہ نجات صرف حسنِ اعمال یا محض عرفان سے نہیں مِل سکتی بلکہ دونوں کے ملاپ سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر گیان حاصل ہو، تو کرموں کا بندھن نہیں ٹوٹتا اور محض کرم یوگ عرفان کے بغیر ناکافی ہے۔

پانچواں ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ کبھی کرم یوگ آپ اچھا بتائیں
کبھی کرم سنیاس کے گن سنائیں
ہے بھگوان کون ان میں مرغوب تر
عمل ہے کہ ترکِ عمل خوب تر؟

شری بھگوان کا جواب

---

۱ کرم سنیاس = ترک عمل

پچھلے شلوکوں میں جہاں ایک طرف سانکھیہ فلاسفی کے مطابق ترکِ عمل کے گن بتائے گئے ہیں. وہاں کرم یوگ (فلسفہ عمل) کی خوبیاں بھی بیان کی گئی ہیں "عمل میں ترک" اور "ترک میں عمل" دیکھنے کا جو فلسفہ بیان کیا گیا۔ ارجن اس کی مزید تشریح طلب کرتا ہے :۔

۲ کہی سُن کے بھگوان نے پھر یہ بات
ہیں ترک اور عمل دونوں راہِ نجات
فضیلت میں لیکن ہے بڑھکر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل

۳ سدا سنیّاسی اُسے جانئے
ہو نفرت کسی سے نہ رغبت جسے
مقیّد نہ پابندِ اضداد ہے
سُن ارجن وہی مردِ آزاد ہے

۴ وہ ہیں طفلِ ناداں جہالت میں غرق
جو سنیاس اور یوگ میں پائیں فرق
جو دونوں سے اِک میں بھی کامل ہوا
تو پھل اس کو دونوں کا حاصل ہوا

۳ اُسے سنیاسی نہ سمجھنا چاہیئے جو دُنیا سے بیزار ہو کر جہالت سستی یا ناکامی کی وجہ سے تارک ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا بزدلی اور منافقت ہے۔ سچا سنیاسی وُہ ہے۔ جو اعمال میں مشغول رہتے ہوئے بے لوث راہِ عمل اختیار کرے۔ اور اپنے دل کو سکھ دُکھ نفع نقصان نفرت رغبت وغیرہ سے آزاد رکھے ؛

۵ تجھے سانکھ سے جو ملے گا مقام
وہی یوگ سے پائے گا لا کلام
ذرا دیکھ رکھتا اگر آنکھ ہے
وہی یوگ ہے اور وہی سانکھ ہے
۶ وہ یوگ سے جو کنارا کرے
تو مشکل ہے سنیاس پانا اُسے
مُنی یوگ ہی میں جو کامل ہوا
وصالِ خُدا اس کو حاصل ہوا
۷ جو سرشار ہے یوگ میں مستقل
حواس اُس کے بس میں ہیں وہ صاف دل
جسے جان اپنی سی ہر جان ہے
کہاں اُس کو کرموں سے نقصان ہے

۵ تارک الدنیا لوگ، جو گیان یوگ یا ویدانت کے حامل ہیں سانکھیہ کہلاتے ہیں، وُہ نجات حاصل کرنے کے لئے ذکر فکر مراقبہ وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی طرح کرم یوگی جو کام کے پھل سے بے نیاز ہو کر تمام اعمال خدا کے لئے کرتے ہیں، وُہ بھی دل کی پاکیزگی کی وجہ سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ اسلئے سانکھیہ اور کرم یوگی کی منزلِ مقصود ایک ہی ہے۔ یعنی موکش (نجات)

۶ (۳) مُنی۔ گیان میں معروف رہنے والا عارف۔

۸ حقیقت کا ہے جس کو علم و یقیں
سمجھتا ہے "میں کچھ بھی کرتا نہیں"
سُنے دیکھے چھُو لے کبھی سونگھ لے
وُہ کھائے پھرے سانس لے اونگھ لے

۹ وُہ دے اور وُہ لے اور وُہ بولے کبھی
کبھی آنکھ موندے تو کھولے کبھی
مگر وُہ ہمیشہ یہ کرلے قیاس
"کہ محسوس کی سیر دیکھیں حواس"

۱۰ رہے بے تعلق کرے جب عمل
خدا ہی کی خاطر کرے سب عمل
خطا سے ہمیشہ رہے گا بری
کنول کے نہ پتّے پہ ٹھیرے تری

۹ (۹) ایسا آدمی عمل میں ترکِ عمل مشاہدہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے "میں نہیں دیکھتا بلکہ آنکھیں دیکھتی ہیں۔ میں نہیں سُنتا، بلکہ کان سُنتے ہیں۔ میں نہیں سونگھتا بلکہ ناک سونگھتی ہے وغیرہ۔ میری آتما عمل سے بالا ہے۔

۱۰ اس کے اعمال عرفان کی آگ میں سوختہ ہو چکے ہیں۔ وُہ ظاہری طور پر نہیں، بلکہ دِل سے ترکِ عمل کر چکا ہے۔ اس کو نہ کام کے ثمرے کی پرواہ ہے۔ نہ نجات کی فکر۔ وُہ سنسار کے چکر سے آزاد ہے۔

۱۱ جو یوگی ہیں کرتے ہیں نشکام کام
نہیں کام میں کچھ لگاوٹ کا نام
لگائیں وہ تن من خرد اور حواس
کہ دل کی صفائی سے ہوں روشناس

۱۲ جو یوگی ہے سرشار چھوڑے گا پھل
سکونِ ابد لائیں اُس کے عمل
جو یوگی نہیں وہ ہوس کا فقیر
رہے پھل کی خواہش میں ہر دم اسیر

۱۳ یہ نو در کی اک راجدھانی ہے تن
رہے چین سے جس میں شاہِ بدن
کرے خود نہ اوروں سے لے کوئی کام
کرے ترکِ اعمال دل سے مدام

---

۱۱ (۱) نشکام کام۔ وہ کام جس میں پھل کی خواہش نہ ہو۔ بے غرض کام ۔

۱۲ (۱) یوگ یا سرشار۔ یوگ۔ یعنی یوگ میں منہمک ۔ ۱۲ (۲) سکون چونکہ وہ کام خدا کے لئے کرتا ہے اور ثمر سے بے نیاز ہے۔ اس لئے ناکامی میں بھی مایوس نہیں ہوتا اور پرسکون رہتا ہے۔

۱۳ راجدھانی۔ دار السلطنت۔ نو در سے مراد جسم کے نو سوراخ ہیں۔ شاہِ بدن آتما یعنی پرسکون رہے کیونکہ تمام سب پر کرنی کرتی ہے جس میں اعضا حواس دل اور عقل شامل ہیں۔

۱۴ وُہ مالک عمل اور نہ عامل بنائے
نہ کرموں کو کرموں کے پھل سے مِلائے
یہ مایا کی ہیں کارفرمائیاں
یہ مایا ہی کرتی ہے سب کچھ عیاں
۱۵ نہ لے گا کسی سے بھی پرماتما
کِسی کی نکوئی کِسی کی خطا
جہالت ہے عرفاں پہ چھائی ہُوئی
تو دُنیا ہے چکّر میں آئی ہُوئی
۱۶ مگر جن کو حاصِل ہے عرفاں کا نُور
کرے گیان اُن کی جہالت کو دُور
کہ سُورج ہو جب گیان کا ضَوفشاں
تو پرماتما کی ہو صورت عیاں

۱۴ (۱) وہ مالک = پربھو :: سانکھیہ فلاسفی والے دو ابدی ہستیوں پرش اور پرکرتی (فطرت) کو مانتے ہیں، جن میں سے فاعل صرف پرکرتی ہے۔ ویدانت اور گیتا وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک خُدا جو نرگن (بے صفات) ہے پُرسکون ناظر اور شاہد ہے۔ حرکت اور عمل خدا کی مایا سے ہو رہے ہیں، جو ایک فریبِ نظر ہے ::
۱۵ اگر تم خود کو پرکرتی کا جزو سمجھتے ہو تو کرموں کے بندھن میں پھنسے ہوئے ہو۔ اگر تم خود کو آتما سمجھتے ہو تو آزاد ہو۔

۱۷ جو دیں روح اور عقل اس میں لگا
اسی میں ہوں قایم اسی پر فدا
پہنچ جائیں اس تک تو واپس نہ آئیں
کرے گیان دور ان کی ساری خطائیں

۱۸ جو گیانی ہے یکساں نظر اس کو آئے
وہ ہاتھی ہو کتا ہو یا کوئی گائے
وہ ہو برہمن عالم و بردبار
کہ چنڈال ناپاک مردار خوار

۱۹ مساوات میں دل لگائے ہوئے
جنم پر وہ قابو ہے پائے ہوئے
ہے بے عیب و یکساں جو ذات خدا
رہے ذات میں اس کی قایم سدا

۱۷ نام اور روپ کی دنیا کا خیالی چھوڑ کر خدا میں انہماک حاصل کرنے والے گناہوں سے بری اور سنسار کے چکر سے پار ہو جاتے ہیں۔

۱۸ گیانی تمام جانداروں سے عموماً اور تمام انسانوں پر یکساں طور سے مہربان ہوتا ہے۔ وہ ان سب میں وہی آتما دیکھتا ہے۔ اور ان کے اجسام کو خدا کی پرکرتی کا مظہر سمجھتا ہے۔

۱۹ مساوات = سب کو برابر سمجھنا۔

۲۰ وُہ عارف خدا میں رہے استوار
نہ اُلجھن اُسے ہو نہ دل بے قرار
مسرت جو پائے تو شاداں نہ ہو
مضرت جو پہنچے پشیماں نہ ہو
۲۱ نہ اشیائے ظاہر سے اس کو لگن
ہے آنند سے آتما میں مگن
جو برہم یوگ ہی سے سروکار ہے
دامی مسرت میں سرشار ہے
۲۲ تعلق سے پیدا جو ہوتا ہے سُکھ
اُسی سے نمایاں ہو آخر میں دُکھ
جو سُکھ کا بھی آغاز وانجام ہے
تو دانا کہاں اُس سے خوش کام ہے

۲۰-۲۱ اِن میں جیون مکت کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، یعنی اس شخص کے جس کا من آزاد ہے:

۲۱ حواس فانی اشیائے محسوس فانی، فانی کے فانی سے ملاپ سے جو خوشی کا احساس ہوتا ہے وُہ بھی فانی۔ آتما لازوال ہے، اس میں سرشار ہونے سے جو آنند حاصل ہوتا ہے وُہ بھی لازوال ہوگا۔

۲۲ اشیائے محسوس کے تعلق سے جو خوشی ہوتی ہے، اُن کے جاتے رہنے پر وُہی غم میں متبدل ہوجاتی ہے۔

۲۳ نہ چھوڑا ابھی جس نے تن کا قفس
مگر کر لئے زیر طیش و ہوس
اسیرِ بدن رہ کے آزاد ہے
تو انساں وہ یوگی ہے دل شاد ہے

۲۴ وہ یوگی رہے جن کے من میں سرور
مسرت ہو دل میں تو سینے میں نور
سمجھ لیجئے حق سے واصل اُسے
کہ ہو برہم نرواں حاصل اُسے

۲۵ رشی مٹ چکے جن کے جرم و قصور
جنہیں خود پہ قابو دوئی سے جو دور
جو سب کی بھلائی کے خواہاں ہیں
ملے برہم نرواں آخر انہیں

۲۳ دُنیا میں اُسی انسان کو آنند حاصل ہوتا ہے، جو کام اور کرودھ پر قابو پالے۔ اگر ایسا نہیں تو دولت، حکومت مال اولاد سب سے راحت کی بجائے رنج و الم حاصل ہوتا ہے۔

۲۵-۲۴ برہم نرواں = وصالِ خدا۔ یوگی اپنی ذات، کو خدا کی ذات میں محو کر کے حاصل بحق ہو جاتا ہے۔

۲۶ نہ غصہ ہے جن میں نہ رنگ و ہوس
خیال و طبیعت پہ ہے جن کا بس
ملا آتما کا جنہیں گیان ہے
انہیں ہر طرف برہم نروان ہے

۲۷ منی جو نہ محسوس سے دل لگائے
میانِ دو ابرو نظر کو جمائے
بروں اور دروں کے برابر ہوں دم
مساوی چلے ناک سے زیر و بم

۲۸ حواس و دل و عقل کر لے جو رام
تلاشِ نجات اُس کا دن رات کام
نہ ڈر ہے نہ غصہ نہ لالچ کہیں
نجات اُس منی کو ملی بالیقیں

۲۶ کرم یوگی پہلے اپنے من کو صاف کرتا ہے۔ پھر عرفان حاصل کرتا ہے۔ پھر دکاموں کا پھل چھوڑتے ہوئے) نرکِ عمل کا درجہ پالیتا ہے۔ اور آخر میں اُسے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ ہر طرف سے مراد ہے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد بھی ؛

۲۷، ۲۸ ادیں شلوک میں دھیان یوگ کا ذکر ہے جس پر عمل کرنے سے انسان جیون مکت کرم یوگی ہو جاتا ہے ؛

۲۹ مجھے ستاہ ارض و سما جو کہے
جو سمجھے ہیں یگ تپ مرے ہی لئے
جو مانے مجھے خلق کا غمگسار
اُسی کو ملے گا سکون و قرار

سنیاس یوگ نامی پانچواں ادھیائے ختم ہُوا

نوٹ:۔

پانچویں ادھیائے میں کرم سنیاس اور کرم یوگ میں فرق بتایا گیا ہے۔ دونوں کا مقصد حصولِ نجات ہے۔ کرم سنیاس پر سب لوگ عامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس میں دنیا کو ترک کرکے صرف گیان دھیان میں مصروف رہنا ہوتا ہے۔ کرم یوگ پر سب عامل ہو سکتے ہیں۔ یہ فرائض کو اس طور پر سرانجام دینے کا نام ہے۔ کہ انسان جو کام بھی کرے، وہ بے تعلق ہو کر پھل کی خواہش کو دور کرکے سُکھ دُکھ سے بے نیاز ہو کر اور ہر کام کو خدا کا کام سمجھ کر سرانجام دے۔ اسی سے برہم نروان (وصال باری) حاصل ہوگا۔

---

۲۹ کرم مارگ یعنی راہِ حُسنِ عمل کی منزلِ مقصود بھی یہی ہے۔ کہ انسان خدا کو پہچانے اور اُس سے واصل ہو۔ انسان کی ریاضت اور قربانیاں خدا ہی کے لئے ہونی چاہئیں۔ کیونکہ وُہی سب جہانوں کا مالک اور تمام مخلوقات کا رب ہے۔

چھٹا ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا!

۱ سُن ارجن جو انساں کرے سب عمل
فرائض بجا لائے ڈھونڈے نہ پھل
وہ یوگی ہے اور سنیاسی ضرور
نہ وُہ جو رہے آگ کریا سے دُور

۱ (۴م) آگ سے مراد یگیہ کی آگ اور کریا سے مراد کرم کانڈ یا دوسرے اعمال ہیں۔ تارک الدنیا سنیاسی کرم کانڈ اور یگیہ کے اعمال چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن یگیہ کی آگ روشن نہ رکھنے یا ترک اعمال سے سنیاس کمال نہیں ہو سکتا۔ اصل ترک دل کا ترک ہے۔ جب کہ انسان فرائض پورے کرتا ہے۔ لیکن ان کے ثمرے کو دل میں جگہ نہ دے۔ تب کام کرنے والے کو یوگ اور سنیاس دونوں کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔

۲ وہی جس کو سنیاس کہتے ہیں لوگ
سن ارجن وہی ہے وہی خاص یوگ
کہ جو یوگ میں مرد کامل نہیں
جو چھوڑے نہ فکر چنتاں و چنیں

۳ مُنی وہ جسے یوگ درکار ہے
عمل ہی عمل اس کا ہتھیار ہے
مگر یوگ سے جب وہ ہو کامگار
تو ہتھیار ہیں پھر سکون و قرار

۴ نہ محسوس اشیا سے جس کو لگن
عمل سے لگاوٹ نہ اس میں مگن
نہیں جس کو فکر چنتاں و چنیں
کہیں یوگ کا اس کو مسند نشیں

۲-۴ فکر چناں و چنیں - سنکلپ - آئندہ کے لئے تجاویز اور ان کے نتائج کے متعلق تفکرات۔

۳ (۳) جب نشکام کرم کرنے سے انسان یوگ میں کمال حاصل کر لیتا ہے۔ تو اپنے من کا مالک ہو کر سکون قلب کے ذریعہ سے آتما میں مگن اور خدا کے خیال میں سرشار رہنے لگتا ہے۔ اور صحیح معنوں میں زاہد مُنی پھر خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔

۵ مناسب نہیں خود کو انساں گرائے
وہ خود کو ابھارے وہ خود کو اٹھائے
کہ انساں خود اپنا ہی غمخوار ہے
وہ اپنا ہی بدخواہ و غدّار ہے
۶ کرے نفس کو اپنے زیرِ نگیں
تو خود اپنا غمخوار ہے بالیقیں
مگر جس کو قابو نہیں نفس پر
وہ دشمن ہے اپنے لئے سربسر
۷ جسے نفس پر اپنے ہے اختیار
اُسی کو ہو پرماتما میں قرار
ہو گرمی کہ سردی ہو غم یا خوشی
ہو عزت کہ ذلت ہیں یکساں سبھی

۵، ۶ اِن شلوکوں میں انسان کا فعل مختار ہونا بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اس کو نیک و بد اعمال اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہے۔ اور وہ فطرت (پرکرتی) پر قابو پا سکتا ہے۔

۷ جب تک آتما پرکرتی (فطرت) کے گنوں (سُکھ دُکھ وغیرہ) میں گھری رہتی ہے۔ اُسے جیو آتما یا کھیترگیہ کہتے ہیں (جسم کھیت ہے اور رُوح کھیت کا راز جاننے والی ہے۔ اس لئے اس کو کھیترگیہ کہتے ہیں)۔ اور جب یہ اِن گنوں سے آزاد ہو جاتی ہے، تو یہی آتما پرماتما کہلاتی ہے۔

۸ وہ سرشار یوگی رہے استوار
ملے علم و عرفاں میں جس کو قرار
حواس اس کے ہیں زیر مضبوط دل
ہیں یکساں اسے زر ہو کہ مٹی کہ سل

۹ وہ یوگی ہے افضل جسے ہوں سب ایک
سگے، دوست، بے لاگ، احباب نیک
ہوں ثالث کہ دشمن دل آزار ہوں
وہ دھرماتما ہوں کہ بدکار ہوں

۱۰ جو یوگی ہے وہ یوگ تنہا کمائے
الگ رہ کے دل آتما میں لگائے
رہے اس کے قابو میں تن ہو کہ من
امید و ہوس سے نہ ہو کچھ لگن

---

۸ علم - گیان سائنس - عرفان - گیان - روحانی علم - کثرت میں وحدت کی تلاش ۔

۱۰ یوگ کے طالب کو کام لوبھ اور آشا سب ترک کر دینے چاہئیں - اس سے من شانت ہو گا پھر حواس پر قابو پا کر تنہائی میں یوگ کی مشق کرے - اگر من اور حواس پر قابو ہیں - تو گھر میں رہ کر بھی ہوائی قلعے بناتا رہے گا - دنیادار کو بھی کچھ وقت گوشہ نشینی اور ذکر فکر کے لئے نکالنا چاہیے ۔

۱۱ کُشا گھاس پر مرگ چھالا بچھائے
پھر اُس مرگ چھالا پہ چادر لگائے
جما اُس پہ آسن کرے اعتکاف
نہ اُونچی نہ نیچی جگہ پاک صاف

۱۲ سکول چت کو دے تو جھی سے لگائے
حواس و تخیل کو قابو میں لائے
جمے اپنے آسن پہ وہ مستقل
کرے یوگ کو سادھ کر پاک دل

۱۳ سر و پشت و گردن جھکائے نہ وہ
بدن کو ہلائے جلائے نہ وہ
جمائے نظر ناک کی نوک پر
نگاہیں نہ بھٹکیں اِدھر اور اُدھر

۱۱ مرگ چھالا۔ ہرن کی کھال ‡ اعتکاف۔ عبادت کے لئے گوشہ نشینی ‡

۱۲ من کی کرنیں جو ہر طرف بکھری ہوئی ہیں، ان کو ایک نقطے پر جمع کرے۔ جب جسم فانی پر دھیان جمائیگا۔ تو جسم فنا اور تغیر کے غبار میں غائب ہوتا ہوا نظر آئیگا۔ اور سوا آتما کے جو باقی اور لازوال ہے کچھ باقی نہ رہے گا۔ پہلے خیالات منتشر پریشان کریں گے لیکن مشق سے جلدی یکسوئی ہونے لگ جائیگی ‡ ۱۳ اپنے جسم، سر اور گردن کو سیدھا رکھے ‡

۱۴ رہے پُر سکوں بے خطر مستقل
تجرد پہ قایم ہو قابو میں دل
مری ذات سے لَو لگائے ہُوئے
مرے دھیان میں دل جمائے ہُوئے

۱۵ اگر یوگ وُہ یوں کماتا رہے
تو من اس کا قابو میں آتا رہے
سکوں آتما میں سما جائے گا
وہی میرا نِروان پا جائے گا

۱۶ نہ حاصل کرے یوگ بسیار خوار
نہ وہ جس کا بھوک سے حالِ زار
بہت سونے والا بھی پائے نہ یوگ
بہت جاگنے سے بھی آئے نہ یوگ

۱۴ تجرد - برہمچاریہ یعنی مجرد دعورت سے علیحدہ) رہنے کا عہد :: ۱۵ (۴) نروان - نجات ::
۱۵ پرکرتی (مادہ - نیچر)، اور پرماتما ہی سے ایک ہستی کو اپنے لئے چن لو - اگر پرماتما کو چن لیتے ہو، حواس اور من پر قابو پاکر پرماتما کے دھیان میں لگو - اور یہاں تک پرماتما میں دھیان لگاؤ، کہ خود پرماتما سے واصل ہو جاؤ - یعنی نروان اور نجات ہے ::
۱۶ :- بسیار خوار = بہت کھانے والا -

۱۷ ہو یوگی کے ہر کام میں اعتدال
غذا اور آرام میں اعتدال
مناسب ہی جاگ اور مناسب ہی خواب
مٹاتا ہے یوگ اُس کے درد و عذاب

۱۸ اگر اُس کے قابو میں دائم ہو مَن
فقط آتما ہی میں قائم ہو مَن
رہے لذّتِ نفس سے دُور دُور
وہ سرشار ہے یوگ میں بالضرور

۱۹ ہوا کی نہ ہو موج جنباں کی رَو
تو لرزے کہاں شمع روشن کی لَو
یہیں ہو گا یوگی کو حاصل ثبات
خیالی اُس کے بس میں تو مَن محوِ ذات

---

۱۸ (۴) وہ یوگ یکت ہے۔ یعنی یوگ میں منہمک اور سرشار۔

۱۹ انسان کا مَن شمع کی لَو کی طرح ہے، اور نفسانی خواہشات ہوا کی طرح ہیں۔ جب تک ہوا چلتی رہیگی، شمع اپنا سر دُھنتی رہے گی۔ جب تک ہوس غالب ہے، دل کو سکون و قرار کہاں؟

۱۸ تا ۲۰ میں لفظ مَن چِت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جو مَن کا وہ حصّہ ہے۔ جہاں پہلے پہلے خیال پیدا ہوتا ہے۔

۲۰ جہاں من کو آئے سکون و قرار
ریاضت کرے دل کا دُور انتشار
جہاں من میں ہو آتما کا ظہور
کرے مطمئن آتما کا سرور

۲۱ جہاں بے نہایت ہو راحت نصیب
حِسوں سے بعید اور خرد کے قریب
جہاں ہو حقیقت سے انساں نہ دُور
رہے آتما میں قیام و سرور

۲۲ جہاں اس کو ملنے سے آئے یقیں
کہ دولت کوئی اس سے بڑھ کر نہیں
جہاں اس میں جم کر وُہ آجائے سُکھ
کہ جنبش نہ دے اُس کو دُنیا کا دُکھ

۲۰ سے ۲۳ تک کے شلوک اکٹھے پڑھے جائیں۔ یہ مِل کر بتلاتے ہیں۔ کہ یوگ کیا ہے۔ جب حواس پر قابو پا کر محسوسات کو من تک نہ پہنچنے دیا جائے۔ تو من کو سکون و قرار حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یوگی کو آتما کا سرور حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وُہ ہر طرف آتما ہی کا ظہور دیکھتا ہے۔

۲۱ بے نہایت = بے انت۔ جو ختم نہ ہو۔ ایسی راحت حواس سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ عقل و تمیز سے۔

۲۳ جہاں غم ہے باقی نہ کچھ سوگ ہے
یہی یوگ ہے ہاں یہی یوگ ہے
اسی یوگ میں دل یقیں سے جماؤ
اسی یوگ سے تم عقیدت دکھاؤ

۲۴ خیالوں کی اولاد حرص و ہوا
انہیں یک قلم دور کرنا ہوا
حواس اپنے ہر سمت سے گھیر کر
دلی ضبط سے اُن کا رُخ پھیر کر

۲۵ جسے عقل پہ اپنی ہو اختیار
وہ حاصل کرے رفتہ رفتہ قرار
کرے اس کا من آتما میں قیام
نہ اس کو خیالِ دوئی سے ہو کام

۲۴ حرص و ہوا۔ محض فکر و خیال (سنکلپ) سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُنہیں قطعی طور کر دور کر دینا چاہیئے۔ اور شائبہ تک دل میں چھپا کر نہ رکھنا چاہیئے:۔

۲۵ جس قدر مشق بڑھے گی۔ اُسی قدر دل کو سکون حاصل ہوگا ؛

۲۶ من انساں کا چنچل ہے اور بیقرار
رہے دوڑتا بھاگتا بار بار
وہ بھاگے تو باگ اُس کی جھٹ موڑ دے
حفاظت میں پھر رُوح کی چھوڑ دے

۲۷ وہ یوگی جسے من میں آئے سکوں
رجوگُن سے دل جس کا پائے سکوں
خدا سے ہو واصل گناہوں سے دُور
اُسی کو میسّر ہو اعلےٰ سرُور

۲۸ جو یوگی رہے یوگ میں استوار
گناہوں سے دامن نہ ہو داغدار
اُسی کو مِلے نعمتِ بیکراں
کہ پائے وصالِ خدائے جہاں

۲۶ انسان کا دِل حواس کی لذّت کی طرف بھاگتا ہے۔ اگر تُم اس کو قابُو میں رکھو۔ اور روحانیات کی چاٹ لگا دو۔ تو وُہ حواس کے عارضی مزے چھوڑ کر رُوح کے لافانی مزے اُٹھانے لگے گا۔ اور اس کی بیتابی دُور ہو جائے گی ؛

۲۷، ۲۸ ایسا یوگی جیون مکت ہو جاتا ہے۔ یعنی اسے جیتے جی نجات مِل جاتی ہے۔

۲۹ اگر یوگ میں نفس سرشار ہے
تو پھر یہ حقیقت نمودار ہے
کہ ہر شے میں ہے آتما کی نمود
تو ہر شے کا ہے آتما میں وجود

۳۰ جو ہر سمت پاتا ہے میرا ہی نور
مجھی میں جو ہر شے کا دیکھے ظہور
کبھی مجھ سے منہ موڑ سکتا نہیں
کبھی میں اُسے چھوڑ سکتا نہیں

۳۱ جو کثرت میں وحدت کا دیکھے سماں
جو پوجے مجھے ہوں جو سب میں عیاں
وہ یوگی رہے گو کسی ڈھنگ میں
مجھی سے ہو واصل وہ ہر رنگ میں

---

۲۹ یوگی ظاہر کی آنکھ سے نہیں، بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ہر چیز میں ایک ہی آتما کا ظہور پاتا ہے، اور محسوس کرتا ہے یہ جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے"۔

۳۰ میں ہر وقت اُس کے سامنے ہوں، اور وہ ہر وقت میرے سامنے رہتے۔

۳۲ سُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی سُکھ
دُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی دُکھ
جو سب کو کرے اپنے جیسا خیال
سُن ارجن کہ یوگی ہے وہ با کمال

ارجُن کا سوال

۳۳ سکوں کا جو مجھ کو سکھایا ہے یوگ
مرے دل کو بھگوان بھایا ہے یوگ
بنا اِس کی لیکن نہیں مستقل
کہ چنچل ہے، چنچل ہے، چنچل ہے دل
۳۴ یہ بھگوان! بے کل ہے پُر شور دل
کہ سرکش ہے ضدّی ہے منہ زور دل

۳۲ ، ۳۳ ، ۳۴ ۔ کوئی ریاضت مفید نہیں ہو سکتی ۔ جب تک حضورِ قلب سے دِل کو ایک مرکز پر جما کر نہ کی جائے ۔ لیکن انسان کا من چنچل ہے ۔ کوشش کر کے دیکھو خیال پر خیال چلا آتا ہے اور ایک نقطہ پر دِل کو جمانا مشکل ہوتا ہے ۔ من نہ فقط چنچل ہے، بلکہ سرکش اور ضدی بھی ہے ۔ اس کو قابو میں رکھنا آسان کام نہیں ؛

نہ قابو میں آئے کسی حال میں
ہوا بند ہوتی نہیں جال میں

شری بھگوان کا ارشاد

۳۵ کہا سُن کے بھگوان نے اے قوی
دل انساں کا پُر شور چنچل سہی
ہے ویراگ اور مشق میں یہ کمال
دل آجائے قابو میں کُنتی کے لال

۳۶ اگر نفس پر ضبطِ کامل نہیں
تو پھر یوگ انساں کو حاصل نہیں
مگر نفس پہ ہو جسے اختیار
مناسب وسائل سے ہو کامگار

۳۵ (۳) ویراگ۔ راگ یعنی لگاؤ کا نہ ہونا۔ خواہش کا نہ ہونا۔ محسوسات سے بے نیاز ہونا اور صرف آتما میں دھیان رکھنا۔

جب حواس کے ذریعے محسوسات کا اثر دل تک پہنچتا ہے، تو وہاں خواہش، بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جاتے ہیں۔ ویراگ سے محسوسات کی طرف بے توجہی ہونے سے دل میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

ارجن کا سوال

۳۷ پھر ارجن نے پوچھا بھٹکتا ہے جو
اسی راہ میں سر پٹکتا ہے جو
عقیدت تو ہے جانفشانی نہیں
عقیدت سے پہنچے کا وہ بھی کہیں؟
۳۸ قوی دست! جو موہ میں پھنس گیا
رہِ حق میں جو ڈگمگاتا رہا
تو کیا وہ یہاں اور وہاں سے گیا؟
جو بادل پھٹا آسماں سے گیا؟
۳۹ کریں میرے اس شک کو بھگوان دور
طبیعت کو حاصل ہو عرفاں کا نور

۳۷ یہ سوال اس شخص کے متعلق کیا گیا ہے جو یوگ کو مانتا ہے لیکن حواس اور من پر قابو نہیں پا سکتا۔ اس لیے ایک جنم میں یوگ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ عقیدت سے مراد ہے اعتقاد۔ بھر دمہ شردھا۔

۳۸ اعمال اگر امیدِ ثمر سے کئے جائیں۔ تو ان کی جزا بہشت کی صورت میں ملے گی۔ اور اگر ثمر اور جزا کا خیال ترک کر کے کئے جائیں۔ تو نجات یعنی خدا کا وصال ملے گا۔ ارجن پوچھتا ہے کہ کیا موہ (فریب) میں پھنسنے والا ان دونوں صورتوں سے خالی رہا؟

کوئی دوسرا ہے جہاں میں کہاں
کرے دور میرے جو وہم و گماں

شری بھگوان نے فرمایا

۴۰ سُن اَے پیارے ارجن وہ انسان بھی
نہ دونوں جہاں میں فنا ہو کبھی
کہ دنیا میں جو نیک کردار ہے
تباہی میں کب وہ گرفتار ہے؟

۴۱ یہ سچ ہے اُسے یوگ حاصل نہیں
ہو نیکوں کی دُنیا میں جا کر مکیں
بہت مُدتوں میں وہ لے پھر جنم
وہاں، ہوں جہاں نیکی و زر بہم

۴۰ تا ۴۴ شلوکوں میں لکھا ہے، کہ جو شخص ایک جنم میں یوگ میں کمال حاصل نہیں کرتا اس کی کوشش رائگاں نہیں جاتی، وہ اگلے جنم میں اسی درجے سے شروع کرتا ہے، جس کو وہ حاصل کر چکا ہے اور مزید ریاضت سے آگے ترقی کرتا ہے:

۴۱ (۴)، جس گھرانے میں نیکی اور دولت اکٹھے ہوں:

۴۲ وہ ہو ورنہ ایسے گھرانے کا لال
ہوں یوگی جہاں عاقل و باکمال
جنم ایسا مشکل ملے اے حبیب
سعادت یہ ہو شاذ و نادر نصیب

۴۳ وہ دنیا میں پائے جو تازہ حیات
ہوں سب اس میں پچھلے جنم کے صفات
کرے بڑھ کے پہلے سے کسبِ کمال
کہ تکمیل حاصل ہو جائے زوال

۴۴ اسی سابقہ مشق کے زور سے
وہ مقصود کی سمت بہتا چلے
ہو ا یوگ کا علم جس کو پسند
وہ لکھے سے ویدوں کے جائے بلند

۴۳، ۴۴۔ تناسخ کے عقائد کے مطابق انسان کا کوئی فعل رائگاں نہیں جاتا۔ یوگ کی راہ میں سعی و کوشش سے جس قدر مدارج وہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگلے جنم میں اُن ہی سے آگے وہ ترقی کرتا ہے۔

۴۴ (۴) لفظی ترجمہ "وہ شبد برہمن سے آگے چلا جاتا ہے" شبد برہمن سے مراد ویدوں سے لی جاتی ہے۔

۴۵ کیے جا رہا ہے جو یوگی جتن
تو پاپوں سے ہو پاک صاف اُس کا من
جنم پر جنم لے کے پائے کمال
کہ حاصل ہو آخر خدا کا وصال

۴۶ تپسوی سے اعلےٰ ہے یوگی کی شان
بڑی اس کی گیانی سے بھی آن بان
ہیں کم اُس سے جو کرم کانڈی ہیں لوگ
پھر ارجن ہے کیا دیر ہے تُو بھی یوگ؟

۴۷ وہ یوگی یقیں جو مجھی پہ جمائے
مجھی میں فقط آتما کو لگائے
جو میری پرستش میں شاغل رہے
وہ سب یوگ والوں میں کامل رہے

دھیان یوگ نامی چھٹا ادھیائے ختم ہُوا

۴۶ اس شلوک میں کرم یوگی کو تپسوی سے (جو ریاضت سے جسم کو اذیت پہنچاتا ہے) اور گیانی سے (جو سانکھیہ فلاسفی اور دیگر علوم سے مزین ہے) اور کرم کانڈی سے (جو میمانسا کے رسوم ادا کرتا ہے) افضل بتایا گیا ہے۔ ایسا یوگی خدا کا بھگت ہے جو سب میں ایک پرماتما ہی کا ظہور دیکھتا ہے اور اس لئے سب سے محبت رکھتا ہے ؛

ساتواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سُن ارجن! اماں مجھ میں بلائے ہوئے
مری ذات میں لو لگائے ہوئے
تجھے یوگ کی مشق کا دھیان ہو
تو سُن کس طرح میری پہچان ہو

اس ادھیائے کا عنوان ہے "گیان وگیان یوگ" یعنی علم و عرفان کا یوگ۔ اس میں ذات باری تعالیٰ کا علم بذریعہ شہود یعنی عالمِ محسوس اور بذریعہ بطون یعنی عالمِ غیر محسوس حاصل کرنے کا سبق دیا گیا ہے:
گیان = علم روحانی، علمِ معرفت، عرفان :: وگیان، تجربی علوم (طبیعیات وغیرہ) وگیان میں "وحدت سے کثرت" کا ظہور دیکھا جاتا ہے۔ اور گیان سے "کثرت" یا وحدت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ پرکرتی خدا کی ادنیٰ فطرت ہے۔ روح جس کی مظہر حیات ہے۔ خدا کی اعلیٰ فطرت ہے۔ تمام اشیا خدا ہی کو "اس پروئی ہوئی ہیں۔ یعنی اسی کے سہارے سے قائم ہیں۔ اشیاء کے خواص بھی سب خدا ہی کا مظہر ہیں لیکن خدا خود ان خواص و صفات سے بالا ہے۔ نیچر ایک طرح کا پردہ ہے، جو خدا اور انسان کے مابین حائل ہے اسی دوئی کے پردے کو دور کرنے سے عرفان کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

۲ میں کرتا ہوں وہ رازِ کامل بیاں
کرے علم و عرفاں جو تجھ پہ عیاں
یہ پہچان کر سب کو پہچان لے
جو ہے جاننے کا وہ سب جان لیں

۳ ہزاروں میں ہو گا کوئی خال خال
رہے جس کو فکرِ حصولِ کمال
ہو اِن باکمالوں میں کوئی بشر
جو میری حقیقت سے پائے خبر

۴ یہ مٹّی یہ پانی یہ آگ اور ہوا
یہ آکاش دُنیا پہ چھایا ہُوا
یہ دانش یہ دل یہ خیالِ خودی

ہے اِن آٹھ حصّوں میں فطرت مری

۴ پرمیشور کا ظہور دو قسم سے ہے۔ پہلی قسم کو اپرا پرکرتی (ادنےٰ فطرت) کہتے ہیں۔ اس کے آٹھ عناصر حسب ذیل ہیں:۔ (۱) مہاں یا مہت (ادراک) (۲) اہنکار (تجرید خودی) (۳) پانچ تن ماترہ (عناصر خمسہ) مٹی پانی آگ، ہوا اور آکاش (۴) من ۔ دوسری قسم کو پرا پرکرتی (اعلیٰ فطرت) کہا گیا ہے۔ جس کو جیو یا رُوح یا پُرش کہتے ہیں۔

۵ یہ فطرت تو ادنیٰ ہے سُن او قوی
مگر میری فطرت ہے اِک اَور بھی
وہ فطرت ہے اعلیٰ بنے جو حیات
اسی سے تو قائم ہے کُل کائنات

۶ انہی فطرتوں سے ہے سب ہست و بود
انہی کے شکم سے ہوئے سب وجود
سو مجھ سے ہے آغازِ عالم تمام
مری ذات میں سب کا ہو اختتام

۷ سُن ارجن نہیں کچھ بھی میرے سوا
نہ ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا
پرو دیا ہے سب کچھ مرے تار میں
کہ ہیرے ہوں جیسے کسی ہار میں

۶ انہی سے مراد ادنےٰ اور اعلیٰ دونوں قسم کی پرکرتی سے ہے۔ چونکہ ہر دو قسم کی پرکرتیوں (فطرتوں) کا منبع ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ اس لئے اگرچہ بظاہر اجسام کی بود و نبود عناصر کے اجتماع اور انتشار سے ہوتی ہے۔ مگر درحقیقت آغاز بھی خدا سے ہے۔ اور انجام بھی اسی سے۔ یعنی اگرچہ فطرت کے اوصاف سے حواس دل دانش مادہ حیات وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے۔ مگر ان کا خالق حقیقی وہی پرماتما ہے۔

۷ سورج چاند ستارے وغیرہ سب خدا ہی کے سہارے قائم ہیں۔

۸ ہیں پانی میں رس چاند سورج میں نور
میں ہوں اوم ویدوں میں جس کا ظہور
صدا مجھ کو آکاس میں کر خیال
میں مردوں میں مردی ہوں کنتی کے لال

۹ میں مٹی کے اندر ہوں خوشبوئے پاک
میں ہوں آگ میں شعلۂ تابناک
میں جانِ جہاں جانداروں میں ہوں
ریاضت عبادت گزاروں میں ہوں

۱۰ سن ارجن میں ہوں بیج ہر ہست کا
میں وہ بیج ہوں جو نہ ہوگا فنا
میں دانش ہوں اُن کی جو ہیں ہوشیار
میں تابش ہوں اُن کی جو ہیں تابدار

۸ ویں سے ۱۲ ویں شلوک تک یہ ارشاد ہوا ہے کہ نہ فقط عناصر ہی ذات باری کا مظہر ہیں بلکہ اشیا کے صفات بھی اُسی سے ہیں یعنی ذائقہ، نور، صوت، مردمی، خوشبو، چمک، جان، ریاضت، دانش، تابش، قوت، خواہش وغیرہ سب کا مبداء ہی ذات باری ہے۔

۱۰ (۱) جب درخت اُگتا ہے، تو اُس کا بیج فنا ہو جاتا ہے۔ میں ایسا بیج ہوں، کہ دنیا کے پیدا ہو جانے پر بھی فنا نہیں ہوتا ؎

۱۱ میں ہوں قوت و زورِ مردِ جری
مگر ہوں ہوا و ہوس سے بری
سن ارجن میں خواہش ہوں انسان کی
جو دشمن نہ ہو دھرم ایمان کی

۱۲ مجھی سے ہے فطرت ستوگن کہیں
مجھی سے رجوگن تموگن کہیں
مگر میں بری ان سے ہوں بالیقیں

یہ مجھ سے ہیں لیکن میں ان سے نہیں

۱۳ گنوں سے ہوئے وصف تینوں عیاں
ہوئے جن سے گمراہ اہلِ جہاں
سمجھتے نہیں لوگ میرا کمال
کہ بالا ہوں میں ان سے اور بے زوال

۱۲ (۲) اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پرمیشور نہ فقط ان تمام اشیاء پر حاوی ہے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ بلکہ ان سے وسیع تر ہے۔ اس کی ذات محسوسات تک محدود نہیں، بلکہ ان سے ماورا بھی ہے۔ یا یہ کہ اگرچہ اس گنوں والی دنیا کی مختلف شکلیں پرمیشور ہی سے پیدا ہوئیں۔ مگر اس کی نرگن ذات میں کوئی اختلاف نہیں۔ وہ گنوں کے حادث اثرات سے بالا ہے:

۱۴ گنوں سے جو مایا ہوئی آشکار
یہ مایا ہے یا فطرتِ کردگار
کہاں اس سے اِنساں کبھی پار ہوں
فقط پار میرے پرستار ہوں

۱۵ جو گمراہ بد کُن ہیں اور پُر خطا
کرے گیان گُن اُن کے مایا فنا
پسند اُن کو سیرت ہے شیطان کی
مرے پاس آتے نہیں وہ کبھی

۱۶ سُن ارجن ہیں میرے پرستار چار
طلب گار میرے نِکوکار چار
دُکھی[۱] شخص یا علم[۲] کی جس کو دُھن
طلب زر[۳] کی یا جسمیں[۴] ہوں گیان گُن

۱۵ (۳) شیطان = آسُر۔ بدی کی وہ طاقتیں جو دیوتاؤں سے برسرِ پیکار رہتی ہیں۔ بدطینت لوگ مایا کے فریب میں آکر خدا کو بھلا دیتے ہیں۔ اور اُن میں حق و باطل کی تمیز نہیں رہتی۔ وہ جسمانی عیش و آرام کیلئے چوری، ڈاکہ زنی، قتل و خون وغیرہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں ::

۱۶ خدا اُن کو یاد آتا ہے، جو مصیبت میں مُبتلا ہوں۔ یا طالبِ حق ہوں، یا جن کو زر و مال کی طلب ہو، یا عارفِ حقیقی ہوں۔ ان سب میں عارف کو فوقیت حاصل ہے ::

۱۷ جو گیانی ہے چاروں میں سردار ہے
مجھی وہ یکدل ہے سرشار ہے
کرے ذاتِ یکتا کی بھگتی سدا
میں پیارا ہوں اس کا وہ پیارا مرا

۱۸ پرستار ہر ایک گو نیک ہے
جو گیانی ہے مجھ سے مگر ایک ہے
وہ یکدل ہے اور اُس سے یکدل ہوں میں
وہ قائم ہے اور اس کی منزل ہوں میں

۱۹ جنم پر جنم لے کے گیانی ضرور
پہنچ جائے آخر کو میرے حضور
وہ جانے کہ "سب کچھ ہے جانِ جہاں"
مہا آتما ایسا ہو گا کہاں

۱۸ (۳) یکدل = یکیت چت

۱۹ (۳) جانِ جہاں - واسدیو - وہ قوت جو عالم کے اندر واسو (مکین) ہے ::

۱۹ عارف مختلف جنموں میں یوگ کی مشق اور نشکام کام کرتا ہوا خدا کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول ہو کر بالآخر مجھ تک جو اس کے باطن کے روح رواں ہوں۔ پہنچ جاتا ہے۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہے میں ہی ہوں ::

۲۰ ہوا و ہوس سے جو مجبور ہیں
ہوئے گیان سے اُن کے دل دُور ہیں

کریں دوسرے دیوتاؤں سے پریت
نکالیں طبیعت سے پُوجا کی ریت

۲۱ کسی رُوپ کا بھی پرستار ہو
یقیں سے عبادت میں سرشار ہو

پرستار ایسا بھٹکتا نہیں
میں کرتا ہوں مضبوط اُس کا یقیں

۲۲ پرستش وہ ذوقِ یقیں سے کرے
جسے دیوتا مان لے

وہ پاتا ہے نذرِ یقیں سے مراد
جو در اصل ہوتی ہے میری ہی داد

۲۲ تمام عبادات کا اجر دینے والا وہی خدائے بالا و برتر ہے۔ بعض لوگ دولت صحت وغیرہ کے لئے مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ ایسی عبادت مستقل اجر سے خالی ہوتی ہے، نذرِ یقیں ہو تو خدا ہی ان کی حاجتیں پوری کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ سمجھتے ہیں، کہ اُنہوں نے دیوتاؤں کو منا کر ان سے فائدہ اٹھایا ہے۔ حالانکہ خیر و شر خدائے برتر ہی سے حاصل ہوتی ہے اور بس ؛

۲۳ جو ناداں نہیں گیان میں ہوشیار
پرستش سے پھل پائیں ناپائدار
جو دیوں کو پوجیں وہ دیوں کو پائیں
پرستار میرے مرے پاس آئیں

۲۴ میں چشمِ جہاں سے نہاں ہوں نہاں
مگر مجھ کو ناداں سمجھ لیں عیاں
وہ مجھ کو نہیں جانتے بے مثال
مری ذات عالی ہے اور بے زوال

۲۵ جو میں یوگ مایا سے مستور ہوں
جہاں کی نظر سے بہت دور ہوں
یہ مورکھ زمانہ نہیں جانتا
کہ میرا جنم ہے نہ مجھ کو فنا

۲۳ دیوتاؤں کو پوجنے والوں کا روحانی عروج دیوتاؤں سے آگے نہیں جا سکتا لیکن دیوتا صرف خدا کا مظہر ہیں۔ اور ان کو خدا کی سی بقا قیام اور قدرت حاصل نہیں اِس لئے دیوتاؤں کے پجاری عبادت کا اجر تو پاتے ہیں، مگر وہ مستقل لازوال اور پائدار نہیں ہوتا۔ یہ مرتبہ خالص خدا ہی کے دلدادہ حاصل کر سکتے ہیں ؛

۲۶ جو گزری ہوئی ہستیاں ہیں سبھی
جو موجود ہیں اب کہ ہوں گی ابھی

سُن ارجن میں ان سب سے ہوں باخبر
کسی کو نہیں علم میرا مگر

۲۷ یہ دھوکے کی ٹٹی ہیں اضداد سب
یہ شوق و نفرت کی اولاد سب

انہی سے تو ارجن یہ خلقت تمام
پراگندہ رہتی ہے یوں صبح و شام

۲۸ وہ انساں بھلے جن کے اعمال ہیں
گناہوں سے جو فارغ البال ہیں

نہ اضداد سے ان کو دھوکا نہ غم
مری بندگی میں ہیں ثابت قدم

۲۷ اگر انسان کا نقطۂ نظر بلند ہو جائے۔ اور وہ اشیائے عالم کو علوی اور خدائی نظر سے دیکھے تو سکھ دکھ، رنج و راحت، ہار جیت، وغیرہ کے اضداد اس کے لئے سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا تضاد جاتا رہتا ہے۔

"حقیقت ذرا ہوشمندی سے دیکھ"
"برابر ہیں سب گھر بلندی سے دیکھ"

۲۹ مجھی کو سمجھ کر جو اُمید گاہ
بڑھاپے سے اور موت سے لیں پناہ
انہیں برہم کی خوب پہچان ہے
پھر ادھیاتم اور کرم کا گیان ہے

۳۰ ادھی بھوت جو لوگ مانیں مجھے
ادھی دیو ادھی یگ بھی جانیں مجھے
وہ یکدل ہیں چت اُن کے ہموار ہیں
دمِ نزع بھی مجھ سے سرشار ہیں

گیان وِگیان نامی ساتواں ادھیائے ختم ہوا ؟

---

۲۹ ادھیاتم = رُوح کی حقیقت ۔ کرم = اعمال کی حقیقت ۔
۳۰ ادھی بھوت ۔ اجسام کی حقیقت ۔ ادھی دیو = دیوتاؤں کی حقیقت
ادھی یگیہ = قربانیوں کی حقیقت ۔ دمِ نزع = مرتے وقت ۔
مراد یہ ہے کہ اِن حقائق کا لُبِ لباب میری ذات کو سمجھتے ہیں، اور مجھی کو اپنا ملجا اور ماوا مانتے ہیں ۔

آٹھواں اَدھیائے

ارجُن کا سوال

۱ پھر ارجن نے پوچھا یہ بھگوان سے
کہ پرُوشوتم اب مجھ سے فرمایئے
ہے برھم، ادھیاتم سے کیا مُدعا؟
ہیں کرم اور ادھی بھوت ادھی دیو کیا؟

---

۱ (۲) پرُوشوتم = اُتم پرش - افضل ترین ذات، افضل ترین ہستی۔
(۳، ۴) برہم، ادھیاتم کرم ادھی بھوت ادھی دیو کے معانی ۱۱۵ پر ملاحظہ ہوں۔
آٹھویں ادھیائے میں سات باتوں کا ذکر ہے۔ (۱) خدا (۲) رُوح (۳) کرم یعنی اعمال و افعال۔ (۴) مادی دنیا (۵) دیوتا (۶) عبادت (۷) موت کے وقت خدا کی یاد۔ عرفان کیلئے ان کا جاننا ضروری ہے ضمناً وقت اور چاروں جُگوں کا ذکر بھی آیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہزاروں جگ برہما کے ایک دن کے برابر ہیں۔ پس انسانی زندگی کے سو برس بھی ایک لمحہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ اس لمحہ کو خدا کے دھیان ہی میں صرف کرنا انسان کی زندگی کا بہترین مقصد ہے ۔

۲ ادھی یگ ہے کیا چیز بتلایئے
مکیوں تن میں ہے کون فرمایئے
جسے دل پہ قابو ہے، مرتے ہوئے
مدھوکش، تمہیں کیسے پہچان لے

شری بھگوان نے فرمایا

۳ ہے برھم ہستی عالی و بے زوال
تو ادھیاتم اشیا کی فطرت کا حال
وہ قدرت ہوئی جس سے مخلوق سب
وہ ہے کرم خلقِ جہاں کا سبب

۲۔ ادھی یگ دیکھو صفحہ ۱۱۵ ؛ مدھوکش ۔ مدھوسودن ۔ مدھو جو ایک اسر دشیطان تھا، اُسے مار دینے والا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ میرے شکوک کے مدھو کو بھی میرے راستے سے دُور کر دیجئے۔

۳۔ برہم ۔ لازوال خدا ۔ آتما بھی ہستیِ لازوال ہے ۔ اس لئے برہم کے لئے عالی کا لفظ زیادہ کیا گیا ہے۔ ۳، ۴ شلوکوں کی لوگوں نے مختلف توجیہات کی ہیں۔ گیتا کے مفسرِ اعظم تلک کے مطابق تشریح اس طرح ہو سکتی ہے :۔ تخلیقِ عالم کے متعلق لوگوں کے نظریئے طرح طرح کے ہیں۔ بعض سمجھتے ہیں، اشیا عناصر (مہا بھوت) سے پیدا ہوئیں۔

۴ ادھی بھوت فانی وجودِ جہاں
پُرش ہے ادھی دیو (روح و رواں)
ادھی یگ سن اے فخرِ اہلِ وجود
میں خود ہوں کہ میری ہے تن میں نمود

اس نظریے کو ادھی بھوت کا نظریہ کہیں گے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ دُنیا ایک بہت بڑا یگیہ ہے۔ اس لئے پرمیشور کو یگیہ نارائن کہتے ہیں۔ اور یگیہ ہی سے اسکی عبادت کرتے ہیں۔ اس نظریہ کو ادھی یگیہ کا نظریہ کہیں گے۔ تیسری قسم کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہو رہا ہے، اس کا سبب مادی اشیاء نہیں، بلکہ وُہ پرش یا دیوتا ہے جو ہر شئے کے اندر موجود ہے۔ اور جو اس کا حقیقی فاعل ہے، مثلاً مادی سورج کے کُرّے کی رُوح و رواں ایک دیوتا ہے جس کا نام سورج دیوتا ہے۔ یہ نظریہ ادھی دیو کا نظریہ کہلائے گا۔ چوتھی قسم کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہر چیز کے اندر دیوتا نہیں، بلکہ جس طرح انسان کے اندر رُوح ہے، اسی طرح ہر چیز میں الگ الگ آتما ہے۔ اور وُہی اُس چیز کی اصل ذات (حقیقت) ہے۔ اِس نظریئے کو اَدھی آتمک نظریہ کہیں گے۔ پانچویں قسم کے لوگوں کا خیال ہے، کہ یہ نام اور رُوپ کی دُنیا کرم (عمل اور حرکت) سے رونما ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی عمل (کرم) صادر نہ ہو، کوئی غیر محسُوس ہستی محسُوس صُورت میں ظاہر نہیں ہوتی۔ یہ کرم کا نظریہ ہے۔ بس تیسرے اور چوتھے شلوک سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے، کہ خواہ آپ یگیہ کا نظریہ لیں، خواہ دیوتاؤں کا خواہ عناصر کا خواہ ارواح کا خواہ کرم کا سب میں اصل حقیقت وہی ذاتِ خدا ہے۔ اور اُسی کا سب ظہور ہے ؞

۵ جب انساں جہاں سے گزرتا ہوا
مری ہی کرے یاد مرتا ہوا
تو پھر اس میں شک کا نہیں احتمال
اُسے مر کے حاصل ہو میرا وصال

۶ جب انساں بدن کو کہے خیر باد
کرے آخری وقت جس شے کو یاد
تو ارجن اُسی شے سے واصل ہو وہ
لگائی تھی لَو جس سے حاصل ہو وہ

۷ مجھے یاد ارجن بھر رنگ کر
لیے جا مرا نام اور جنگ کر
فدا مجھ پہ کر دانش و دِل مدام
مرا وصل پائے گا تو لا کلام

۶ انسان کا موجودہ جنم اس کے سابقہ اعمال سے متشکل ہوا ہے اور آئندہ جنم اسکی موجودہ روش پر منحصر ہے۔ موت صرف تبدیلی کا نام ہے۔ جسم چھوٹ جاتا ہے۔ مگر جیو آتما اپنی منازل طے کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ زندگی بھر جیسے خیال اور عمل ہونگے ویسے ہی مرتے وقت دِل پر حاوی ہونگے۔ اور مرنے کے بعد آتما ویسی ہی صورت اختیار کریگی۔ اس سے ظاہر ہوا، کہ بد اعمالیوں کے بعد صرف آخری وقت کی توبہ یا کسی تیرتھ یا بنارس یا گنگا میں جاکر پران تیاگنے ہی سے نجات نہیں مل سکتی۔ بلکہ نجات انسان کی ساری زندگی کے لائحہ عمل کا نتیجہ ہے ؛؛

۸ اگر یوگ کی مشق ہو مستقل
کسی غیر کا جب ہو خواہاں نہ دل
ہو پُر نور عالی پُرش کا خیال
تو حاصل اسی سے ہو ارجن وصال

۹ جو کرتا ہے یادِ خدائے علیم
پناہِ جہاں پادشاہِ قدیم
جو سورج سا پُر نور، ظلمت سے دور
خفی سے خفی ماورائے شعور

۱۰ جو بھگتی کرے یوگ سے مستقل
جو مرنے پہ رکھتا ہے مضبوط دل
پران اپنے دو ابروؤں میں جمائے
تو پُر نور عالی پُرش کو وہ پائے

۸ پرم پُرش دیو - منور ہستی بالا و برتر ÷ ۹ علیم - سرب گیانی - عالم الغیب ÷ ظلمت - تاریکی (جہالت کی) ÷ خفی سے خفی - باریک ذرہ سے بھی باریک تر ÷ ماورائے شعور - اچینت رُوپ ÷ بعید از فہم - سمجھ سے باہر ÷

۱۰ من کو یکسو کر کے پران کو پہلے نچلے چکروں میں جمائے پھر دل کے کنول پر پھر اُسے سوشمنا سے لے جا کر ام الدماغ میں قائم کرے ÷

۱۱ سن اب مختصر مجھ سے وہ راہِ یوگ
مجرّد رہیں شوق ہیں جس کے لوگ
جہاں بے غرض اہلِ سنیاس جائیں
جسے وید والے غیر فانی بتائیں

۱۲ بدن کے اگر بند سب در کرے
جو مَن ہے اُسے دل کے اندر کرے
جمے اِس طرح یوگ سے اس کا دھیان
کہ انساں کے سر میں رہیں اس کے پران

۱۳ جسے اوم کہتے ہیں نام خُدا
وہ اِک رُکن کا حرف جپتا ہوا
مرے دھیان میں جس کا ہو اختتام
ملے اس کو مرتے ہی اعلےٰ مقام

۱۲، ۱۳ بدن کے دروازے بند کرکے (یعنی حواس کو قابو کرکے) من کو بھٹکنے نہ دے، اور خیال کو دل کے کنول پر جما کر پران کو اُوپر لے جاکر اُم الدماغ میں قائم کرے، اور منہ سے خدا کا نام (اوم) جپتا ہُے، اور خدا ہی کے دھیان میں جان دے دے۔ یہ یوگی کے پران نکلنے یعنی اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کرنے کا طریق بتایا گیا ہے ::

۱۴ سدا میرا جو پیہم جسے دھیان ہے
تو ملنا مرا اس کو آسان ہے
مجھے دل سے ارجن بھلاتا نہیں
کسی غیر سے دل لگاتا نہیں

۱۵ مہا آتما مجھ سے پاکر وصال
رہیں پُرسکوں لے کے اوجِ کمال
حلول و تناسخ نہ دورِ حیات
فنا و معیت سے پائیں نجات

۱۶ کہ برھما کی دُنیا تک اہلِ جہاں
تناسخ کے چکر میں ہیں بے گماں
مگر جس کو حاصل ہو مجھ سے وصال
بری ہے تناسخ سے کنتی کے لال

---

۱۶ ویدوں اور پرانوں کے مطابق دُنیا کے تین اور پرانوں کے مطابق چودہ طبق ہیں۔ سب سے بالائی طبق برھما لوک ہے جو لوگ پُن اور پاپ کی خاطر کرم دعمل کرتے ہیں۔ انہیں اُسی کے مطابق درجہ ملتے ہیں۔ لیکن سب سے اونچے درجے کے درجے پر بھی پہنچ کر جب اُن کے پُن کا پھل ختم ہو جاتا ہے۔ تو پھر دُنیا میں آکر جنم لیتے ہیں۔ اور دوبارہ تناسخ کے چکر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو مہاتما اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کر دیتا ہے اور جزا و سزا سے بے نیاز ہو کر نشکام کرم کرتا ہے۔ وہ خدا سے واصل ہو کر تناسخ کے چکر سے نکل جاتا ہے۔

۱۷ جو ہیں واقف رازِ لیل و نہار
کریں وقت برہما کا ایسے شمار
ہزار اپنے جُگ ہوں تو ایک اُس کا دن
ہزار اپنے جُگ کی پھر اک رات گن

۱۷ برہما ہندو عقیدہ کے مطابق سب سے پہلا دیوتا جس کو برہم (خدا) نے پیدا کیا۔ وہ برہما ہے۔ برہما نے دنیا کو پیدا کیا۔ برہما کا وقت۔ دنیا کا دن اُس کے ظہور اور ارتقا کا زمانہ ہے دنیا کی رات اُس کی فنا اور انتہا کا زمانہ ہے جسے پرلے کہتے ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ دنیا جگوں میں بدلی ہوئی ہے [illegible] بار بار پیدا ہوتی ہے۔ اور بار بار فنا ہوتی ہے۔ پرانوں کے مطابق وقت کا شمار اس طرح ہوتا ہے۔
کلجگ کا زمانہ ۴۳۲۰۰۰ سال

دواپر جگ کا زمانہ	۸۶۴۰۰۰ س
تریتا جگ کا زمانہ	۱۲۹۶۰۰۰ س
ست جگ کا زمانہ	۱۷۲۸۰۰۰ س
میزان	۴۳۲۰۰۰۰ س

یہ ایک مہا جگ ہوا۔ اوپر شلوک میں جگ سے مراد مہا جگ ہے۔ ایسے ۷۱ مہا جگ کا ایک منونتر ہوتا ہے۔ اور ۱۴ منونتروں کا ایک کلپ ہوتا ہے۔ ان میں ۶ مہا جگ کی سندھیا ملا کر ایک کلپ کا زمانہ ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ چار ارب ۳۲ کروڑ سال یعنی ایک ہزار مہا جگ کے برابر ہوا۔ یہ برہما کا ایک دن ہوا۔ اتنا ہی عرصہ برہما کی رات ہوتی ہے۔ ایسے ۳۶۰ دن اور رات گزریں، تو برہما کا ایک سال ہوتا ہے۔ یعنی بجائے ۳۱ کھرب ۱۰ ارب ۴۰ کروڑ سال کا۔

۱۸ ہو برھما کے دن جب سحر کی نمود
تو باطن سے ظاہر ہو بزمِ شہود
مگر جس گھڑی آئے برھما کی رات
تو باطن میں چھپ جائے کل کائنات

۱۸ برہما دِن کو جاگتا اور رات کو سوتا ہے۔ جب برہما کا دِن ہو تو دُنیا پیدا ہو کر اپنے ارتقائی منازل طے کرتی ہے۔ جب برہما کی رات ہو تو دُنیا پردے (فنا) ہو کر غائب ہو جاتی ہے۔ برہما کی عمر ۱۰۰ سال کی بیان کی جاتی ہے۔ ایک برہما کے مرنے پر دوسرا برہما اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ اور دُنیا کی حیات و ممات کا یہ لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دُنیا مول پرکرتی (اصل مادہ فطرت) سے بنی ہے۔ ارتقا کے وقت اس کا رجوع وحدت سے کثرت کی طرف اور انقباض کے وقت کثرت سے وحدت کی طرف ہوتا ہے۔ لیکن پرکرتی بغیر ارادے کے کوئی کام نہیں کر سکتی۔ وہ ہستی جس کے ارادے سے یہ سب کچھ بنتا اور بگڑتا ہے۔ جیسے ۲۰ اور ۲۱ ویں دو شلوکوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔ باطن سے مراد ادیکت (غیر محسوس) پرکرتی ہے۔ اگرچہ اچھے اعمال سے انسان کو برہم لوک (بہشت بریں) میں بھی جگہ مِل جاتی ہے۔ لیکن چونکہ پرے پر برہم لوک بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ دُنیا کے دوبارہ ظہور پر وہ پھر جنم لے کر تناسخ کے ارتقائی مراحل کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جب تک واصل بحق ہو کر نجات کامل حاصل نہ کر لے ؛

۱۹ یہ مخلوق پیدا جو ہو بار بار
ہو گم دانت پڑنے پہ بے اختیار
سُن ارجن جو برھما کا دن ہو عیاں
ہو پھر موج ہستی کا دریا رواں

۲۰ پرے غیب سے بھی ہے اک ذات غیب
وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے
فقط اک وہی ذات باقی رہے

۲۱ وہ ہستی جو باطن ہے اور بے زوال
کریں اس کی منزل کو اعلےٰ خیال
پہنچ کر جہاں سے نہ لوٹیں مدام
وہی ہے وہی میرا عالی مقام

سانکھیہ کے مطابق پرکرتی غیر محسوس اور لازوالی ہے۔ خدا کی ہستی بھی باطن اور لازوال ہے۔ لیکن وہ پرکرتی سے بھی پرے ہے۔ خدا سوا اس کو محسوس نہیں ہوتا۔ نہ اس پر مکان و زماں کی قید ہے جو شخص خدا سے واصل ہو جاتا ہے۔ اسے ابدی نجات مل جاتی ہے۔ اور وہ لوٹ کر دنیا میں واپس نہیں آتا دنیا کے وجود میں آنے اور اس کے پرے ہونے کا ذات پاک پر کوئی اثر نہیں ہوتا ؎

۲۲ یہ دُنیا ہے جس کی بسائی ہوئی
ہر اک شے ہے جس میں سمائی ہوئی
اگر چاہے تو اُس خدا کا وصال
رکھ اُس کی محبت کا دل میں خیال

۲۳ سُن اے نسلِ بھارت کے سرتاج سُن
بتاتا ہوں اب وقت کے تجھ کو گُن
کہ کب مر کے لَوٹ آئیں یوگی یہیں
وہ کب مر کے قالب بدلتے نہیں

۲۴ اگر دن ہو یا ہو بسم نار و نُور
اُجالے کی راتیں ہوں مہ کا ظہور
ہو شش ماہہ سورج کا دَورِ شمال
مرے ان میں عارف تو پائے کمال

۲۴ ویں اور ۲۵ ویں شلوکوں کی تشریح میں اختلاف ہے۔ بعض شارح آگ، نُور، دن، رات، شکل پکش، کرشن پکش، اترائن، دکھنائن کے مہینوں کو اُن کے متعلقہ دیوتاؤں سے لیتے ہیں جو روح کو دیوتایانہ یا پترایانہ راستوں میں جاتے ہوئے ملتے ہیں۔ بعض سمجھتے ہیں کہ آریہ لوگ شروع میں قطب شمالی کے قریب رہتے تھے جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے۔ یہ اعتقادات اُس وقت سے چلے آتے ہیں۔ اور اُنکو فقط عہدِ پارینہ کی یاد ہی سمجھنا چاہیئے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ الفاظ بطور استعارہ استعمال ہوئے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۸۸)

۲۵ اندھیرا ہو پاکھ اور دھندلکا ہو خوب
ہو شش ماہہ سورج کا دَور بہ جنوب
کہ ہو رات کا وقت جب جان جائے
تو یوگی یہیں چاند سے لَوٹ آئے

۲۶ اندھیرا کبھی ہو اُجالا کبھی
بدلتے سے جگت کے ہیں رستے یہی
اُجالے میں جب جائے واپس نہ آئے
اندھیرے میں جاتا ہوا لَوٹ جائے

۲۷ جو ان راستوں سے نہ انجان ہو
وہ یوگی پریشان نہ حیران ہو
سُن ارجُن ہے جبتک ترے دم میں دم
تو رہ یوگ میں اپنے ثابت قدم

اور ان کو استعارہ ہی سمجھنا چاہیئے ورنہ لازم آئیگا کہ جتنے لوگ دن کو یا شکل پکش یا اترائن میں مریں۔ خواہ کیسے ہی بد اعمال ہوں۔ وہ سب ناجی اور واصل بخدا ہونگے۔ اور باقی خواہ کتنے ہی عابد و زاہد ہوں۔ کرہ قمر تک جاکر واپس آجائینگے۔ ان کے خیال کے مطابق ان شلوکوں میں عرفان ذات کو جو سراپا نور ہے نعلہ، دن شکل پکش اور اترائن کے الفاظ سے بطور استعارہ بیان کیا گیا۔ اور اگیان یعنی جہل کے لئے دھواں رات کرشن پکش اور دکھنائن کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ؎

۲۸ ملے وید کے پاٹھ کرنے سے پن
ہیں بے شک بہت دان یگ تپ کے گن
مگر ان سے بالا ہے یوگی کی ذات
ازل سے وہ پائے مقام نجات

اکشر برہم یوگ نامی آٹھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۸ لوگ عبادت سخاوت ریاضت وغیرہ کے اعمال اس غرض سے کرتے ہیں، کہ اس سے پاکیزگیٔ نفس، حصولِ دولت یا حصولِ جنت نصیب ہو۔ وہ محنت کرتے ہیں۔ اور مزدوری کے طالب ہوتے ہیں۔ ان کو اجر ضرور ملتا ہے۔ لیکن عارف اپنی ہستی کو خدا کے لئے نثار کر چکا ہے۔ اس کو جزا و ثواب کے حصول کا خیال تک نہیں آتا۔ وہ عام زاہدوں سے بلند ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے محض خدا کے لئے اس کی ساری زندگی ایک مسلسل قربانی ہوتی ہے۔ اور وہی واصل بحق ہو کر دائمی نجات حاصل کرتا ہے ؛

نوٹ :-

آٹھویں ادھیائے کا مضمون سانکھیہ فلاسفی کے نظریہ تخلیقِ عالم کے مطابق ہے۔ اس میں کائنات کے ارتقا اور انقباض کے مسلسل دور کا بیان ہے۔ نیز روح جسمِ انسانی سے رخصت ہو کر جو راستہ اختیار کرتی ہے، ان ہر دو راستوں کا ذکر ہے۔ آگے چل کر نویں ادھیائے میں خدا کی عظمت اور بھگتی کی برکات کا بیان ہوگا۔

نواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ تو ارجن نہیں عیب جو نکتہ چیں
مگر اب مجھ سے رازِ خفی دل نشیں
ملے گا یہیں علم و عرفاں کا نور
اسے جان جائے تو ہوں پاپ دور

نویں ادھیائے میں خدائے پاک کی شانِ بالا و برتر کا ذکر ہے۔ اوتاروں کے انسانی لباس میں ظہور کا بیان ہے۔ مہاتماؤں کے خواص بتائے گئے ہیں۔ اور بھگتی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ رازِ خفی: پوشیدہ راز

علم و عرفان۔ دگیان اور وگیان۔ دیکھو تشریح صفہ ۱۲۱

مرید یا ارادت کا سب سے ضروری وصف یہ ہونا چاہیے کہ وہ عیب جوئی اور بے معنی اعتراضات سے پرہیز کرے۔ حسد اور تعصب سے پاک ہو۔ دوسروں پر تہمت اور طعن و تشنیع سے باز رہے۔ اور اس میں راستی، ضبط، تحمل اور سلامتیٔ طبع کے جوہر موجود ہوں۔

۲ یہ علم شہی ہے راز شہی
کرے پاک ہر شے سے بڑھ کر یہی
عیاں خود بخود ہو کہ آساں ہے یہ
فنا سے بری عین ایماں ہے یہ

۳ جو اس دھرم پر دل لگاتے نہیں
وہ ارجن کبھی مجھ کو پاتے نہیں
نہ واصل ہوں مجھ سے وہ مجھ تک نہ آئیں
جہانِ فنا کی طرف لوٹ جائیں

۴ خفی ہے خفی ہے مری ہست و بود
مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود
مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں
مگر میں مکیں خود کسی میں نہیں

۲ علم شہی - راج ودیا ؛ راز شہی - راج گوہیہ ؛

اس ادھیائے میں بھگتی مارگ کا بیان ہے۔ یعنی ذات باری تعالے کی بھگتی یعنی عشق صادق رکھتے ہوئے خلوص محبت سے اس کی عبادت کرنا۔ مجاز میں بھی محبوبِ حقیقی کے جمال کو دیکھنا اور اُسی کو پوجنا اور سوا ذات مطلق حق سبحانہ کے کسی کو قابل پرستش اور قابل محبت نہ سمجھنا ؛

۵ نہ لوگوں میں ہوں میں نہ مجھ میں ہیں لوگ
ذرا دیکھنا یہ مرا راج یوگ
ہری آتما باعث خاص و عام
نہیں میرا لیکن کسی میں قیام

۶ ہوا گو چلے زور سے سر بسر
اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر
وہ آکاش سے جائے باہر کہاں
سمجھ لو یونہی مجھ کے اندر جہاں

۷ جب اک دور ہو ختم کنتی کے لال
تو ہو میری مایا میں سب کا وصال
نئے دور کی ہو جو پھر سے نمود
کروں میں ہی پیدا سب اہل وجود

۵ ذاتِ مطلق کا نام، ذرپ اندکھن کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ اس خالق نے تمام خلقت کو پیدا کیا مگر وہ اس سے بے نیاز ہے۔ دنیا کی حرکات اور افعال اسی کی وجہ سے سرزد ہو رہے ہیں مگر اس پر ان کا کوئی اثر نہیں۔ ہر چیز کا سہارا وہی ہے لیکن خود اس کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔

۷ دور کلپ دیکھو نوٹ ۱۷۹　　＊ مایا = پرکرتی (فطرت نیچر)

۸ اسی اپنی مایا سے لیتا ہوں کام
میں کرتا ہوں جاندار پیدا تمام
چلیں جوق در جوق سب بار بار
کہ مایا کے ہاتھوں ہیں بے اختیار

۹ سُن اے ارجن لے صاحب ریم وند
نہیں ایسے کرموں کا مجھ پر اثر
کہ رہتا ہوں میں سب بے غرض سرفراز
ان افعال و اعمال سے بے نیاز

۱۰ میں ناظر ہوں اس کا یہ کرتی ہے کام
ہوں مایا سے سیار و ثابت تمام
سمجھ لے اسی طور کنتی کے لال
ہے چکر ہی چکر میں دنیا کا حال

۸ مایا ۔ پرکرتی (نیچر ۔ فطرت)

۱۰ سیار و ثابت ۔ حرکت کرنے والے اور ساکن اجسام ۔ تشریح کے لئے دیکھو آٹھویں ادھیائے کا ۱۸ واں شلوک ۔ تکوین عالم کا سبب اولین خدا ہی کی ذات ہے ۔ اسی سے فطرت حرکت میں آتی ہے ۔ اور تمام مخلوقات پیدا ہوتی ہے ۔ لیکن خدا خود بے نیاز ہے ۔ اور عالم کے ظہور فنا سے متاثر نہیں ہوتا ۔

۱۱ جب آتا ہوں انساں کا پہنے لباس
نہیں کرتے پروا مری ناشناس
مری شانِ عالی نہیں جانتے
شہنشاہ مجھ کو نہیں مانتے

۱۲ عبث ہیں اُمیدیں عبث ہیں عمل
عبث علم ان کا سمجھ میں خلل
طبیعت میں دھوکا بھی وحشت بھی ہے
بھری شیطنت بھی خباثت بھی ہے

۱۳ وہ انساں جو خصلت میں ہیں دیوتا
جو ہیں نیک فطرت مہا آتما
کریں قلبِ یکسُو سے پُوجا مری
میں ہوں لافنا منبعِ زندگی

۱۱۔ ناشناس ۔ مُورکھ ۔ بے سمجھ لوگ ؛ ظاہر بیں آنکھیں صرف بیرونی صورت کو دیکھتی ہیں، مُورکھ لوگ اوتاروں کو بھی معمولی انسانوں کی طرح خیال کرتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے نہیں، کہ اس بھیس میں میں خود جلوہ نما ہو کر دنیا کو ہدایت دے رہا ہوں ؛

عبث ۔ بیکار ؛ شیطنت ۔ آسری خصلتیں ۔
خباثت ۔ راکھشی خصلتیں ؛

۱۴ ہمیشہ وہ گُن میرے گاتے رہیں
وہ عہد اپنا جی سے نبھاتے رہیں
عبادت کریں محنت اور شوق سے
کریں مجھ کو سجدے دلی ذوق سے
۱۵ کئی رُوپ دیکھیں مرے بے شمار
وہ ہوں گیان یگ سے عبادت گزار
ہو وحدت کہ کثرت ہر آہنگ میں
مجھے پُوجتے ہیں وہ ہر رنگ میں
۱۶ تو یگ اور پوجا مجھی کو سمجھ
شرادھوں کا غلہ مجھی کو سمجھ
میں بُوٹی ہوں منتر ہوں اگنی ہوں گھی
میں یگ بھی ہوں اور اُن کے اعمال بھی

---

۱۴ عہد جیسے برہمچریہ کا عہد۔ اہنسا کا عہد ان پر پختگی سے قائم رہتے ہیں۔
۱۵ گیان یگیہ۔ وہ روحانی یگیہ جس کا مقصد ذاتِ مطلق کا عرفان حاصل کرنا ہے۔ یہ یگیہ عقل کی مدد سے کیا جاتا ہے اور مال و دولت کی قربانی سے افضل ہے۔ اس میں عرفان کی آگ میں دنیاوی اعمال کو بھون کر دیا جاتا ہے۔ اور اس سے نجات حاصل ہوتی ہے۔
۱۶ یگ سے مراد کرتو یعنی شرتی کرم ہے۔

۱۷ میں سارے جہاں کا ہوں ماتا پتا
میں دادا ہوں سب کا میں ہوں آسرا
سزاوارِ عرفاں ہوں پاکیزہ بھید
میں ہوں اوم میں رگ یجر سام وید

۱۸ میں آقا میں والی سجن میں گواہ
میں منزل میں مسکن میں جائے پناہ
میں آغاز و انجام و گنج و مقام
میں وہ بیج ہوں جو رہے گا مدام

۱۹ مجھی سے تپش بھی ہو کنتی کے لال
کبھی خشک سالی کبھی برشگال
فنا و بقا کی مجھی سے نمود
مجھی سے ہے ست اور اَست کا وجود

---

۱۷ سزاوارِ عرفان ۔ جاننے کے قابل ۔ گواہ اسی ادھیائے کے دسویں شلوک میں خدا کو "ناظر" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ مراد یہ ہے ۔ کہ سب کام پرکرتی کرتی ہے لیکن خدا کی رہنمائی میں ۔ ذاتِ مطلق پر ان افعال کا کوئی اثر نہیں ہوتا ۔

۱۹ ست اور است ست سے مراد باقی است سے مراد فانی یا ست سے مراد خیر است سے مراد شر ست سے مراد ظاہر است سے مراد باطن ست سے مراد پاربرہم است سے مراد فانی دُنیا ۔

۲۰ جنہیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس
وُہ جنت کے طالب ہیں سوم رس
پرستار میرے یہ معصوم لوگ
ملے ان کو جنت میں دیوں کا بھوگ

۲۱ فضاؤں میں جنت کی خوشیاں منائیں
مگر ہو کے خالی یہیں لوٹ آئیں
مراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں
وہ آتے رہیں اور جاتے رہیں

۲۲ جو کرتے ہیں خالص عبادت مری
جو یکدل ہوں جی میں نہ رکھیں دوئی
کروں حاجتیں ان کی پوری تمام
وُہ میری حفاظت میں ہوں صبح و شام

۲۰ اور ۲۱ ویں شلوکوں میں ویدوں پر چلنے والوں کا ذکر ہے۔ اور ۲۲ ویں میں و[illegible] کے ملنے والوں
جو لوگ دل میں جنت کی تمنا رکھتے ہوئے عبادت اور ریاضت کرتے ہیں۔ وہ بہشت میں تو ضرور پہنچ
جاتے ہیں۔ لیکن جب ان کے اعمال کا اجر و ثواب ختم ہو جاتا ہے، تو پھر وُہ اُسی جہانِ فنا میں آ کر دوبارہ
جنم لیتے ہیں۔ لیکن اجر و ثواب سے بے نیاز ہو کر خلوص سے پرستش کرتے والوں کی بہبود کا خدا خود
ضامن ہے۔

۲۰ سوم: ایک پودے کا نام ہے جس کا رس یجیہ کے وقت پیا جاتا ہے۔ معصوم بے گناہ۔

۲۳ صنم دوسرے جو منتے رہیں
دل ان پر یقیں سے لگاتے رہیں
کریں وہ نہ گو حسبِ دستور کام
پرستار وہ بھی ہیں میرے تمام

۲۴ کہ یگ جتنے کرتے ہیں دنیا میں لوگ
میں ہوں اُن کا مالک میں کھاتا ہوں بھوگ
نہ جانیں وہ میری حقیقت کا حال
اسی واسطے پائیں آخر زوال

۲۵ ملا پائیں جو پتروں کو پتروں تک آئیں
جو بھوتوں کو پوجیں وہ بھوتوں کو پائیں
صنم کے پجاری صنم سے ملیں
ہمارے پرستار ہم سے ملیں

۲۳-۲۵ - صنم - بُت یہاں دیوتاؤں سے مراد ہے۔ ۲۴ تمام نذر نیاز خواہ وہ کسی کے نام پر دیا جائے اس کا قبول کرنے والا اور اس کا اجر دینے والا خدا ہے کیونکہ دیوتا وغیرہ سب اسی کے مظہر ہیں۔

۲۵ (۱) پتروں کی پوجا سے مراد ہے اپنے آباؤ اجداد کے شرادھ وغیرہ۔

۲۵ (۲) جو خالص میری پرستش کرتے ہیں وہ میری ذات میں واصل ہو کر ہمیشہ کیلئے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

۲۶ مری نذر دیتا ہے جو شوق سے
دلِ پاک سے، چاہ سے، ذوق سے
مَیں نذر اُس کی کرتا ہوں بیشک قبول
وہ پھل ہو کہ پانی کہ پتی کہ پھول

۲۷ فقط میری خاطر تو ہر کام کر
ہَوَن دان دے سب مرے نام پر
ترا کھانا پینا ہو میرے لئے
ترا تپ سے جینا ہو میرے لئے

۲۸ کٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام
نہ ہوگا بُرے یا بھلے پھل سے کام
جو تو پاک دل ہو کے سنیاس پائے
تو آزاد ہو کر مرے پاس آئے

۲۷ سنسار کے جھگڑا اور کرموں کے بندھن سے نجات پانے کا واحد طریق یہی ہے۔ کہ انسان اپنی زندگی موت کھانا پینا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا غرضیکہ تمام حرکت خدا کے لئے وقف کر دے۔ اس کے سب کام خدا کے لئے ہوں۔ اس کے ظاہری و باطنی حواس و دل کے سب افعال خدا کی خوشنودی کیلئے ہوں۔ خدا ہی کا کام سمجھ کر کرے۔ پھر نہ آواگون لیے گا نہ سزا و جزا۔ نجات کامل حاصل ہو جائے گی ؛

۲۹ مرے واسطے خلق یکساں ہے سب
نہ اِس سے محبّت نہ اُس سے غضب
جو پوجیں مجھی کو بہ صدق و یقیں
میں ان میں ہوں اور وہ ہیں مجھ میں مکیں

۳۰ کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے
مگر میرا دل سے پرستار ہے
اُسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وہ
ارادے میں نیکی کے یکسُو ہے وُہ

۳۱ وُہ دھرماتما جلد ہو جائے گا
قرار و سکوں دائمی پائے گا
سمجھ لے مرا بھگت کنتی کے لال
نہ ہو گا فنا اور نہ پلٹے زوال

۲۹ اپنی خودی کو خلوص کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے اور اپنی زندگی کو خدا کیلئے وقف کر دینے سے رُوح کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔ انسان خدا کا ہو جاتا ہے۔ اور خدا انسان کو اپنا لیتا ہے۔ طبع سفلی طبع علوی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ عابد و زاہد قدم قدم اس منزل تک پہنچتے ہیں لیکن عاشق صادق جو حقیقی مخلص ہے اپنے دِل کو جان بحق کر دیتا ہے، وُہ یکلخت فائز المرام ہو جاتا ہے

۳۲ بشر پاپ کے پیٹ سے ہو کوئی
وہ ہو شودر یا ویش یا استری
مجھے آسرا جب بنائے گا وہ
تو اعلےٰ منازل پہ جائے گا وہ

۳۳ مقدس برہمن کا رتبہ نہ پوچھ
رشی راج بھگتوں کا درجہ نہ پوچھ!
تجھے دکھ کی دنیا ئے فانی ملی
تو کر سچے دل سے پرستش مری

۳۴ جما دھیان مجھ میں ہو مجھ پہ فدا
تو کر یگ تو میرے لئے سر جھکا
اگر یوگ میں دل لگائے گا تو
میں مقصود ہوں مجھ کو پائے گا تو

راج ودیا راج گوہیہ نامی نواں ادھیائے ختم ہوا

۳۲ سابقہ زمانے میں عورتوں اور شودروں کو وید کے مطالعہ کی ممانعت تھی۔ یہاں فرمایا ہے کہ پاپ کے پیٹ سے پیدا ہونے والے چنڈال ہوں، ویش ہوں، شودر ہوں یا عورت ہوں اگر وہ مجھ کا سہارا کریں مجھ سے میری طرف آئیں تو اسے اعلیٰ ترین درجے حاصل ہو جائیں گے۔

دسواں ادھیائے

شری بھگوان کا ارشاد

۱ سخن سنج بھگوان پھر یوں ہوئے
کہ سن اے قوی دست پیارے مرے
یہ اعلیٰ سخن پھر بتاتا ہوں میں
بھلائی کا رستہ دکھاتا ہوں میں

دسویں ادھیائے میں مظاہر جمال و جلال ربانی کا ذکر ہے، جس میں بتایا گیا ہے، کہ جہاں جہاں قوت اور جلال نظر آئے سمجھ لو، کہ وہ خدائے پاک ہی کی قوت اور جلال کا ادنیٰ سا ظہور ہے۔ چاند سورج ستاروں انسانوں دیوتاؤں غرض سب ہی تمام خوبیاں اسی کی وجہ سے ہیں۔ اور اسی کی خوبیاں ہیں۔ بلکہ یوں سمجھو، کہ سارا جہان نورِ خداوندی کی جھلک ہے اور اسی ایک جھلک سے زمین و آسمان معمور ہیں۔

۱۔ قوی دست۔ مہا باہو۔ بڑے بازوؤں والا، مراد ارجن۔

اس ادھیائے کا نام وبھوتی یوگ ہے۔ یعنی مظاہر الٰہی پر غور کرنے سے تلاشِ وصال ؛

---

۲ ہوئے دیوتا مہرشی جس قدر
مری ابتدا سے ہیں سب بے خبر
تجھی سے ہے سب دیوتاؤں کی بود
ملا مجھ سے ہر مہرشی کو وجود
۳ سمجھتا ہے مجھ کو جو بے ابتدا
جنم سے بری شاہِ ارض و سما
فریبِ نظر سے وہی پاک ہے
گناہوں سے آزاد و بیباک ہے
۴ تجھی سے ہے سکھ دکھ دلیری ہراس
خرد علم قلب حقیقت شناس
صداقت سکوں ضبط عفو و کرم
تجھی سے وجود اور تجھی سے عدم

۲ مہرشی = بڑے رشی

۳ جو شخص اپنی آتما اور پرماتما کی وحدت کا قائل ہے۔ اور دونوں کو ایک سمجھتا ہے، وہی حقیقت سے آگاہ اور دھوکے سے پاک ہے۔ جب وہ گیانی حسبِ اگیان دجہالت، کے پردوں کو دور کر کے آتما کا عرفان حاصل کر لیتا ہے، تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ گناہوں کی بنیاد وہی اگیان ہے، جو دور ہو جاتا ہے۔

۵ اہنسا قناعت دلِ پُرشکوں
ریاضت وسخا نام نیک و زبوں
غرض جانداروں میں جو ہیں صفات
ہے اُن سب کا منبع مری پاک ذات

۶ وہ ساتوں معزز رِشی نامدار
منو اور وہ چاروں قدیمی کمار
جہاں والے سب جن سے پیدا ہوئے
وہ میرے ہی من سے ہویدا ہوئے

۵ اہنسا۔ خیال زبان یا عمل سے کسی جاندار کو اذیت نہ دینا۔ ریاضت۔ تپ۔ محنت۔

۶ برہم کی ہستی مطلق ابد الآباد سے ہے۔ سب سے پہلے من یا خیال ظاہر ہوا اور برہم کے من ہی سے سات رشی بھرگو وشسٹ وغیرہ پیدا ہوئے۔ من ہی سے چاروں کمار ہوئے جو پیدائش ہی سے برہمچاری تھے۔ اور صرف برہم کے گیان دھیان میں لگے رہتے تھے۔ اسی طرح برہم کے من ہی سے منو پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش والدین کے ملاپ سے نہیں ہوتی۔ ہر منونتر کے شروع میں سب سے پہلا انسان جو ظاہر ہوتا ہے اُسے منو کہتے ہیں۔ منونتروں کا ذکر آٹھویں ادھیائے کے ۱۷ ویں شلوک کی شرح میں آچکا ہے۔ ایک کلپ میں ۱۴ منونتر ہوتے ہیں۔ اس طرح ۱۴ منو ہوئے۔

۷ جو قوت مرے یوگ کی جان لے
حقیقت مظاہر کی پہچان لے
وہ قائم رہے یوگ پر بالیقیں
توازن ہے اس میں تزلزل نہیں

۸ مری ذات ہے منبع کائنات
مجھی سے ہوا ارتقائے حیات
یقیں اس پہ رکھتے ہیں جو اہلِ ہوش
کریں میری بھگتی بجوش خروش

۹ مجھی میں ہیں من کو جمائے ہوئے
ہیں پران اپنے مجھ میں لگائے ہوئے
وہ کرتے ہیں آپس میں پُر نور دل
مرے ذکر سے شاد و مسرور دل

۷ (۱) خدائی یوگ سے مراد اس کی لامتناہی قوت اور اس کا عالم الغیب ہونا ہے۔

۸۔ جس طرح سمندر میں گو ناگوں لہریں، اُٹھتی ہیں طرح طرح کی شکلیں بناتی ہیں۔ اور پھر سمندر ہی میں غائب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح مول پرکرتی سے طرح طرح کی مخلوقات پیدا ہو کر اسی میں مل جاتی ہیں۔ اس لئے دانا آدمی موت اور فنا کو دیکھ کر غمگین نہیں ہوتے مول پرکرتی خدا ہی کا روپ ہے اس لئے وہ قائم دائم خدا ہی کو ہر چیز کا منبع سمجھتے ہیں اور اسی کی پرستش کرتے ہیں :۔

۱۰ وُہ رہتے ہیں یکدل مرے ذوق سے
وُہ کرتے ہیں پوجا مری شوق سے
میں دیتا ہُوں اُن کو وُہ دانش کا یوگ
کہ ہو جاتے ہیں مجھ سے واصل وُہ لوگ

۱۱ جو رحم اُن کی حالت پہ کھاتا ہُوں میں
تو گھر اُن کے دل میں بناتا ہُوں میں
دکھاتا ہُوں اُن کو ہدایت کا نُور
اندھیرا جہالت کا ہو جس سے دُور

ارجن نے کہا

۱۲ تو عالی خدا تیرا عالی مقام
وہ ہستی ہے تُو جس کی عظمت مدام

۱۰ (۱۰) دانش کا یوگ سے مراد بدھی یوگ ہے۔ جس سے برہم گیان یعنی عرفانِ ذات حاصل ہوتا ہے۔ اسی عرفان سے دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور انسان کو چراغِ ہدایت کے نُور میں صفائی قلب حاصل ہوتی ہے۔ اور جہالت کا اندھیرا اس کے منظر کو تاریک نہیں کر سکتا۔

تو معبودِ اوّل تری پاک ذات
تجسم ہے برہمی مالکِ کائنات
۱۳ اسی طرح لیں آپ کے پاک نام
اسِت ویاس دیول رشی بھی تمام
یہی دیو نارد بتائیں صفات
یہی آپ اپنی سنائیں صفات
۱۴ غرض آپ نے جو بتایا مجھے
یقیں کیشو بھگوان آیا مجھے
نہ سمجھا کوئی آپ کی شان کو
کوئی دیوتا ہو کہ شیطان ہو
۱۵ جگت کے پتی خالق وکبریا
سبھی دیوتاؤں کے ہو دیوتا

۱۳ (۳) رشی ۔ وہ مقدس انسان جن کو اپنے من اور حواس پر پوری قدرت حاصل ہے ۔ دیو رشی وہ رشی ہیں ۔ جن کو اعلیٰ ترین درجہ حاصل ہو ۔

۱۳ (۴) دیو رشی نارد ۔ سام وید اور ویدک موسیقی کے ماہر کامل جن کو برہما کا بیٹا بنایا جاتا ہے ۔

پرو شوتم اونچی ہے بات آپ کی
اگر بات جانے تو ذات آپ کی

۱۶ کریں آپ مجھ پہ مکمل عیاں
جلالِ مقدس کا واضح نشاں
جہاں فیض سے جس کے معمور ہے
زمین و زماں جس سے پُر نور ہے

۱۷ بتا دیجئے میرے یوگی ذرا
ملے دھیان سے کیسے گیان آپ کا
کروں کن مظاہر میں جم کر خیال
کہ کھل جائے مجھ پر حقیقت کا حال

۱۸ ذرا یوگ اپنا بیاں کیجئے
جلال اپنا بھگوان عیاں کیجئے

---

۱۷ وحدتِ وجود پر ایمان لانا اور احساس پر یقین کامل کرنا آسان کام نہیں۔ انسانوں حیوانوں جمادات وغیرہ کو ایک ہی ذاتِ باری کا مظہر سمجھنا نہایت مشکل ہے۔ اس کے لئے گہرے سونچ گیان دھیان اور خیالات کی یکسوئی اور دل کو ایک مرکز پر جمانے کی ضرورت ہے۔ ارجن یہی سوال کرتا ہے۔ کہ ایسے کون سے مرکز ہیں جو باری تعالیٰ کے خاص مظہر ہیں۔ اور جن پر دھیان جمانے سے حقیقت روشن ہو سکتی ہے۔
بھگوان۔ متن میں جیسا درج ہے۔

کہ باتیں وُہ امرت سی ہیں آپ کی
طبیعت نہیں سیر ہوتی کبھی

شری بھگوان کا ارشاد

۱۹ ہوئے سُن کے بھگوان یوں لب کُشا
ہیں ارجن مرے وصف لا انتہا
جلال اپنا کچھ کچھ بتاتا ہوں میں
صفات نمایاں دکھاتا ہوں میں

۲۰ سُن ارجن ہوں میں آتما بالیقیں
جو ہے جانداروں کے دل میں مکیں
میں ہوں شمس جمال اہلِ جہاں میں نہاں
میں اوّل میں آخر میں ہوں درمیاں

۱۹ ارجن۔ متن میں کورو سریشٹھ ہے۔ یعنی کوروں میں سے بہترین ۔

۲۰ انسان کے غور و فکر کیلئے سب سے اوّل مظہر جلالِ الٰہی وہ آتما ہے، جو سب جانداروں میں موجود ہے۔ اسی حقیقت کی نقاب کشائی عرفان کی منزل میں پہلا قدم ہے

۲۱ ہے آدتیوں میں میرا وشنو خطاب
میں اشیائے پُر نور میں آفتاب
مریچی مروتوں کے اندر ہوں میں
منازل میں تاروں کی چندر ہوں میں

۲۲ سمجھ مجھ کو ویدوں میں تُو وید سام
مرا دیوتاؤں میں واسو ہے نام
حسوں میں ہوں من مجھ کو پہچان تُو
تو جاں اہلِ جاں کی مجھے جان تُو

۲۳ میں رُدروں کے اندر ہوں شنکر دلیر
جو ہیں راکشس یکش ان میں کوبیر
تو وسوؤں میں اگنی مجھے تو سمجھ
سب اونچے پہاڑوں میں میرو سمجھ

۲۱۔ آدتیہ۔ سورج ؛ بارہ مہینوں کے مطابق بارہ آدتیہ مانے گئے ہیں ؛ مروت۔ ہوائیں ؛ نکشتر تاروں کی منازل ؛ ۲۲ واسو سے مراد اندر ہے ؛ ۲۳۔ رُدر۔ دس پران اور من مل کر رُدر کہلاتے ہیں۔ شنکر۔ شوجی ؛ راکشس یکش۔ جن بھوت ؛ کوبیر۔ دولت کا دیوتا ؛ وسو۔ زمین میں پانی آگ وغیرہ کا دیوتا ؛ میرو۔ وہ پہاڑ جس کے گرد دُنیا چکر لگاتی ہے ؛

۲۴ جو پروہت ہیں ان میں برہسپت ہوں میں
سُن ارجن کہ سرکردہ پروہت ہوں میں
سکند اہل لشکر کے اندر کہو
تو جھیلوں کے اندر سمندر کہو

۲۵ بھرگو یعنی رشیوں کا سردار ہوں
سخن میں سخن حرف اونکار ہوں
یگوں میں ہوں جپ یگ نرالا ہوں میں
جو محکم ہیں ان میں ہمالا ہوں میں

۲۶ درختوں میں پیپل کا ہوں میں درخت
ہیں رشیوں میں نارد ہوں اے نیک بخت
ہوں گندھرب لوگوں میں چتررتھ میں
کپل ہوں منی ان میں جو سدھ ہیں

۲۴ برہسپتی۔ اندر دیوتا کا پروہت ؛ سکند۔ شو کا دوسرا بیٹا جو دیوتاؤں کے لشکر کا کمانڈار تھا۔
۲۵ بھرگو۔ برہما کا ذہنی فرزند ؛ اونکار۔ اوم ؛ جپ یگیہ۔ سب سے بڑا یگیہ جس میں یوگا کا دھیان لگا کر منتر پڑھے جاتے ہیں۔
۲۶ گندھرب۔ مطرب۔ آسمانی گویئے ؛ سدھ۔ ولی کامل۔

۲۷ میں گھوڑوں میں ہوں اندر کا اسپ نر
جو امرت کے منتھن سے آیا نظر
میں فیلوں کے اندر ہوں اِندر کا فیل
جو انساں ہیں ان میں شہ بے عدیل

۲۸ میں آلاتِ جنگی میں برقِ تپاں
میں گایوں میں ہوں کامدھک بیگماں
شہنشاہ ناگوں کا میں واسکی
ہوں کندرپ جس سے ہوں پیدا سبھی

۲۹ میں ناگوں میں ہوں شیش لا انتہا
میں جل باسیوں میں ورُن دیوتا
میں پتروں میں ہوں اریما ذی حشم
میں دنیا کے فرمانرواؤں میں یم

۲۷ امرت منتھن :- دیوتاؤں اور شیاطین نے مل کر سمندر کو بلویا، تاکہ اس میں سے امرت یعنی آبحیات حاصل ہو۔ آبِ حیات کے علاوہ بہت سی اور بھی چیزیں سمندر نے نکلیں جن میں سے اندر کا گھوڑا بھی تھا۔

۲۸۔ کندرپ۔ کام دیو ؛ ۲۹ ورُن۔ پانی کے دیوتاؤں کا راجہ ؛ اریما۔ پتروں کا راجہ یم۔ ملک الموت ؛

۳۰ میں ہوں دیتیاؤں میں پرہلاد سُن
میں وقت ان میں رکھیں جو گنتی کا گن
میں شیر ببر سب درندوں میں ہوں
تو وِشنو کا شاہیں پرندوں میں ہوں

۳۱ میں صرصر ہوں اُن میں جو ہیں تیز گام
میں ہوں تیغ و شمشیر والوں میں رام
مجھے مچھلیوں میں مگرمچھ جان تو
تو نہروں میں گنگا مجھے مان تو

۳۲ میں آغاز و انجام اہلِ جہاں
جو کچھ درمیاں ہے تو میں درمیاں
میں علموں میں ہوں علم جاں اے شکیل
دلیلوں میں ارجن میں حق کی دلیل

۳۰ (۱) دیتیا ایک ستمگار قبیلہ کا نام ہے پرہلاد وِشنو کا بھگت تھا، جو اپنے باپ کی مرضی کے خلاف وِشنو کی پرستش کرتا تھا۔

۳۰ (۲) گرڑ جس پر وِشنو سواری کرتا تھا۔

تحریر۔ نگر جو یاد سوال برج ؟

۳۳ الف ہوں سخن جو کرے ابتدا
میں ہوں عطف لفظوں کو دے جو ملا
میں ہوں وقت جس کو فنا ہی نہیں
محافظ ہوں وہ جس کا رخ ہر کہیں

۳۴ قضا ہوں جو کرتی ہے سب کو فنا
نئی زندگی کی ہوں میں ابتدا
میں ہوں صنف نازک میں اقبال و نام
سخن، حافظہ، عفو، عقل و قیام

۳۵ ہیں ساموں میں برہت سام اے ہوشمند
تو چھندوں میں گایتری کا ہوں میں چھند
مہینوں میں مجھ کو اگھن کر شمار
بہاروں میں پھولوں کی ہوں میں بہار

۳۳ (۲) عطف جس کو سنسکرت کی مرکب دوند کہتے ہیں۔
۳۴ (۳) اقبال نام وغیرہ دیویوں کے نام تھے، جن کا دھرم کے ساتھ بیاہ ہوا اور دھرم پتنیاں کہلاتی ہیں
۳۵ برہت - بڑا ۔ گایتری - رگ وید کا مشہور منتر
اگھن - ۱۵ نومبر سے ۱۵ دسمبر تک کا مہینہ جس میں موسم معتدل اور سہانا ہوتا ہے

۳۶ جوا ہوں اُن میں جو چلتے ہیں چال
جلال اُن کا جن میں ہے جاہ و جلال
ارادہ بھی ہوں فتح و نصرت بھی ہوں
جو صادق ہیں اُن کی صداقت بھی ہوں

۳۷ میں برشنیوں میں ہوں واسدیو لے مشیر
قبیلے میں پانڈو کے ارجن امیر
میں ہوں ویاس اُن میں ہیں جتنے منی
جو شاعر ہیں اُن میں ہوں اُشنا کوی

۳۸ جو حاکم ہیں میں اُن کی تعزیر ہوں
جو فاتح ہیں میں اُن کی تدبیر ہوں
میں رازوں میں ہوں خامشی پردہ پوش
میں ہوں گیان اُن کا جو ہیں علم کوش

---

۳۷ برشنی یادو کی اولاد برشنی کہلاتی ہے۔ شری کرشن جی بھی برشنیوں میں سے تھے۔ ان کے باپ کا نام وسودیو تھا۔

منی وہ لوگ جو من سے سوچ بچار غور مراقبہ وغیرہ کرتے ہیں۔

اُشنا۔ بھرگو رشی کا بیٹا دیتیاؤں کا پروہت تھا۔ ویاس۔ وہ رشی جس نے ویدوں کو مرتب کیا۔

۳۹ کروں خلقِ عالم کی نشو و ترقی میں
ہوں ارجن ہر اک چیز کا بیج میں
ہے ساکن کوئی یا کہ سیّار ہے
مگر مجھ سے باہر نہ زنہار ہے

۴۰ پرنتپ یہاں غور کر لے ذرا
مرے پاک جلوے ہیں لا انتہا
جو تھوڑا سا تم سے بیاں کر دیا
نمونہ سا گویا عیاں کر دیا

۴۱ نظر آئے قوت کہیں یا جلال
شکوہ و تجمل کہ حسن و جمال
سمجھ لے کہ اس میں ہے جلوہ فگن
مرے بیکراں نور کی اک کرن

۴۰ پرنتپ۔ دشمنوں کو جلا دینے والا۔ وہ جو شہوت، غضب، لالچ موہ وغیرہ کو تباہ کر دے۔

۴۲ نہ تفصیل میں جا کے الجھن بڑھا
کہ کثرت سے ارجن تجھے کام کیا
ہر اک شمہ ہوا ہے عیاں
اسی سے ہے معمور سارا جہاں

وبھوتی یوگ نامی دسواں ادھیائے ختم ہوا

۴۲ خدا لامحدود اور لاانتہا ہے۔ جہاں محدود اور متناہی ہے۔ جس طرح مکان کے اندر خلا موجود ہے اور ساری خلا کا محض ایک کرشمہ ہے۔ اسی طرح جہان بھی خدا سے معمور ہے۔ مگر اس میں محض خدا کا ایک شمہ نظر آتا ہے جہاں کے حدود خدا کو محدود نہیں کر سکتے۔ وہ زمان و مکان کی قید سے بالا اور تجزیہ اور تقسیم سے مبرا ہے۔ اور یہ سارا عالم اسی کا محض ایک چھوٹا سا کرشمہ ہے۔

گیارھواں ادھیائے

گیارھویں ادھیائے کا نام وشوروپ درشن ہے۔ ارجن کو بصارت اور بصیرت دونوں سے دکھایا گیا ہے۔ کہ دنیا و مافیہا سب خدا ہی کا ظہور ہے۔ ان سب کی ہستی اسی کی شان جمالی و جلالی کے اندر ممکن ہے، جو صورت ہے وہ اسی کی صورت ہے جو روپ ہے اسی کا روپ ہے۔ بھاگن دسہار، انسان جہان، فرشتہ دیوتا سورج چاند ستارے سب اسی مجسم قدرت کے اندر موجود ہیں۔ اس ادھیائے کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ اگر اس ہستی مطلق کا صحیح عرفان ہو جائے۔ اور انسان حقیقت کو سمجھ لے اور یقین کر لے کہ اس دنیا کا حاکم، اس سلطنت کو چلانے والا خود خدا ہے۔ تو اس کا اپنا فرض صرف یہ رہ جاتا ہے، کہ وہ خود کو خدا کا نائب اور اسی کا مقرر کردہ عامل سمجھ کر کام کرے۔ اور دوسروں کو بھی اسی کا نائب اور عامل کر ان سے حسن سلوک سے کام لے کسی سے لگاؤ مد کسی سے دشمنی نہ ہو۔ صرف خدا ہی کو اپنا مقصود سمجھے۔ ایسا ہی شخص آخر میں وصال باری حاصل کرتا ہے۔ ٭

گیارھواں ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ کہا پھر یہ ارجن نے اے محترم
کیا آپ نے مجھ پہ لطف و کرم
بتایا مخفی ادھیاتم کا راز
گیا موہ آنکھیں ہوئیں دل کی باز

ادھیاتم ۔ رُوح کی حقیقت دیکھو صفحہ ۱۱۵

موہ ۔ فریبِ نظر، جہالت ؛

باز ہونا ۔ کُھلنا ؛

ہر انسان کے دل میں قدرتی خواہش ہے کہ اُسے دیدارِ الٰہی نصیب ہو۔ ارجن بھی اسی خواہش کا اظہار کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ آپ نے از راہ کرم مجھے روحانیت کا پوشیدہ راز بتا دیا ہے اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے، اس سے میرا وہم دُور ہو گیا ہے۔ لیکن مجھے آپ کی ایشوری صورت دیکھنے کا کمال اشتیاق ہے۔ اگر ممکن ہو سکے، تو میں آپ کا دیدار کروں۔ حکم ہوتا ہے کہ ان چرم کی آنکھوں سے نہیں، بلکہ دل کی آنکھوں سے بصیرت کی نظر سے میرا دیدار ممکن ہے۔ وہ بصیرت اس کو عطا کی جاتی ہے، تاکہ وہ دیدارِ خداوندی پا سکے۔

۲ کنول نین میں نے سُنا آپ سے
کہ اجسام کس طرح پیدا ہوئے
جو پَیدا ہوئے، ہوں گے کیونکر فنا
تمہیں کو ہے عظمت تمہیں کو بقا

۳ کیا آپ نے حال جو کچھ بیاں
وہی سچ ہے پرمیشور بے گماں
ہے پرشوتم اب اشتیاق اس قدر
کہ دیدارِ حق دیکھ لوں اِک نظر

۴ پربھو آپ کا ہو اگر یہ خیال
کہ درشن کی ہے مجھ کو تاب و مجال
تو یوگ ایشور لطف فرمایئے
مجھے لافنا رُوپ دکھلایئے

---

۲ کنول نین ۔ کنول سی آنکھوں والا:

۴ یوگ ایشور ۔ یوگ کے مالک:

شری بھگوان نے فرمایا

۵ کر ارجن نظر، دیکھ میرے سروپ
مرے سینکڑوں اور ہزاروں ہیں روپ
مری پاک ہستی کے نیرنگ دیکھ
نئے روپ دیکھ اور نئے ڈھنگ دیکھ

۶ وسو رُدر آدیتیہ کی مورتیں
وہ اشوِن بھی مارُت کی بھی مورتیں
تو بھارت کے فرزند سب دیکھ لے
جو دیکھا نہیں تُو نے اب دیکھ لے

۷ جو کچھ چاہے تو دیکھ تن میں مرے
جہاں سب ہے ارجن بدن میں مرے

۶ دیکھو ادھیائے دسواں شلوک ۲۱، ۲۳ ۔
دو اشوِن - یمز جڑواں ۔

یہیں سارا عالم نمودار دیکھ
تو ساکن بھی دیکھ اور سیّال دیکھ
۸ مری دید گر تجھ کو منظور ہے
تری آنکھ کا کب یہ مقدور ہے
میں دیتا ہوں تجھ کو خدائی بصر
مرے اس شہی یوگ پر کر نظر

سنجے کا بیان

۹ مہاراج! ارجن سے کہہ کر یہ بات
ہری یعنی یوگ ایشور پاک ذات
دکھانے لگے شانِ عالی کا روپ
تو ارجن نے دیکھا خدائی سروپ

۸ انسانی نگاہ صرف ظاہر بین واقع ہوتی ہے۔ گو معرفت کے لئے بصیرت یعنی دل کی آنکھ کی ضرورت ہے۔

۹ ہری بشنو کا نام ہے یعنی کرشن جی

۱۰ انیک اُس کی آنکھیں تو چہرے انیک
نگاہیں انیک ان میں جلوے انیک
انیک اُس کے پُر نور زیور سجے
خدائی وہ ہتھیار ابھرے ہوئے
۱۱ خدائی وہ کنٹھے، خدائی لباس
خدائی اُبٹنے، خدائی وہ باس
وہ لا انتہائی کھڑی رُو برُو
جو رُخ اس کا دیکھو تو رُخ چار سُو
۱۲ فلک پہ نکل آئیں سورج ہزار
بہ یک وقت مل کر ہوں سب ضو دیا
تو دھندلی سی سمجھو تم اس کی مثال
مہا آتما کا تھا اتنا جلال

۱۰ انیک ۔ بے شمار۔ ان گنت ؛
اُبٹن ۔ مالش کیلئے خوشبودار مسالہ ۔
باس ۔ خوشبو ۔ بو

۱۳ جو ارجن نے دیکھا کہ جلوہ نما
ہے سب دیوتاؤں کا وہ دیوتا
اُسی کے تنِ پاک میں ہے عیاں
گروہوں میں غولوں میں سارا جہاں

۱۴ تو ارجن کو اس درجہ حیرت ہوئی
کہ سہما ڈرا اور لگی کپکپی
حضورِ خداوند میں سر جھکا
وہ یوں جوڑ کر ہاتھ کہنے لگا



۱۳ ارجن نے دیکھا، کہ ہر شکل خدا ہی کی شکل ہے۔ ہر سر خدا ہی کا سر ہے، ہر آنکھ خدا ہی کی آنکھ ہے۔ ہر ہاتھ اسی کا ہاتھ ہے، ہر پاؤں اسی کا پاؤں ہے۔ ہر عضو اسی کا عضو ہے بمصداق "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے" گویا تمام عالم معہ اس کے حصّوں کے سب ایک ہی وجود میں شامل ہیں۔

ارجن کی مناجات

(۱)

۱۵ تمہارے پیکر میں دیو بھگون | یہ دیوتا سب سمائے ہوئے ہیں
انیک سنگوں میں جیو سارے | گروہ بن بن کے آرہے ہیں
کنول کے آسن پہ آپ برہما | براجماں ہیں تمہارے اندر
رشی ہیں یا ناگ آسمانی | سب اپنی صورت دکھا رہے ہیں
۱۶ انیک بازو انیک چہرے | شکم انیک اور انیک آنکھیں
اننت روپی تمہارے جلوے | دسوں دشاؤں میں چھا رہے ہیں
تمہارا اول ہے اور نہ آخر | نہ درمیاں ہے کوئی تمہارا
کہ وشو روپی جہاں کے مالک | تمہیں میں عالم سما رہے ہیں

۱۵ پیکر۔ وجود۔ قالب ؛ برہما کو خالق مانا جاتا ہے۔ اس کے چار منہ ہیں اور وہ میرو پہاڑ پر زمین کے کنول میں آسن جمائے تصور کیا جاتا ہے۔ براجمان ہونا۔ رونق افروز ہونا۔ آسمانی ناگ جیسے واسکی وغیرہ۔

۱۶ اننت روپی۔ لاانتہا صورتوں والا ؛

دس دشائیں۔ دس طرفیں ؛ وشو روپی۔ عالمگیر صورت والا ؛

۱۷ مکٹ ہے پُر نور گرز پدم نُو | اس پہ چمکت ہے شعلہ افشاں
چمک رہے ہیں ڈمک رہے ہیں | جہاں کو بھی جگمگا رہے ہیں
ہو جس طرح آگ شعلہ افشاں | ہو جیسے سورج کا کُرۂ تاباں
وہ اپنی لا انتہا چمک سے | جہاں کو خیرہ بنا رہے ہیں

۱۸ تمہیں ہو برتر بھی لافنا بھی | تمہیں سزاوارِ علم و عرفاں
تمہیں ہو بے اختتام مخزن | وہ جس میں عالم سما رہے ہیں
تمہیں قدیمی پُرش ہو بھگون | پُرش وہ جس کو فنا نہیں ہے
جو لافنا دھرم ہے اسے بھی | تمہارے احساں بچا رہے ہیں

۱۹ نہ ابتدا سے نہ انتہا سے | نہ وسط سے واسطہ ہے تم کو
تمہارے لا انتہا ہیں بازو | جو زور و طاقت دکھا رہے ہیں
تمہاری آنکھیں ہیں چاند سورج | تمہارا چہرہ ہون کی اگنی
تمہارے جلوے ہیں شعلہ افشاں | جو کُل جہاں کو تپا رہے ہیں

۱۷ مکٹ - تاج کلغی ۔ خیرہ ہونا - آنکھیں چُندھیا جانا ۔

۱۸ لافنا - اکشر ۔ بے اختتام مخزن - کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ۔

۱۹ ہون کی اگنی - وہ آگ جو یگیہ کے وقت جلائی جاتی ہے ۔

۲۰ زمیں میں جلوہ سما میں جلوہ — اور اُن کے اندر خلا میں جلوہ
دسوں دشاؤں میں اشیور سب — تمہارے جلوے سما رہے ہیں
مہاتما ہے تمہاری صورت — وہ جس سے ہوتے جلال و ہیبت
کہ تینوں دنیا کے رہنے والے — لرز رہے ہیں تھرتھرا رہے ہیں

۲۱ یہ دیوتاؤں کے غول سارے — تمہیں میں سب ہو رہے ہیں داخل
تمام ہیبت سے ہاتھ باندھے — تمہارے گن گنگنا رہے ہیں
تمہاری سوستی پکارتے ہیں — تمہارے رشی اور سدھ مل کر
تمہاری تعریف گا رہے ہیں — تمہارے نغمے سنا رہے ہیں

۲۲ وہ رُدر آدتیہ اور وسو سب — وہ سادھیہ وشو دیو اشون
تمام مبہوت ہو رہے ہیں — نگہ کو حیرت میں لا رہے ہیں
گروہ پتروں کے اور ماروت — وہ یکش گندھرب اسُر سب
گروہ سدھوں کے مل ملا کر — سبھی اچنبھے میں آ رہے ہیں

۲۱ سوستی - خیر باد! بھلا ہو۔

سادھیہ - دیوتاؤں کی ایک جماعت جن کے سردار برہما ہیں

وشو دیو - وہ دیوتا ہیں، جن کو ویدوں کے زمانہ میں انسانوں کا محافظ سمجھا جاتا تھا۔

ماروت - ۴۹ قسم کی ہواؤں کے مطابق ۴۹ دیوتا مانے گئے ہیں۔

۲۳ ہزاروں چہرے ہزاروں آنکھیں ہزاروں بازو ہزاروں زانو
شکم ہزاروں قدم ہزاروں بلا کے دنداں ڈرا رہے ہیں
تمہارا بے انت روپ وہ ہے کہ اے شہنشاہِ زور و طاقت
میں خوف سے خود بھی کانپتا ہوں جہاں بھی سب تھرتھرا رہے ہیں

۲۴ تمہارا یہ پُر جلال قامت جو آسماں سے لگا ہوا ہے
انیک رنگ آپ پہ چھا رہے ہیں جو زیب و زینت بڑھا رہے ہیں
فراخ چہرہ کھلا ہوا منہ بڑی بڑی شعلہ بار آنکھیں
نہ مجھ میں طاقت نہ چین وشنو یہ میرے من کو ڈرا رہے ہیں

۲۵ تمہاری ڈاڑھیں ابھر رہی ہیں کہ آگ محشر کی جل رہی ہے
فنا کے شعلے نکل رہے ہیں جو اک جہاں کو جلا رہے ہیں
مرا سہارا نہ ہے ٹھکانا کرم ہو مجھ پہ کرم ہو مجھ پہ
تمہارے سائے میں سارے عالم سروں کو اپنے چھپا رہے ہیں

۲۳ بے انت - بے پایاں

۲۶ وہ سارے دھرت راشٹر کے بیٹے — اور اُن کے ساتھی جہاں کے راجہ
پتامہ بھیشم درونا چارج — وہ کرن رتھ بان آ رہے ہیں
ہماری جانب کے اُونچے افسر — سپاہ سالار نام والے
تمہارے قالب میں آ رہے ہیں — تمہارے تن میں سما رہے ہیں

۲۷ تمہارے خونخوار مُنہ کے اندر — ہیں صف بصف ہولناک داڑھیں
میں دیکھتا ہوں کہ اہلِ عالم — سب اپنی ہستی مٹا رہے ہیں
پہنچ کے جبڑوں کی چکیوں میں — سر اُن کے پس کر ہوئے ہیں چُور ان
خلا میں دانتوں کے اُن میں اکثر — پھنسے ہوُئے سر دکھا رہے ہیں

۲۸ دہن تمہارے چمک رہے ہیں — اور اُن میں یوں کوندتے ہیں شعلے
جہاں کے سب سُور بیر خود کو — انہی کے اندر گرا رہے ہیں
وہ اس طرح جا رہے ہیں سارے — کہ ندیوں کے تیز دھارے
سبھی سمندر کے منہ کے اندر — سب اپنی ہستی مٹا رہے ہیں

اِس نظارہ میں ارجن دیکھتا ہے۔ کہ وُہ عزیز و اقارب جن پر وار کرتے ہوُئے وُہ گھبرا رہا تھا، سب فنا ہو رہے ہیں۔ گویا قادرِ مطلق ان کو پہلے ہی برباد کر چکا ہے۔ اس لئے اس کی رحمدلی بیکار محض ہے۔

۲۹ دہن کے شعلوں میں کودتے ہیں — یہ تیز رفتار لوگ سارے
فنا سبھی تم پہ ہو رہے ہیں — یہ موت کے منہ میں جا رہے ہیں
نہیں یہ انساں یہ ہیں پتنگے — جو عشق و مستی میں والہانہ
اے شعلوں پہ اڑ رہے ہیں — فنا سے جو لو لگا رہے ہیں

۳۰ مزے سے لب اپنے چاٹتے ہو — تم اک جہاں کو نگل نگل کر
زباں سے شعلے نکل رہے ہیں — ہر اک کو لقمہ بنا رہے ہیں
تمہاری تاب و تپش سے شنو — تمام آکاش ہے دہکتا
تمہاری کرنوں کے تیز جلوے — زمانہ بھر کو جلا رہے ہیں

۳۱ ہو دیوتاؤں کے دیوتا تم — تمہیں نمسکار کچھ بتا دو
تمہاری اس پر جلال صورت — میں کس کے جلوے سما رہے ہیں
تمہاری ہستی اناد ہے پہلے — بتاؤ مجھ کو اگر وہ ہو تم
یہ کیسے اسرار ہیں تمہارے — جو مجھ کو حیراں بنا رہے ہیں

۳۱ ارجن نے اس پیکر عظمت وجلال میں دونوں پہلو دیکھے تھے، ایک ... تالیف کیونکہ برہما جسے خالق مانتے ہیں، وہ بھی ان دیوتاؤں میں سے ایک ہے جو اسے اس پیکر میں نظر آئے، دوسری شان تخریب جس میں تمام ہستیوں کو فنا کیا جا رہا ہے ... معمہ بن جاتا ہے۔ اسی لئے ارجن نے یہ سوال کیا۔

شری بھگوان کا ارشاد

۳۲ قضا ہوں میں قضا ہوں میں ۔۔ کہ درپئے فنا ہوں میں
جہاں کی ہست و بود کو ۔۔ مٹانے آ رہا ہوں میں
یہ سورؔ بیر لشکری ۔۔ جو تل رہے ہیں جنگ پر
تو ہو نہ ہو یہ سب کے سب ۔۔ ہلاک کر چکا ہوں میں

۳۳ تو ارجن اٹھ ہو نیک نام ۔۔ دشمنوں کو گھیر کر
بزور چھین تاج و تخت ۔۔ ہمسروں کو زیر کر
یہ مر چکے یہ مر چکے ۔۔ فنا میں ان کو کر چکا
تو بائیں ہاتھ والے اٹھ ۔۔ وسیلہ بن نہ دیر کر

۳۲ سورؔبیر۔ جیسے بھیشم درون کرن وغیرہ ۔
تو ہو نہ ہو۔ اگرچہ تو جنگ میں شریک نہ ہو۔

۳۳ بائیں ہاتھ والا ۔ ارجن جو بائیں ہاتھ سے ویسا ہی تیر چلا سکتا تھا جیسے دائیں ہاتھ سے۔

۳۴ ییں کرن، بھیشم اور دروں اُنہیں ہلاک کر چکا
جیدرتھ اور یہ جنگ جُو سمجھ ہر ایک مر چکا
تو جیت جائے گا نہ ڈر عدو سے اپنے جنگ کر
تو مار اُنہیں یہ مر چکے سفر جہاں سے کر چکے

سن جے نے کہا

۳۵ سُنی جب یہ گفتار بھگوان کی
لگی صاحبِ تاج کو کپکپی!
زباں لڑکھڑائی گلا رُک گیا
جُھکا جوڑ کر ہاتھ کہنے لگا

---

۳۴ ارجن سے فتح کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔ اور اسے جنگ کا نتیجہ بتایا جا رہا ہے لیکن اس کی ذاتی جدوجہد کے ثمر کے طور پر نہیں، بلکہ اس لئے کہ قضا و قدر یہی فیصلہ کر چکی ہے۔ اور ارجن محض قدرت کا آلۂ کار ہے۔

۳۵ متن میں کیشو کا لفظ ہے۔

ارجن کی مناجات!

(۴)

۳۶ زمانہ کرتا ہے اے رشی کیش — جس کی حمد و ثنا تمہیں ہو
خوشی سے گن گا رہے ہیں تمہارے — کہ سب کے پرماتما تمہیں ہو
تمہیں سے ڈر ڈر کے راکشس سب — دسوں دشاؤں میں بھاگتے ہیں
کریں نمسکار سدھ مل کر — جیسے وہ سب کے خدا تمہیں ہو

۳۷ بڑے ہو برہما سے مرتبے میں — کہ خود ہی برہما کے تم ہو موجب
کریں نمسکار کیوں نہ سارے — کہ ذات لا انتہا تمہیں ہو
تمہیں ہو ست بھی تمہیں است بھی — تمہیں ہو تت بھی تمہیں ہو اکشر
جگن نواس اور مہاتما — دیوتاؤں کے دیوتا تمہیں ہو

۳۷ ست (وکیت) جس کی ہستی ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں ہے۔
است (اوکیت) جو ست نہیں [illegible] ہے۔
اکشر۔ ونشا:
تت ۔ تتو ۔ اصل اصول:

۳۸ تمہیں ہو بیشک خدائے اول — پُرش قدیمی پناہ عالم
تمہیں سزاوار علم و عرفاں — علیم راز آشنا تمہیں ہو
تمہیں سے پھیلا جہان سارا — تمہیں ہو سب کا مقام افضل
ہے جس سے بھرپور ساری دنیا — اننت روپی خدا تمہیں ہو

۳۹ تمہیں جہاں کے ہو باپ دادا — تمہیں ہو برہما تمہیں ہو یم بھی
تمہیں ورن ہو تمہیں ہو اگنی — تمہیں ہو چاند اور ہوا تمہیں ہو
تمہیں نمسکار پھر نمسکار — پھر نمسکار میرے داتا
تمہیں نمسکار ہوں ہزاروں — خدائے عجز و علا تمہیں ہو

۴۰ تمہیں نمسکار حاضرانہ — تمہیں نمسکار غائبانہ
تمہیں نمسکار ہر طرف سے — کہ کُل میں جلوہ نما تمہیں ہو
تمہاری قوت کی کوئی حد ہے — نہ زور و طاقت کی انتہا ہے
تمہیں سے قائم ہے سارا عالم — نہیں کوئی دوسرا تمہیں ہو

۳۹ مریچی وغیرہ سات پرجاپتی برہما کے من سے پیدا ہوئے - انہی سے آگے مخلوقات پیدا ہوئی۔
یہاں پرجاپتی سے مراد برہما لی گئی ہے ۔
ورن - پانی کا دیوتا ۔

۴۱ کبھی کہا میں نے کرشن تم کو — کبھی کہا میں نے دوست یادو
میں بے تکلف یہی سمجھتا رہا — کہ یار آشنا تمہیں ہو
اسے سمجھ لو مری محبت — اسے سمجھ لو مری جہالت
نہ پہلے افسوس میں نے سمجھا — کہ شاہ ارض و سما تمہیں ہو

۴۲ جو بیٹھے اٹھے جو کھاتے پیتے — جو جاگتے سوتے جو کھیلتے میں
ہوئی ہوں گستاخیاں تو بخشو — کہ ذات لا انتہا تمہیں ہو
کبھی اکیلے کبھی سبھا میں — کیا ہو کچھ دل لگی سے تم کو
تو پر خطا کی خطا کو بخشو — کہ اچتی بے خطا تمہیں ہو

۴۳ ہیں جتنے ثابت ہیں جتنے سیّار — سب جہانوں کے ہو پتا تم
تمہیں کو شایاں ہے ذی عزت — کہ مرشد و رہنما تمہیں ہو
نہیں تمہاری مثال کوئی — کہے فضیلت ہے تم سے بڑھ کر
نہ جس کی طاقت کا تینوں عالم — میں ہے کوئی دوسرا تمہیں ہو

۴۱ ارجن کرشن مہاراج کو انسانی روپ میں دیکھتا رہا۔ اور اسے یار دوست سمجھ کر بے تکلفوں جیسا سلوک کرتا رہا ہے۔ اب سر جھکا کر معافی کا طالب ہے۔

یادو۔ کرشن جی کا خاندانی نام ہے۔

۴۲۔ اچتی۔ بے خطا۔ اچیُت۔

۴۴ اسی لئے سجدہ کر رہا ہوں | تمہارے آگے جھکا کے تن کو
کہ جن کو زیبا ہے سجدہ کرنا | فقط وہ ہر سے کبریا تمہیں ہو

پدر نوازش کرے پسر پر | سجن سجن پر پیا پیا پر
دیا کرو تم بھی مجھ پہ بھگوان | کہ بحر لطف و عطا تمہیں ہو

۴۵ تمہارا میں نے وہ روپ دیکھا | نہ جس کو دیکھا تھا میں نے پہلے
خوشی میں بھی ہوں اور میں غمزدہ بھی | مقام بیم و رجا تمہیں ہو
مجھے دکھا دو، مجھے دکھا دو | وہی وہ پہلی سی اپنی صورت
جگن نواس اب دیا ہو مجھ پر | کہ دیووں کے دیوتا تمہیں ہو

۴۶ مکٹ لگایا ہو گرز اٹھایا ہو | ہاتھ میں ہو تمہارے چکر
وہ روپ پہلا میں دیکھ لوں پھر | کہ دید سے آشنا تمہیں ہو
دیا کرو مجھ پہ پھر دکھا دو | وہ مورتی چار ہاتھوں والی
تمہارے ہیں گو ہزار بازو | کہ وشوروپی خدا تمہیں ہو

۴۴ عاشق معشوق پر یا پیا استری پر ؛
۴۵ بیم - خوف ؛ رجا - امید ؛
الایمان بین الخوف والرجاء (حدیث)
جگن نواس - زمانے کی جائے پناہ ؛
۴۶ وشوروپی - عالمگیر صورت والے ؛

شری بھگوان نے فرمایا

۴۷ سن ارجن اب مری دیا — یہ تجھ پہ بالضرور ہے
کہ میں نے اپنے یوگ سے — دکھا دیا ظہور ہے
نہ دیکھا جس کو آج تک — کسی نے بھی ترے سوا
وہ اولیں وہ دائمی — یہ وشو روپ نور ہے
۴۸ کروؤں کے خاندان میں — ملی ہے تجھ کو سروری
دکھایا تجھ کو اپنا روپ — ہے یہ بندہ پروری
نہ وید جپ سے مل سکے — نہ دان تپ سے مل سکے
نہ یگ نہ کرم کانڈ سے — دکھائی دے سکے ہری
۴۹ ہراس و خوف چھوڑ دے — نہ زار ہو نزار ہو
نہ ہولناک روپ سے — مرے تو بے قرار ہو

۴۸ وید جپ - ویدوں کے پڑھنے سے ؛ تپ - ریاضت ؛ دان - خیرات - یگ - قربانیاں ؛ کرم کانڈ - کریا - اعمال مذہبی - مطلب یہ ہے، کہ صرف ریاضت و عبادت سے خدا کا دیدار حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اس کی مہربانی نہ ہو ؛

لے میری شکل دیکھ لے تو جس سے آشنا بھی ہے
یہ بیم و خوف دور کر خوشی سے ہمکنار ہو

سنجے نے کہا

۵۰ یہ کہہ کر مہا آتما نے وہیں
دکھا دی وہی پہلی صورت حسیں
گیا خوف سب آن کی آن میں
تسلّی سے جان آ گئی جان میں

ارجن کا قرار

۵۱ جو ارجن نے دیکھا تو بھگوان کی
وہی پہلی صورت تھی انسان کی

۵۰ پہلی صورت ۔ وہ شکل جس میں آپ واسدیو کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ اور جس سے ارجن ہمیشہ مانوس تھا ؛

کہا اب مرا دل ٹھکانے لگا
مجھے ہوش بھگوان آنے لگا

شری بھگوان کا ارشاد

۵۲ پھر ارجن سے بھگوان کہنے لگے
کہ تو نے جو اب میرے درشن کئے
سدا دیوتاؤں کو ارماں رہا
یہ درشن کہاں اُن کو حاصل ہوا
۵۳ مجھے تو نے دیکھا ہے جس طور سے
یہی طور ممکن نہیں اور سے
یہ دیدار یگ سے نہ تپ سے ملے
نہ دان اور نہ ویدوں کے جپ سے ملے

---

۵۳ یہ دیدارِ عالم افروز ویدوں کے مطالعہ، ریاضت، دان پُنیہ اور ہر قسم کے یگیہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا ؛

۵۴ اگر میری بھگتی میں یکسو رہے
مرا گیان ہو اور مجھے دیکھ لے
حقیقت کا عرفاں بھی حاصل ہو پھر
مری ذاتِ عالی میں واصل ہو پھر

۵۵ مرا بھگت ہر کام میرا کرے
تعلق کسی سے نہ نفرت اُسے
کرے مجھ کو مقصود اپنا خیال
تو ارجن وہ پا جائے مجھ سے وصال

وشو روپ درشن یوگ گیارھواں ادھیائے ختم ہوا

---

۵۵ اس شلوک میں گیتا کی تعلیم کا نچوڑ بیان کر دیا گیا ہے۔ جس کو وصالِ الٰہی مطلوب ہو۔ وہ ہر کام خدا ہی کے لئے کرے۔ خدا ہی کو اپنی منزلِ مقصود سمجھے۔ خلقِ خدا سے نفرت نہ کرے۔ دنیوی علائق سے بے نیاز ہو۔ ساری دنیا کو خدا ہی کا روپ سمجھے۔ ایسا ہی شخص آخر میں خدا سے واصل ہوگا۔

بارھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱ جو اس طرح بھگتی میں سرشار ہیں
فقط آپ ہی کے پرستار ہیں
وہ یوگی ہیں بہتر کہ باطن پرست
خفی لم یزل ذاتِ عالی کے مست؟

بارھویں ادھیائے میں بھگتی مارگ کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ اور اس کے حصول کے طریق بتائے گئے ہیں۔ اس میں سچے بھگت کے خصائل اور اس کی طرزِ زندگی کا ذکر ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ خدا اپنے بھگتوں سے بے تنہا محبّت کرتا ہے :-

۱۔ بعض لوگ ہر وقت خدا کا نام لیتے اُسی کی عبادت کرتے اور اُس کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ وہ خدا ہی سے عشق و محبت کرتے ہیں۔ اسی کا نام بھگتی یوگ ہے۔ یہ لوگ عابد و زاہد ہیں۔ بعض لوگ خدا کو مکان زمان اور علائق سے مبرّا سمجھتے ہوئے اس کو صفات و ظہور و بیان سے بالا سمجھتے ہیں۔ اسی کا نام گیان یوگ ہے۔ یہی لوگ عارف ہیں۔

ارجن پوچھتا ہے عابد اچھے ہیں، کہ عارف ؟

اس طرح ۔ جیسے گیارھویں ادھیائے کے شلوک نمبر ۵۵ میں بیان کیا ہے :-

۲ ہوئے سُن کے بھگوان یُوں گلفشاں
ہیں بہتر وہی یوگ میں بے گماں
یقیں سے جو بھگتی کریں مستقل
مجھی سے جو اپنا لگاتے ہیں دل

۳ مگر وُہ جو پُوجیں خفی پاک ذات
جو قائم ہے دائم ہے اور پُر ثبات
خیال و ظہور و بیاں سے بلند
جو حاضر ہے ناظر ہے اور بے گزند

۴ حواس اپنے قابو میں رکھیں تمام
سکون و توازن ہو دل میں مدام
ہر اک کی بھلائی سے مسرور ہوں
مجھی سے ہوں واصل نہ مہجور ہوں

۳ - خفی - اویکت ؛ پُر ثبات - اٹل ؛ بے گزند - بے زوال -

۴ - عارفِ ذات کا آخری درجہ وصالِ الہٰی ہے ؛

مہجور - علیحدہ - دور -

۵ جو ذاتِ خفی میں لگاتے ہیں دل
اٹھاتے ہیں تکلیف وہ متصل
کہ ذاتِ خفی کا ہے مشکل شہود
خفی کو نہ سمجھیں گے اہلِ وجود

۶ جو اعمال سب مجھ پہ قرباں کریں
پرستش مری با دل و جاں کریں
جو مقصودِ اعلیٰ مجھی کو بنائیں
فقط میرے ہی دھیان میں دل لگائیں

۷ میں کرتا ہوں ارجن انہیں کا نگاہ
تناسخ کے فانی سمندر سے پار
دل اپنا جو مجھ میں لگاتے رہیں
مجھی سے نجات اپنی پاتے رہیں

۵ خدائے پُر صفات (سگن) اور خدائے بے صفات (نرگن) کے پرستار دونوں کی منزل ایک ہی ہے۔ لیکن انسان جب تک پابند وجود ہے۔ اس کے ذہن میں خدائے بے صفات (نرگن) کا خیال جم نہیں سکتا۔ اس لئے عارف کا راستہ عابد کے راستہ کی نسبت زیادہ مشکل ہے۔
شہود = ظہور، مشاہدہ

۶ ۔ دیکھو، گیارھویں ادھیائے کا شلوک نمبر ۵۵ ۔

۸ لگائے تو مجھ میں دل اپنا لگا
مجھی میں تو کر محو عقل رسا
تو پھر اس میں ہرگز نہیں کچھ کلام
تو پائے گا مجھ میں قیام و دوام

۹ جو قائم نہ تو رکھ سکے مجھ میں دل
نہ یکسو رہے دھیان میں مستقل
تو ابھیاس سے کر تلاش کمال
اسی یوگ سے ڈھونڈ ارجن وصال

۱۰ تو ابھیاس کے ہو نہ قابل اگر
تو پھر میری خاطر سب اعمال کر
مرے واسطے ہی جو عامل ہو تو
تو اعمال سے مرد کامل ہو تو

۹ - ابھیاس مشق، ریاضت ؛ اپنے من کو حواس اور محسوسات سے روک کر صرف خدا کے دھیان میں مصروف کرنا اور بار بار اسی کی طرف لگانا یہی ریاضت اور ابھیاس ہے۔

۱۰ اعمال صالح کو خالص رضائے الہٰی کی خاطر کرنے سے بھی کمال حاصل ہوتا ہے۔

۱۱ ریاضت میں بھی گر تو ہٹتا رہا
تو لے پھر مرے یوگ کا آسرا
تو رکھ دل پہ قابو کئے جا عمل
کئے جا عمل چھوڑ دے ان کے پھل

۱۲ کہ افضل ہے ابھیاس کرنے سے گیان
مگر گیان سے بڑھ کے ہوتا ہے دھیان
ہے ترکِ ثمر دھیان سے بھی فزوں
کہ ترکِ ثمر سے ہو فوراً سکوں

۱۳ وہ انساں جو سکھ دکھ میں ہموار ہے
جو ہر اک کا ہمدرد غم خوار ہے
کسی کا نہ بیری ہو بخشے قصور
خودی سے بھی دور اور تعلق سے دور

---

۱۲ مشق و مجاہدہ بغیر علم کے زیادہ مفید نہیں، علم و عرفان کا درجہ اس سے بہتر ہے۔ عرفان سے بھی غور و فکر کا درجہ بلند تر ہے۔ اور غور و فکر سے بھی ایسا عمل افضل ہے۔ جس میں ثمرہ کی خواہش نہ ہو۔ کیونکہ اس سے طبیعت میں سکون و اطمینان پیدا ہو کر یکسوئی کی طرف رغبت ہو جاتی ہے۔ اور شانتی حاصل ہوتی ہے ؛

۱۴ وہ یوگی جسے خود پہ ہے اختیار
جو صابر ہے اور عزم میں استوار
دل و عقل جو مجھ پہ قرباں کرے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے
۱۵ جو دُنیا کو آزار دیتا نہیں
جو دُنیا سے آزار لیتا نہیں
بَری بُغض و عیش و غم و خوف سے
وُہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے
۱۶ جو چوکس ہے بے لاگ اور بے نیاز
دکھوں سے مبرّا ہے اور پاکباز
جو ترک جزا ابتدا سے کرے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۶ جو اپنے تمام افعال و اعمال کا سرچشمہ ذاتِ باری کو مانتا ہو؟ ہر کام کو شروع ہی سے اس طرح کرے گویا خدا ہی اس کے ذریعے سے وہ کام کر رہا ہے، اور اس میں اس کی اپنی مرضی کوشش یا کمال کو دخل نہیں، اور نہ اس کو اس کے کام کے نتائج کی فکر یا اس کے ثمر کی امید ہو ::

۱۷ مُسرت سے بھی جو، نفرت سے دور
غم و خواہش و نیک و بد سے نفور
ہمیشہ جو بھگتی میں شاداں رہے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۸ برابر جسے دوست دُشمن تمام
نہ سُکھ دُکھ نہ عزّت نہ ذِلّت سے کام
ہو گرمی کہ سردی جسے ایک سی
لگن ہو کسی سے نہ جس کی لگی

۱۹ برابر ہوں جس کے لئے مدح و ذم
وہ کم گو نہ جس کو غمِ بیش و کم
وہی دل کا آزاد گھر بار سے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۸ دوستی، دشمنی، سُکھ دُکھ، عزّت، ذلّت، گرمی، سردی وغیرہ متضاد حالتیں اضداد کہلاتی ہیں۔ تمام دُنیا کے آدمی انہیں اضداد سے متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن عاشقانِ الٰہی ان سے پاک اور بلند ہیں۔

۱۹ مدح و ذم۔ تعریف اور بد تعریفی۔ آزاد گھر بار سے۔ بعض عالموں کے نزدیک اس سے مراد اپنے تن کی محبت سے بے نیاز ہونے کے ہیں۔

۲۰ جو کرتے ہیں قائم یہ امرت سادھرم
یقیں سے جو رکھتے ہیں سینوں کو گرم
جو مقصود اعلےٰ سمجھ لیں مجھے
وہی بھگت ہیں سب سے پیارے مرے

بھگتی یوگ نامی بارھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۰ یہ - جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔
امرت - آبِ حیات ÷

تیرھواں ادھیائے

اس ادھیائے میں کشیتر اور کشیترگیہ یعنی کھیت اور کھیت کے جاننے والی تمثیل میں جسم انسانی کے خواص اور روح کے خواص، دونوں کے باہمی میل، جیوآتما کی قید و بند وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے، کہ اصل حقیقت کو سمجھنے والا انسان کس طرح قید تعلق سے خود کو رہا کر سکتا ہے۔ اس ادھیائے میں عرفان کے حصول پر زور دیا گیا ہے۔ ہماری روح پر ہمارا جسم سوار ہے۔ جسم ہماری خدمت کے لئے ملا تھا۔ ہم خود اس کے خادم بنے ہوئے ہیں۔ ہر وقت پیٹ کا دھندا لگا رہتا ہے۔ عارف ہی اس مخمصے سے چھٹکارا پا کر ملند مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور پرماتما سے واصل ہو سکتا ہے ÷

تیرھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ تجھے اب بتاتا ہوں کنتی کے لال
کہ یہ جسم اک کھیت کی ہے مثال
ہے اس کھیت کا راز جس پر عیاں
کہیں کھیترگیہ اس کو سب رازداں

۱ جسم کو کھیت اسی لئے کہا گیا ہے کہ جیسے کھیت کی فصل اسی میں پلتی اور کاٹی جاتی ہے۔ اس بدن کی حیوانی، قلبی، خیالی اور روحانی پانچوں قسم کے اجسام شامل سمجھے جائیں۔ کھیترگیہ سے مراد کھیت کا جاننے والا ہے۔ جو تیرھویں ادھیائے میں پرکرتی اور پرش کے فرق اور ان کے باہمی تعلق کا ذکر ہے پرکرتی یعنی جسم کو کھیت اور کھیترگیہ کو پرش یا خدا سمجھیے

بھلا اب کھیت کے گن بھی ملاحظہ ہوں۔ جو بیج اس میں بویا جاتا ہے۔ وہی اگتا ہے گندم سے گندم جو سے جو، آم سے آم، املی سے املی۔ اسی طرح اگر من میں پریم کا بیج ڈالا جائے، تو پریم ہی اگے گا۔ نفرت کا بیج بو تو نفرت۔ بھلا ایک بیج کے بدلے سو سو بیج اگیں گے نیکی اور بھلائی کا بیج ڈالو، نیکی اور بھلائی پھلیگا

۲ سمجھ کھیت کا رازداں ہوں تو ہیں
کہ ہر کھیت کے درمیاں ہوں تو ہیں
جو یہ کھیت اور کھیترگ کا ہے علم
مری رائے میں سب سے اعلیٰ ہے علم

۳ سن ارجن ہے کیا کھیت کیا اس کے گن
تغیر ہوں کیسے، کہاں سے، یہ سن
یہ کون اور کیا قوت رازداں
میں کرتا ہوں اب مختصر سا بیاں

۴ یہ رشیوں نے گایا کئی رنگ سے
بہت میٹھے چھندوں کے آہنگ سے
یہ برہم سوتروں میں بھی مسطور ہے
یہی بادلیل ان میں مذکور ہے

۲۔ کھیت مختلف ہیں کھیترگیہ ایک ہی ہے جیو آتما مختلف نظر آتے ہیں۔ پرماتما ایک ہی ہے

۴۔ چھند۔ منتر
برہم سوتر۔ اپنشدوں کی عالمانہ تفسیر جس میں عرفان الٰہی کی تعلیم ہے ؛

۵ عناصر، اہنکار، عقلِ محیط
یہ دل دس حواس اور یہ فطرت بسیط
یہ آواز مس ذائقہ رنگ باس
کریں جن کو محسوس پانچوں حواس
۶ یہ سکھ دُکھ یہ نفرت بھی ترغیب بھی
خِرد پائداری بھی ترکیب بھی
یہ ہیں کھیت اور ان کی تبدیلیاں
انہی کا ہے یہ مختصر سا بیاں
۷ میں کرتا ہوں اب گیان کے گن شمار
یہ ہیں راستی حلم عفو انکسار
اہنسا بھی اور خدمت استاد کی
دل پختگی ضبط پاکیزگی

۵ اس شلوک میں ۲۴ تتو یا اصول سانکھیہ فلسفیہ کے مطابق بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی مول پرکرتی وفطرت بسیط، مہاں، اہنکار، پانچ تن ماترا، من، پانچ حواس باطنی، پانچ حواس عمل اور پانچ عناصر بسیط ۔ پرش کو شامل کرکے کل ۲۵ تتو یا اصول ہوئے۔
۷ تا ۱۱ اشلوکوں میں عرفان کی خصوصیات کا ذکر ہے ۔

۸ نہ ہونا سروکار لذات سے
کنارا اہنکار کی بات سے
یہی غور کرنا کہ ہیں چین سکھ
جنم، موت، پیری، مرض، درد، دکھ

۹ نہ وابستگی رشتہ و بند سے
نہ گھر سے نہ زن سے نہ فرزند سے
توازن سے ہوتا سکون و قرار
گوارا ہو صورت کہ ہو ناگوار

۱۰ فقط دھارنا میری بھگتی کا یوگ
دوئی کا نہ ہونا ذرا دل میں روگ
الگ رہ کے محسوس کرنا سرور
ہجوم خلائق سے ہونا نفور

اہنکار یخودی - غرور - عارف کو ولادت - موت - بڑھاپے، بیماری اور درد کا احساس رہنا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے۔ کہ عرفان سے داصل بحدا ہو کر تناسخ کی مصیبت سے نجات پائے۔

١١ خیالِ ادھیاتم کا شام و سحر
حقیقت کے مقصد پہ رکھنا نظر
یہ علموں کا ہے علم یہ گیان ہے
خلاف اس کے جو کچھ ہے اگیان ہے

١٢ سزاوارِ عرفاں ہے وہ پاک ذات
کہ ہے علم ہی اس کا آبِ حیات
وہ بے ابتدا لم یزل، ذی حشم
نہ ست یا اَست کہہ سکیں جس کو ہم

١٣ اُسی کے ہیں سب دست و پا چار سُو
اُسی کا ہے رُخ رُو نما چار سُو
اُسی کی نظر، کان، سر ہر طرف
محیطِ جہاں سر بسر ہر طرف

١١ ادھیاتم ۔ حقیقتِ رُوح ⁘ اگیان ۔ جہالت ۔
١٢ سزاوارِ عرفاں ۔ جاننے کے لائق ⁘ ست سے مرادِ عالمِ ظاہری اور اَست سے مراد عالمِ باطنی ہے جو محسوس نہیں ہو سکتا ۔
اگر پرماتما کو ست مان لیا جائے ۔ تو اس کے مقابلہ میں کسی اَست شئے کا ماننا ضروری ہو جاتا ہے ۔ جس سے دوئی لازم آتی ہے ۔ اس لئے وہ ذات پاک ست اور اَست دونوں سے پرے ہے ⁘

۱۴ بظاہر نہیں گرچہ اُس کے حواس
درخشاں صفاتِ حواس اُس کے پاس
وُہ ہے بے تعلق مگر سب کا رب
گنوں سے بری اور گُن اُس میں سب
۱۵ کسی شے میں جنبش کسی میں سکوں
وُہ موجود سب میں دروں اور بروں
لطیف ایسا احساس معذور ہے
وہی ہے قریب اور وہی دُور ہے
۱۶ محال اُس کی تقسیم اے ذی شعور
مگر اُس کا ہر شے میں حصّہ ضرور
سزاوارِ عرفاں وُہ پروردگار
فنا و بقا کا اُسی پر مدار

۱۴ اس کی آنکھیں نہیں مگر ہر آنکھ سے وُہی دیکھتا ہے۔ اس کے کان نہیں مگر ہر کان سے وُہی سُنتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔

۱۵ اندر بھی وُہی ہے، باہر بھی وُہی ہے۔ درمیان میں بھی وہی ہے۔ اوپر بھی وُہی، نیچے بھی وُہی، بحر بھی وُہی، قطرہ بھی وُہی۔

۱۶ وُہ یکیتا ناقابلِ تقسیم ہے۔ مگر ہر شے میں اُسی کا ظہور ہے۔

۱۷ وہی ذاتِ نور، علی نور ہے
جو تاریکیوں سے بہت دُور ہے
وُہ عرفاں کا حاصل بھی مقصُود بھی
وُہ عرفاں بھی ہر دل میں موجود بھی

۱۸ تجھے مختصر طور پر کہہ دیا
کہ عرفان و مقصودِ عرفاں ہے کیا
بتایا تجھے کھیت کا مَیں نے حال
جو سمجھے مرا بھگت پلئے وصال

۱۹ یہ مایا انادی ہے لاابتدا
اسی طرح لاابتدا آتما
گُن اشیا کے اور ان کی شکلیں انیک
یہ مایا سے ظاہر ہوئیں ایک ایک

۱۹ سانکھیہ فلاسفی کے مطابق پرکرتی (مایا) اور پرش (آتما) دونوں انادی یعنی ازلی ایک دوسرے سے مستغنی اور غیر مخلوق ہیں۔ ویدانت کے مطابق پرکرتی (مایا) کا ظہور پرمیشور سے ہوا۔ اس لئے وہ غیر مخلوق نہیں۔ لیکن چونکہ اس کی ابتدا کا وقت ہم متعین نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ انادی ہے۔ جیو آتما پرمیشور کا جزو قدیم ہے۔ اس لئے وہ بھی انادی ہے۔

۲۰ حواس و بدن جو بھی پیدا ہوئے
یہ مایا کے باعث ہویدا ہوئے
جو سکھ دکھ کا ہوتا ہے احساس سب
یہ احساس ہے آتما کے سبب

۲۱ کہ مایا میں جب آتما ہو مکیں
گنوں سے ہو مایا کے لذّت گزیں
گنوں سے جو آلودہ ہو بیش و کم
بُری یا بھلی جُون میں لے جنم

۲۲ مہا پُرش تن میں جو ہے جلوہ گر
وہ پرماتما ہے مہا ایشور
وہ ناظر بھی ہے کار فرما بھی ہے
وہ لذّت گزیں بھی سہارا بھی ہے

۲۰ (۱) بعض شارحین کے مطابق یہ مصرع یوں ہونا چاہیئے:۔
"جو علّت سے معلول پیدا ہوئے"
اس صورت میں علّت سے مراد پرکرتی اور معلول سے مراد مہت، اہنکار، پانچ تن ماترا وغیرہ وکار (تغیرات) سمجھے جائیں گے۔

۲۳ اگر آتما کو کوئی جان لے
گنوں اور مایا کو پہچان لے
رہے جیسے چاہے وہ جس حال میں
نہ آئے تناسخ کے جنجال میں

۲۴ کوئی دھیان سے من پہ ڈالے نظر
تو دیکھے وہ خود آتما جلوہ گر
کوئی سانکھ کے یوگ سے دیکھ لے
کوئی دیکھ لے یوگ سے کرم کے

۲۵ مگر ان سے ہیں بے خبر بھی کئی
کریں سن سنا کر جو پوجا مری
جو سن لیں اسی میں وہ سرشار ہوں
فنا کے سمندر سے بھی پار ہوں

۱۳ مایا اور آتما کا صحیح علم انسان کو معرفت خدا کی طرف لے جاتا ہے۔ اور عرفان وہ آگ ہے جس سے تمام اعمال سوختہ ہو جاتے ہیں۔ اور انسان کرم پھل کی جکڑ بند سے آزاد رہتا ہے اور تناسخ کے چکر میں نہیں آتا۔

۲۶ ملے کھیت سے کھیت کا رازداں
تو ارجن اسی سے ہو سب کچھ عیاں
کسی میں ہے جنبش کسی میں قیام
اسی میل سے پائیں ہستی تمام

۲۷ جو ہے کچھ نظر تو اسی کی نظر
نظر میں رہے جس کی پرمیشور
ہے سب جان والوں میں جانی وہی
کہ فانی میں ہے غیر فانی وہی

۲۸ جو اس ذاتِ مطلق پہ رکھے یقیں
کہ ہر اک مکاں میں وہی ہے مکیں
کرے خود نہ وہ آتما کو تباہ
کہ اُتم گتی کی یہ اچھی ہے راہ

۲۶ (۱) یعنی وجود اور آتما کا میل ہو۔
۲۸ جاہل آدمی خود کو وجود سے الگ نہیں سمجھتا۔ وہ اپنی آتما کو نہیں پہچانتا۔ اس لیئے اس کا نظریہ درست نہیں۔ وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ جیون مکت کا حال اس کے بالکل برعکس ہے۔
اُتم گتی۔ اعلیٰ منزل۔

۲۹ جو سمجھے کہ دُنیا کی سب ریل پیل
ہے مایا کا کرتب ہے مایا کا کھیل
ہے خود آتما پُرسکوں بے عمل
نظر ہے اُسی کی نظر بے خلل
۳۰ جسے آئے کثرت میں وحدت نظر
کہ ہر رنگ میں ہے وہی جلوہ گر
جو وحدت سے کثرت کا ہے ظہور
خدا سے ہو واصل وہی بالضرور
۳۱ مکیں تن کے اندر ہے پرماتما
اَنادی، گنوں سے بری، لافنا
عمل سے وُہ فارغ ہے کنتی کے لال
عمل سے نہ آلودہ ہو لایزال

۲۹-۳۱ پرماتما پرکرتی سے بالا ہے۔ وُہ اَنادی یعنی بے ابتدا ہے۔ پرکرتی کے گنوں کا اس پر کوئی اثر نہیں۔ وُہ پرکرتی (مایا) کا تماشا دیکھتا ہے۔ لیکن اس سے آلودہ نہیں ہوتا۔

۳۲ ہے آکاس دُنیا پہ جیسے محیط
مجلّا مصفّا کہ ہے وُہ بسیط
بدن میں یونہی آتما ہے مکیں
مگر اس سے آلودہ ہوتی نہیں

۳۳ ہو سورج ہے جس طرح روشن جہاں
چمک اُٹھیں بھارت زمین آسماں
اسی طرح کھیتوں پہ چھا جائے نور
جو ہو کھیت کے رازداں کا ظہور

۳۴ جو چشم بصیرت سے کرتا ہے غور
کہ کھیت اور ہے رازداں اس کا اور
جو مایا سے دے ہستیوں کو نجات
بلندی میں حاصل کرے وصل ذات

کشیتر کشیتر گیہ یوگ نامی تیرھواں ادھیائے ختم ہوا

۳۳-۳۴- کھیت کا مطلب وجود اور کھیت کے رازداں کا مطلب آتما سمجھئے۔

چودھواں ادھیائے

شری بھگوان کا ارشاد

۱ پھر ارجن سے بھگوان بولے کہ سُن
جو گیانوں کا ہے گیان سن اُس کے گُن
مُنی جس کو یہ گیان حاصل ہوا
کمالِ فضیلت سے واصل ہوا

تیرھویں ادھیائے کے ۲۱ ویں شلوک میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح جیو آتما گنوں سے آلودہ ہو کر بُری بھلی جونیوں میں جنم لیتی ہے۔

چودھویں ادھیائے میں پرکرتی (مایا) کے تینوں گنوں کا بیان ہے۔ مایا تینوں گنوں سے بنی ہے۔ تینوں میں اعتدال ہو، تو پرکرتی میں سکون ہوتا ہے۔ جو گن غالب ہو، مایا بھی ویسی ہی صورت اختیار کرے گی۔ انسان کی اخلاقی زندگی پر یہی گن مؤثر ہیں۔ ستوگن کے غلبے سے اس کے اخلاق بلند ہوں گے۔ رجوگن کے غلبے سے وہ کارزارِ حیات میں قوت و ہمت کا مظاہرہ کرے گا۔ تموگن کے غلبے سے وہ پستی کی طرف جائے گا۔ مگر عارف تینوں گنوں سے بلند ہو کر واصل بحق ہو جاتا ہے۔

۲ جو لیتے ہیں اِس گیان کا آسرا
وُہ یکرنگ ہو جائیں مجھ سے سدا
جو پیدا ہو دُنیا تو آئیں نہ وُہ
فنا ہو تو تکلیف پائیں نہ وُہ

۳ شکم ہے مری قدرتِ کاملہ
جو میں تخم ڈالوں تو ہو حاملہ
یہی ہے مہا برہم اصلِ حیات
کہ بھارت اسی سے ہو کُل کائنات

۴ کسی پیٹ سے کوئی پائے جنم
ہو ارجن کوئی شکل کوئی شکم
شکم ہے مہا برہم میں باپ ہوں
کہ بیج اس میں میں ڈالتا آپ ہوں

---

۲ عارف کو عرفان ہی سے تکمیل دنیا کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور وہ واصل حق ہو کر فنا اور موت کا رفع کرلیتا ہے۔

۳ قدرتِ کاملہ اور مہا برہم سے مراد عظیم الشان پرکرتی ہے۔ جس سے عالم کا ظہور ہوا ہے۔ لیکن جس طرح مٹی خود بخود برتن کی شکل میں تبدیل نہیں ہو جاتی۔ اسی طرح فطرت سے عالم کا ظہور خدا کے حکم سے ہوتا ہے ؛

۵ نمودار مایا سے ہوں تین گن
ستوگن رجوگن تموگن یہ سن
جو ہے لافنا روح تن میں مکیں
یہ گن قید کرتے ہیں اس کو وہیں
۶ ستوگن کی فطرت ہے پاکیزہ نور
نہ عیب اس میں ارجن نہ کوئی قصور
کرے روح کو شوقِ راحت سے قید
کرے روح کو ذوقِ دانش کا صید
۷ رجوگن کی فطرت ہے جذبات کی
ہے سنگت کا شوق اس کو اور تشنگی
یہ ذوقِ عمل کا بناتی ہے جال
کرے روح کو قید کنتی کے لال

۵ گن کا ترجمہ صفات کیا جاتا ہے۔ لیکن دراصل گنوں سے مراد فطرت کے عناصر حقیقی ہیں۔
ستوگن۔ صفاتِ علوی جو بلندی کی طرف لے جاتے ہیں:
رجوگن۔ صفاتِ افعالی جو دنیا کی طرف لے جاتے ہیں:
تموگن۔ صفاتِ سفلی جو پستی کی طرف لے جاتے ہیں:
۶ علم عقل اور راحت کی خواہش اگر وصالِ باری میں حائل ہو، تو روح کے لئے ایک قسم کی قید ہے:

۸ تموگن جہالت کی اولاد ہے
کب اس سے مکیں تن کا آزاد ہے
کرے قید دھوکے سے بھارت اسے
کرے خواب و غفلت سے غارت اسے

۹ ستوگن کا رہتا ہے سُکھ سے لگاؤ
رجوگن کا شوق عمل ہے سبھاؤ
تموگن کا پردہ پڑے گیان پہ
تو غفلت مسلط ہو انسان پر

۱۰ ستوگن کا جس وقت بالا ہو دست
رجوگن تموگن رہیں اس سے پست
رجس سے ستوگن تموگن دبے
تمس سے ستوگن رجوگن گھٹے

---

۸ تموگن سے جہالت، نیند، موہ اور غفلت کا غلبہ ہوتا ہے۔ انسان کے اعمال و افعال عقل کے تابع نہیں رہتے۔ وہ باقی اور فانی میں تمیز نہیں کرتا۔ اس کا ضمیر اس کو ملامت نہیں کرتا۔ اور وہ گناہ کی زندگی بسر کرتا ہے۔

۱۰ رجس۔ رجوگن
تمس۔ تموگن

۱۱ بدن ہے مکاں اور حواس اس کے در
اگر در ہے روشن تو روشن ہے گھر
اگر گیان کا نور ہو ضو فشاں
ستوگن کے غلبے کا ہے یہ نشاں

۱۲ رجوگن کا غلبہ ہو ارجن اگر
تو ہو جائیں حرص و ہوا زور پر
تمنا ہو جوشش ہو اور پیچ و تاب
رہے شوقِ کردار میں اضطراب

۱۳ تموگن جب انساں میں ہو زور پر
تو ہو وہ غالب کرو کیسے بسر
اندھیرا طبیعت پہ چھا جائے گا
جمود اس کو غافل بنا جائے گا

۱۱۔ ستوگن کا غلبہ انسان کے ہوش و حواس اس کی عقل۔ اس کے خیالات کی پاکیزگی اس کے عمدہ چال چلن اس کی راحت وغیرہ ہر بات میں عیاں ہوگا۔

۱۲ شوقِ کردار سے مراد کسبِ دولت حصولِ جاہ و نمود، جنگی کارنامے اور دیگر دنیوی جدوجہد ہے، نہ کہ روحانی ترقی کا شوق۔

۱۴ ستوگن جو غالب ہو انسان پہ
اسی حال میں موت آئے اگر
مکیں تن کا پائے پوتر مقام
وہ سِدھوں کی دنیا میں جائے مدام

۱۵ رجوگن میں انساں اگر جان دے
جنم اہلِ کردار میں آ کے لے
تموگن میں مر کر جو زندوں میں آئے
درندوں پرندوں چرندوں میں آئے

۱۶ جو کرتا ہے انساں ستوگن عمل
تو پاتا ہے پاکیزہ اور نیک پھل
رجوگن عمل سے ملے پیچ و تاب
تموگن عمل ہیں جہالت کا باب

---

۱۴ سدھوں کی دنیا = وہ بے عیب دنیا جس میں عالمانِ علمِ الٰہی (سدھ) رہتے ہیں۔ پاک لوگوں کی بہشت۔

۱۶ جہالت کا باب = جہالت کا دروازہ جس سے علم و عرفان سے دوری ہو جاتی ہے۔ اور روح تاریکی میں داخل ہو جاتی ہے۔

۱۷ ستوگن سے عرفاں کا پیدا ہو نُور
رجوگن سے حرص و ہوا کا ظہور
تموگن سے دھوکا بھی غفلت بھی ہو
طبیعت پہ غالب جہالت بھی ہو

۱۸ ستوگن سے جائیں سوئے آسماں
رجوگن سے لٹکے رہیں درمیاں
تموگن کا گُن ہے جو سب سے رذیل
یہ پستی میں ڈالے یہ کر دے ذلیل

۱۹ جو اہلِ بصیرت ہیں اہلِ نظر
گنوں کو سمجھتے ہیں جو کار گر
مجھے مانتے ہیں گنوں سے بلند
تو واصل مجھی سے ہوں وُہ ارجمند

---

۱۹ اہلِ بصیرت = دِل کی آنکھیں رکھنے والے ؛
اہلِ نظر = ہوشیار ؛
گنوں سے بلند = گنوں کا تعلق پرکرتی سے ہے پرماتما سے نہیں۔

۲۰ بدن کا ہے تینوں گنوں پر مدار
مکین بدن گر کرے اُن کو پار
وہ چکھتا ہے امرت وہ پاتا ہے سُکھ
نہ جینا نہ مرنا نہ پیری نہ دُکھ

ارجن کا سوال

۲۱ پھر ارجن نے پُوچھا کہ اے کردگار
وہ انساں جو تینوں گنوں سے ہو پار
چلن کیا ہے اُس کا علامات کیا
وہ تینوں گنوں سے ہو کیونکر رہا

شری بھگوان کا ارشاد

۲۰ اس تین گنوں والی پرکرتی (فطرت) کا نام مایا ہے۔ جو شخص مایا کے فریب کو چھوڑ کر پار برہم کا گیان حاصل کر لیتا ہے، اسے حیاتِ ابدی حاصل ہو جاتی ہے، اور وہ جنم مرن کی مصیبت سے نجات (موکش) پا جاتا ہے۔

۲۲ سُن ارجن! ستو گن سے حاصل ہو نُور
رجوگن سے قوّت تمس سے فتور
ہے کامل جسے اِن کی چاہت نہیں
جو ہوں تو اُسے اِن سے نفرت نہیں
۲۳ جو انساں گنوں سے رہے بے غرض
نہ بیکل ہو اُن سے نہ رکھے غرض
جو سمجھے کہ کرتے ہیں گُن ہی یہ کام
رہے پُرسکوں خود میں قایم مدام
۲۴ جو سکھ دُکھ میں یکساں جو ہے مستقل
برابر جسے زر ہو مٹی کہ سِل
مساوی پسندیدہ و ناپسند
ہو تحسیں کہ نفریں وہ سب سے بلند

۲۲ اس شلوک میں اس جیون مُکت کامل شخص کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، جو گنوں سے پار ہو چکا ہے۔ اس کے نزدیک ان گنوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

۲۵ نہ ذلت کی پروا نہ عزت کی بھوک
کرے دوست دشمن سے یکساں سلوک
غرض تیاگ دے مجھ پہ سب کاروبار
سمجھ لوگنوں سے وہ ہوتا ہے پیار

۲۶ جو خادم مرا ہی پرستار ہے
جو میری ہی بھگتی میں سرشار ہے
وہ تینوں گنوں سے نکیول پار وہ
ہے وصلِ خدا کا سزاوار وہ

۲۷ مری ذات ہی برہم کا ہے مقام
ثبات و بقا کا مجھی میں قیام
میں دینِ ازل کا بھی ہوں آسرا
مری ذاتِ عالی میں راحت سدا

گیتا کے ودبھاگ یوگ نامی چودھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۷ خدائے بالا و برتر کی شان ملاحظہ ہو، کہ ست چت آنند پار برہم جو لافانی اور بے تغیر ہے، اس کا مسکن بھی خدائے تعالیٰ کے بطون میں ظاہر کیا گیا ہے۔ یعنی خدا کی عظمت کے متعلق جہاں تک انسان کا ذہن جاتا ہے۔ وہ فی الحقیقت اس سے بھی بالاتر ہے ؛

پندرھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سُن اب ایسے پیپل کا ارجن بیاں
جڑیں جس کی اُوپر تلے ڈالیاں
شجر لا فنا جس کے پتے ہیں وید
وُہ ہے وید داں پائے جو اُس کا بھید

دُنیا (سنسار) کو بطور استعارہ ایک پیپل کا درخت بیان کیا گیا ہے۔
پرانوں میں لکھا ہے، "اس کی جڑیں برہم ہیں، عقل اس کا تنا ہے حواس اس کے سوراخ ہیں، عناصر اس کی شاخیں۔ اشیائے محسوس اس کے پتے۔ دھرم اور ادھرم اس کے پھول۔ سکھ اور دُکھ اس کے پھل ہیں۔"

تیرھویں ادھیائے میں رُوح کا تعلق خدا اور نیچر سے بیان کیا گیا تھا۔ چودھویں میں مادہ اور قوت کے طبعی خواص کا ذکر تھا۔ اور بتایا گیا تھا، کہ پرکرتی کے گن رُوح کو کیسے مقید کرتے ہیں۔ اور ان سے کیسے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ پندرھویں ادھیائے میں یہ واضح کیا گیا ہے۔ کہ مادی دُنیا اور جیوآتما دونوں خدا کے محتاج اور اسی پر منحصر ہیں۔

۲ گنوں سے بڑھیں ڈالیاں لاکلام
ہیں اشیائے محسوس غنچے تمام
جڑیں اس کی انساں کی دنیا تک آئیں
جکڑ کر اُسے کرم سے باندھ جائیں

۳ تصور میں شکل اس کی آئے کہاں
نہ اوّل نہ آخر نہ جڑ کا نشاں
جڑیں اس کی مضبوط ہیں چار سُو
یہ شمشیرِ تجرید سے کاٹ تُو

۴ انہیں کاٹ کر ڈھونڈ پھر وہ مقام
جہاں جاکے تو پھر نہ لوٹے مدام
تو کہہ "مجھ کو پرمیشور کی اماں
کیا جس نے ہستی کا دریا رواں"

---

۳ تجرید۔ اسنگ۔ تعلقاتِ دنیوی سے علیحدگی ؛

۵ فریب و تکبّر سے پا کر نجات
ہوس چھوڑ کر جو رہیں محوِ ذات
تعلّق نہ سُکھ دُکھ کے اضداد ہوں
مقامِ ابد پا کے دل شاد ہوں

۶ جلے مہر و مہ کی نہ مشعل وہاں
نہ ہو اُس جگہ آگ شعلہ فشاں
مقامِ معلّے مرا ہے وہی
پہنچ کر جہاں سے نہ لوٹے کوئی

۷ مری آتما ہی کا جزوِ قدیم
بنے روح ہو اہلِ جہاں میں مقیم
جو مایا میں لپٹے ہیں من اور حواس
یہی روح کھینچے انہیں اپنے پاس

۷ جیو آتما پرماتما ہی کی ایک کرن ہے۔ پرماتما ناقابلِ تقسیم ہے لیکن ہر جاندار میں اسی کا پرتو کام کر رہا ہے۔ جسے جیو آتما یا رُوح کہا جاتا ہے۔ جب یہ رُوح پرکرتی میں آتی ہے، تو وُہ اپنے من اور حواس اپنے گرد جمع کر کے زندگی کا لُطف اُٹھانے لگتی ہے۔ اودیا کے وجہ سے رُوح خود کو فاعل سمجھنے لگتی ہے۔ لیکن اودیا دُور ہوتے ہی آتما اور پرماتما میں دُوئی نہیں رہتی۔

۸ جہاں ایشور یعنی جیو آتما
ہو اک تن میں داخل اور اک سے جدا
تو ساتھ اپنے لے جائے من اور حواس
صبا جیسے لے جائے پھولوں کی باس

۹ زباں کان مس آنکھ اور ناک سے
انہیں پانچ اور من کے ادراک سے
یہی روح لذت اُڑاتی رہے
سدا لطفِ محسوس پاتی رہے

۱۰ مسافر جو آیا جو آکر گیا
جو لُطف اِن گنوں کا اٹھا کر گیا
نہیں اس کو گمراہ پہچانتے
ہیں اہلِ بصیرت فقط جانتے

دِل اور حواس رُوح کے آنے پر کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور رُوح کے جاتے ہی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ گویا رُوح کے ساتھ ہی ہوا ہو جاتے ہیں۔

۱۱ جو یوگی ریاضت میں کوشاں رہے
تو وُہ بھی اُسے روح میں دیکھ لے
وہ مورکھ ہیں کمزور جن کے شعور
کریں لاکھ کوشش نہ پائیں وہ نور

۱۲ یہ سُورج کی تابش مرا نور ہے
جہاں جس کے جلووں سے معمور ہے
رہے چاند رخشاں مرے نور سے
تو آتش درخشاں مرے نور سے

۱۳ زمیں میں جو کرتا ہوں خود کو نہاں
تو قوت سے میری ملے قوتِ جہاں
بشکلِ نورِ مہتاب کی آب میں
تو کرتا ہوں پودوں کو شاداب میں

۱۳ قوّت سے مراد ہے خوراک۔ روزی مطلب یہ کہ اناج اور پھلوں میں جو انسان کی زندگی قائم رکھنے کی خاصیت ہے۔ وُہ خدا ہی کی قوّت سے ہے۔ خیال کیا جاتا ہے، کہ پودوں میں رس چاند کی روشنی کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن چاند کی روشنی اور اسکی یہ تاثیر خدا ہی کی عطا کردہ ہے ؂

۱۴ حرارت ہوں میں ہی شکم میں نہاں
میں ہوں جان والوں کے تن میں تواں
درون و برون دم میں آتا ہوں مَیں
تو چاروں غذائیں پچاتا ہوں میں

۱۵ ہر انساں کے دل میں ہوں پنہاں بھی مَیں
کہ ہُوں حافظہ، فہم، نسیاں بھی مَیں
میں داناہوں روشن ہیں سب مجھ پہ وید
ہے ویدانت مجھ سے میں ہوں ویدوں کا بھید

۱۶ جہاں میں ہیں دو طرح کی ہستیاں
ہے فانی کوئی اور کوئی جاوداں
جہاں کی ہے مخلوق فانی تمام
ازل سے جو باقی ہے اس کو دوام

۱۴ اصل شلوک میں "ویشو وناز" کا لفظ ہے۔ اس سے مراد وُہ آگ ہے۔ جس سے تنورِ معدہ گرم رہتا ہے۔
درون و برون دم سے مراد پران اور اپان ہے، جن کی مدد سے چاروں قسم کی غذائیں ہضم ہوتی ہیں۔ چاروں غذاؤں سے بعض لوگ چبانے چوسنے چاٹنے اور نگلنے والی غذائیں مراد لیتے ہیں۔

۱۷ وہ پرمیشور ہے وہ پرماتما
جو ہے سب پہ چھایا ہُوا لا فنا
ہے باقی و فانی سے بالا وہ حق
کہ قایم ہوئے جس سے تینوں طبق
۱۸ جو فانی ہیں ذات اُن سے میری بلند
جو باقی ہیں بات اُن سے میری بلند
ہے پرشوتم اپنا زمانے میں نام
یہی نام لیں وید داں اور عوام
۱۹ جو پرشوتم اس طرح جانے مجھے
دلِ حق نگر سے جو مانے مجھے
تو بھارت سمجھ باخبر ہے وہی
وہ تن من سے کرتا ہے بھگتی مری

۱۷ تینوں طبق سے مراد تینوں دُنیائیں ہیں، یعنی عالمِ عُلوی، عالمِ سفلی اور عالمِ وسطی (زمین آسمان اور مافیہا)
۱۸ پرشوتم (اُتم پُرش) ہستی اعلیٰ ؛

۲۰ سکھایا تجھے بھارت اے پاکباز
یہ علموں کا علم اور رازوں کا راز
جو سمجھے اِسے صاحب ہوش ہو
فرائض سے اپنے سبکدوش ہو

پرشوتم یوگ نامی پندرھواں ادھیائے ختم ہوا

۲ انسان کا سب سے بڑا فرض علمِ الٰہی حاصل کرنا ہے جس نے یہ علم حاصل کیا۔ وہ سب فرائض سے سبکدوش ہو گیا۔

تعلیم اخلاق کی بنیاد کن اصولوں پر قائم ہو سکتی ہے؟ بعض فلاسفر کے نزدیک یہ بنیاد محض سماجی زندگی کی تنظیم اور امدادِ باہمی پر قائم ہونی چاہیئے۔ لیکن یہ نظریہ افراد اور اقوام کی ذاتی اغراض پر منحصر ہے۔ اور اس کے نتیجہ کے طور پر باہمی منافقت اور جنگ وجدل ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن علمائے مذاہب اخلاق کی بنیاد احکام الٰہی پر رکھتے ہیں۔ یہی گیتا کا نظریہ ہے۔ مثلاً اگر سب انسانوں کی آتما یکساں ہے۔ تو رنگ اور نسل کی تمیز دور کر کے ہمارے باہمی اعمال مساواتِ انسانی پر قائم ہونے چاہئیں۔ تمام اخلاق کا دارو مدار مادہ، روح اور خدا کی حقیقت سمجھنے پر ہے۔ تن اور من کی دنیا کا حاکم پرشوتم ہے۔ اور وہی دھرم کا بنیادی اصول ہے۔ اسی کا عرفان فلسفہ کا منتہائے نظر ہے۔ اور اسی کے علم پر صحیح اخلاق کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے ؞

سولھواں اَدھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سُن ارجُن ہیں کیا دیوتائی صفات
دلیری و علم و عمل میں ثبات
سخا، ضبط، دل کی پاکیزگی
تلاوت، ریاضت، سلامت روی

سولھویں ادھیائے میں پہلے دو قسم کے افراد کے خصائص بیان کئے گئے ہیں۔ اوّل وُہ جو فرشتہ خصائل ہیں۔ اور فطرت سے ان کی طبیعت میں خوبیاں موجود ہیں۔ یا اچھے لوگوں کی صحبت اور تعلیم سے وُہ اپنی طبیعت کو سُدھار لیتے ہیں۔ دوسرے وُہ جو رذیل خصائل اور شیطانی خصلت کے لوگ ہیں۔ پہلے تین شلوکوں میں وُہ ملکوتی صفات (دیوی سمپدا) بیان کئے گئے ہیں۔ جو انسان کو نجات کی طرف لے جاتے ہیں۔ (۱) بے خوفی (۲) دِل کی پاکیزگی (۳) گیان اور یوگ میں استقلال (۴) خیرات (۵) حواس پر ضبط (۶) یگیہ (قربانی) (۷) شاستروں کا مطالعہ (۸) ریاضت (۹) سلامت روی

۲ اہنسا، صداقت، کرم، ترکِ عیش
نہ فطرت کا چنچل پنا اور نہ طیش
دلی بے ہوس، پُرسکوں، طبع نرم
نہ دل تنگ ہونا، نگاہوں میں شرم
۳ صبوری صفا، زور، عفوِ خطا
حسد سے تکبّر سے رہنا جدا
جب، ان نیک وصفوں پہ مائل ہے وہ
تو انساں فرشتہ خصائل ہے وہ

۲،۲ ان شلوکوں میں ۲۶ مزید ملکوتی صفات بیان کئے گئے ہیں:-

(۱۰) اہنسا خیالات الفاظ یا افعال سے کسی کو ایذا نہ دینا۔

(۱۱) صداقت سچائی۔ (۱۲) اکرودھ غصہ اور طیش نہ ہونا۔

(۱۳) تیاگ۔ لذات اور کاموں کے پھل چھوڑ دینا۔ اور اپنے کرتاپن کا خیال ترک کر دینا

(۱۴) شانتی۔ طبیعت میں قرار و سکوں ہونا۔

(۱۵) تنگدل نہ ہونا۔ (۱۶) دیا و لطف و کرم

(۱۷) ہوس و حرص و طمع نہ ہونا

(۱۸) نرمی

(۱۹) حیا

(۲۰) چنچل پن سے رکنا

(۲۱) تیج۔ زور طاقت

(۲۲) شمار عفو۔ معاف کر دینا

(۲۳) دھرتی مصیبتوں پر صبر اور ضبط

(۲۴) دل کی صفائی

(۲۵) ادروہ حسد نہ کرنا۔

(۲۶) تکبّر اور غرور نہ کرنا۔

۴ دورنگی، غرور و نمائش غضب
سخن تلخ باتیں جہالت کی سب
انہی سے اُس انساں کی پہچان ہے
سدا سے جو فطرت کا شیطان ہے

۵ ہیں نیکو خصائل رہائی پسند
شیاطیں کی خصلت سے ہو قید و بند
تجھے رنج و غم کیا ہے پانڈو کے لال
کہ فطرت سے تُو ہے فرشتہ خصال

۶ زمانے میں جتنے بھی انساں ہوئے
فرشتے کوئی کوئی شیطاں ہوئے
سُنا ہے مفصّل فرشتوں کا حال
جو شیطاں ہیں سُن اُن کا اب حال چال

---

۴ اس بند میں آسوری یعنی شیطانی صفات کا ذکر ہے۔
(۱) منافقت۔ دورنگی
(۲) غرور
(۳) خودپسندی۔
(۴) غضب یعنی غصہ
(۵) دُرشت کلامی
(۶) اگیان۔ جہالت۔

۷ خباثت کے پُتلے، انہیں کیا تمیز
یہ کرنے کی ہے وہ نہ کرنے کی چیز
نہ ست اُن کے اندر نہ پاکیزہ پن
مبرّا ہے شائستگی سے چلن
۸ وہ کہتے ہیں جھوٹا ہے سنسار سب
نہ اس کی ہے بنیاد کوئی نہ رب
کریں مرد و زن مل کے جب مستیاں
انہی مستیوں سے ہوں سب ہستیاں

۷۔ جن لوگوں کی فطرت شیطانی ہوتی ہے۔ وہ امر اور نہی کی شناخت نہیں کرتے۔ ان کے اندر سچائی اور پاکیزگی نہیں رہتی۔ اور اسی لئے ان کا چلن درست نہیں رہتا۔

۸۔ یہ دہریوں اور منکران خدا کے خیالات ہیں۔ ان کے نزدیک کوئی خدا نہیں۔ وہ دنیا کو بے بنیاد تصور کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا ذروں کے میل سے پیدا ہو گئی ہے۔ اور ذروں کا میل باہمی کشش سے ہے۔ جس کو کہ شہوت کی مستی سمجھنا چاہیئے۔ بعض شارحین کے نزدیک اس شلوک کا آخری حصہ یوں ہونا چاہیئے۔

"بہم میل ہو جب بڑھیں مستیاں انہی مستیوں سے ہوں سب ہستیاں"

۹ جو ہیں ان خیالوں کے بد کُن بشر
وہ خونخوار بے روح کوتہ نظر

عدو بن کے دنیا میں آتے رہیں
جہاں میں تباہی مچاتے رہیں

۱۰ تکبّر ریا اور بناوٹ سے کام
وہ تسکیں نہ پائیں ہوس کے غلام

وہ کھائیں فریبِ خیالاتِ بد
بدی میں دکھائیں سدا اشد و مد

۱۱ غم بے حساب ان کو دن ہو کہ رات
ہے نزدیکِ دنیا سے مر کر نجات

ہے مقصود اُن کا ہوس رانیاں
ہیں مدِّ نظر عیش سامانیاں

---

۹ بے رُوح - جن کی آتما نشٹ ہو چکی ہے۔ کوتہ نظر - جن کی نظر تنگ ہے۔ وہ صرف اپنے جسم ہی کو اپنی کُل کائنات سمجھتے ہیں۔
عدُو - دشمن

۱۱ مدِّ نظر - وہ اپنا مدعائے زندگی اور منزلِ مقصود صرف تعیش اور ہوس رانی کو سمجھتے ہیں۔

۱۲ امیدوں کے پھندوں میں اٹکے ہوئے
غضب اور شہوت میں لٹکے ہوئے

بدی سے وہ دولت کماتے رہیں
جو عیش و طرب میں گنواتے رہیں

۱۳ وہ کہتا ہے آج ایک پائی مراد
تو کل دوسری ہاتھ آئی مراد

یہ دولت مری ہے یہ دھن ہے مرا
مرے پاس ہی یہ رہیں گے سدا

۱۴ کیا ایک دشمن کو میں نے ہلاک
کروں گا میں اوروں کو اب زیرِ خاک

سُکھی ہوں قوی حاکمِ پُر جلال
مزے لے رہا ہوں کہ ہوں باکمال

---

۱۲ ایسے آدمی سو سو طرح کی امیدیں لگائے پھرتے ہیں۔ طبیعت کے غصیل اور شہوت پرست ہوتے ہیں۔ ان کا کام دھوکے اور فریب سے روپیہ کمانا اور عیش و عشرت میں تباہ کرنا ہے۔

۱۵ میں دھنوان میرا گھرانا شریف
بھلا کون ہوتا ہے میرا حریف
میں لوں گا مزے یگ سے اور دان سے
نہیں کھائے دھوکا وہ اگیان سے
۱۶ خیالوں کے پھندوں میں جکڑے ہوئے
توہم کے جالوں میں پکڑے ہوئے
تعیش سے جی کو لگاتے ہیں وہ
تو ناپاک دوزخ میں جاتے ہیں وہ
۱۷ وہ مغرور ضدی ہیں اور خود پرست
وہ دولت کے نشے میں رہتے ہیں مست
جو کرتے ہیں یگ بھی تو بہر نمود
نہیں پائے بند رسوم و قیود

۱۵ دھنوان - دولت والا ۔ شریف - ہاں کیوں نہ ہو، اگر اشرفی ہے تو اشراف ہے ۔ حریف - مدمقابل ۔ وہ سمجھتا ہے، کہ یگیہ اور دان اس کی نجات کے لئے کافی ہیں۔ خواہ وہ کیسے ہی بڑے اعمال کرے ۔ ان کے یگیہ اور دان بھی نام و نمود کے لئے ہوتے ہیں ۔

۱۸ وہ گستاخ پُر کینہ و پُر غرور
خودی مستی و طیش و طاقت میں چُور

ہیں خود اُن کے تن میں ہوں یا غیر کے
نہ خیر اُن سے پہنچے سوا بیر کے

۱۹ یہ حاسد کمینے جفا کار لوگ
یہ ذلت کے پتلے یہ خونخوار لوگ
نہ ذلت سے ان کو نکالوں گا میں
شکم میں شیاطیں کے ڈالوں گا میں

۲۰ شکم میں شیاطیں کے ہو کر مکیں
یہ بھٹکے ہوئے مجھ تک آتے نہیں
یہ ارجن جنم پر جنم پائیں گے
یہ گرتے ہی گرتے چلے جائیں گے

۱۸ البشور اُن کے اپنے جسم میں بھی موجود ہے۔ اور دوسروں کے جسم میں بھی۔ وہ پُر سکون حاضر و ناظر ہے۔ یہ شیطانی صفات کے لوگ اس بات کو بھولے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کے اپنے جسم میں میری موجودگی کا کچھ پاس نہیں، تاکہ وہ اچھے اعمال کریں۔ نہ وہ دوسروں کے جسم میں تیری موجودگی سمجھ کر ان سے اچھے سلوک کرتے ہیں ؛

۲۱ جہنم کے ہیں تین در لا کلام
طمع شہوت اور غصہ جن کے ہیں نام
انہیں چھوڑ- ان میں نہ جانا کہیں
نہ ہستی کو اپنی مٹانا کہیں
۲۲ تموگن کو جاتے ہیں یہ تین در
جو ان سے بچے وہ رہے بے خطر
ملے اس کو آنند کُنتی کے لال
اسی کو میسّر ہو اوجِ کمال
۲۳ جو انساں چلے شاستر کے خلاف
ہوس کے ہو تابع کرے انحراف
ملے اس کو راحت نہ اوجِ کمال
رہے دُور اس سے مقامِ وصال

۲۱- کام کرودھ اور لوبھ سے انسان جہنم کو جاتا ہے۔
۲۳- انحراف - منہ پھیر لینا - احکام کو نہ ماننا ٭

۲۴ فقط شاستر کو بنا رہنما
کہ کرنا ہے کیا اور نہ کرنا ہے کیا
بس اب دھرم پہ دل دیئے جا مدام
عمل شاستر پر کیئے جا مدام

دیوا اسر سمپت یوگ نامی سولھواں ادھیائے ختم ہوا

---

۲۴ شاستروں سے یہ سیکھنے کی ضرورت ہے، کہ امر یعنی قابل عمل کام کیا ہے۔ اور نہی کیا ہے۔ یعنی کس کام سے انسان کو رُک کے رہنا چاہیئے۔

سولھویں ادھیائے میں یہ بتایا گیا ہے، کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وُہ جو فرشتہ خصلت ہیں۔ دوسرے وُہ جو شیطان سیرت ہیں۔ فرشتہ خصائل انسان خود بخود نیکی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور شیطان سیرت بدی کی طرف۔ دونوں قسم کے انسانوں کے خصائل بیان کرنے کے بعد بتایا گیا ہے، کہ شیطان سیرت انسان کس طرح امر ونہی، جائز وناجائز سے قطع نظر کرکے ہوا وہوس کے شکار رہتے رہتے ہیں۔ اسی واسطے آخری دو شلوکوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ انسان کو شاستروں اور احکام مذہبی کے خلاف نہ جانا چاہیئے۔ بلکہ ان کے مطابق عمل پیرا ہوکر نجات کی راہ اختیار کرنی چاہیئے :

سترھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱ جو یگ کرنے والے ہیں اہلِ یقیں
مگر شاستر پہ جو چلتے نہیں
تو فرمایئے وہ ستوگن پہ ہیں
کہ عامل رجوگن تموگن پہ ہیں

۱۔ ارجن پوچھتا ہے، کہ جو لوگ شاستروں کے مقرر کردہ اصولوں اور قواعد کو چھوڑ کر شردھا کے ساتھ مذہبی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے؟
پچھلے ادھیائے کے آخر میں شاستروں کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے پر زور دیا گیا ہے لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں، جو شاستروں اور تعلیمات مذہبی کے کاربند نہ ہونے پر بھی زورِ اعتقاد سے نیک زندگی بسر کرتے ہیں۔ جواب میں شری کرشن یگیہ یعنی مذہبی زندگی اور عبادت کو تین طرح کی زندگی بتاتے ہیں۔ ایک جس میں ستوگن، دوسری جس میں رجوگن کا غلبہ ہو۔ تیسری جس میں تموگن کا غلبہ ہو۔ ان کی تشریح آئندہ شلوکوں میں ملاحظہ ہو۔

۲ کہا سن کے بھگوان نے یہ سوال
مطابق ہے فطرت کے ایماں کا حال
کہ ایماں کے اندر بھی ہیں تین گن
ستوگن رجوگن تموگن تو سن

۳ کہ جو جس کی فطرت کا آہنگ ہے
وہی اس کے ایماں کا بھی رنگ ہے
کہ انساں خود ایماں کی تفسیر ہے
عقیدہ ہی انساں کی تصویر ہے

۴ ستوگن تو پوجیں گے دیووں کو بس
رجوگن مگر یکش اور راکشس
تموگن کے بندے ہیں سب سے الگ
کہ وہ بھوت پریتوں کو جپتے ہیں یگ

۲، ۳ اِن شلوکوں میں ایمان کا لفظ شردھا کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں [illegible] تین قسم کا بتایا گیا ہے۔ جیسی جس کی فطرت ہوگی۔ ویسا اس کا ایمان ہوگا۔ جیسا ایمان ہوگا، [illegible] وہ انسان ہوگا۔

۴ ہر انسان جیسی اس کی فطرت ہوتی ہے، ویسی ہی پوجا کرتا ہے ۔

۵ جو تپ میں اُٹھاتے ہیں رنج و تعصب
اُلٹ شاستر کے کریں کام سب
وہ مکّار خود بیں ہیں اور سخت کوش
بھری اُن میں ہے قوّتِ حرص و جوش
۶ کریں وہ دُکھی پانچ تتّ کا بدن
مجھے بھی جو اس تن میں ہوں خیمہ زن
بظاہر تو ہر چند انساں ہیں وہ
جو عزم ان کا دیکھو تو شیطاں ہیں وہ
۷ غذا جس کے شائق ہیں سب، اُن کی سُن
کریں فرق اس میں یہی تین گُن
یہی گُن اُسی طرح دیں گے بدل
عبادت، ریاضت، سخاوت کے پھل

۵۔ بعض لوگ دوسروں کو مرعوب کرنے، دکھاوے اور حلبِ زر کیلئے کئی پاکھنڈ کرتے ہیں۔ اور اپنے جسم کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہیں۔ اس کی مذمت کی گئی ہے۔ وُہ نہ فقط اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں، بلکہ اپنی رُوح کو بھی دُکھ پہنچاتے ہیں۔

۷ اس شلوک اور آئندہ شلوکوں میں بتایا گیا ہے کہ تینوں قسم کے لوگوں کی خوراک ریاضت، دان اور یگیہ کیسے ہوتے ہیں۔ (۹) عبادت سے مراد یگیہ ہے۔

۸ غذا جس سے صحت ہو اور زندگی
بڑھے زور و طاقت خوشی خرمی
مقوی ہو پُر روغن اور خوشگوار
ستوگن کے شائق کو ہے اُس سے پیار

۹ سلونی ہو کھٹی کہ کڑوی غذا
جلی، چٹ پٹی گرم یا بے مرا
غذا ایسی کھائیں رجوگن کے لوگ
انہیں رنج ہو دکھ ہو یا تن کا روگ

۱۰ جو باسی ہو بُو دار گندی غذا
ہو بے ذائقہ یا ہو جھوٹی غذا
یہ کھانا تموگن کے بندوں کا ہے
کہ کھانا جو گندہ ہے گندوں کا ہے

۸ تا ۱۰ اِن تینوں شلوکوں میں تینوں قسم کی غذا کا ذکر ہے۔ پاک، سادہ اور قدرتی غذا ستوگن بڑھاتی ہے۔ چٹ پٹی اور مصالحہ دار اور تلی ہوئی غذا رجوگن بڑھاتی اور گندی غذا تو بلا شک و شبہ تموگن ہی کا حصہ ہے؎

۱۱ وہی ہے ستوگن کا یگ بالضرور
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں فتور
عمل شاستر کی رعائیت سے ہو
عبادت عبادت کی نیت سے ہو
۱۲ اگر یگ کیا پھل کی خواہش کے ساتھ
خیالِ نمود و نمائش کے ساتھ
تو ارجن نہیں یہ ستوگن کا یگ
رجوگن کا ہے یہ رجوگن کا یگ
۱۳ جو کرتے ہیں یگ شاستر کے خلاف
نہ اَن دان جس میں نہ منتر ہو صاف
نہ ہو دکھشنا اور نہ ذوقِ یقیں
تموگن کے یگ کے سوا کچھ نہیں

۱۱ تا ۱۳ ان شلوکوں میں تینوں قسم کے یگیہ کا ذکر ہے۔ یگیہ یعنی نذر و نیاز بطریقِ عبادت کے لئے لازم ہے، کہ
(۱) اس سے فائدے اور پھل کی خواہش نہ ہو۔
(۲) اس میں نمائش نہ ہو۔
(۳) شاستر کے احکام کے مطابق کیا جائے، ورنہ وہ یگیہ بیکار ہو گا۔

۱۴ جو پوجا کرے دیوتاؤں کی تو
برہمن ہوں، عالم ہوں یا ہوں گرو
اہنسا، تجرد، صفا، راستی
بدن کی ریاضت یہی ہے۔ یہی

۱۵ سخن وہ جو سچا ہو اور بے خروش
مفید خلائق ہو فردوسِ گوش
مقدس کتب کی تلاوت مدام
زباں کی ریاضت اسی کا ہے نام

۱۶ سکوں دل میں ہو لب پہ ہو خامشی
حلیمی، خیالوں میں پاکیزگی
ہے نفس پر ضبط اور دل ہو رام
اسی شے کا من کی ریاضت ہے نام

۱۴ تا ۱۶ ان شلوکوں میں تین قسم کی ریاضت کا ذکر ہے۔ اور ان کے خواص بتائے گئے ہیں یعنی بدن کی ریاضت۔ زبان کی ریاضت اور دل کی ریاضت کے لئے ضروری باتیں سب بیان کی گئی ہیں۔

۱۵ فردوسِ گوش۔ جو کانوں کو اچھا معلوم ہو۔

۱۷ جو یکدل یقین سے عبادت کریں
وہ تن من زباں سے ریاضت کریں
نہ ہو پھل کی خواہش پہ آمادگی
ستوگن ریاضت یہی ہے یہی
۱۸ ریاضت دکھاوے کی گر جی کو بھائے
کہ لوگوں میں عزت ہو پوجا کرائے
ریاضت وہ چنچل ہے ناپایدار
کر اس کو رجوگن ریاضت شمار
۱۹ وہ تپ جس میں بندہ اٹھاتا ہے کشٹ
وہ تپ جس کا مقصد ہو اوروں کا نشٹ
جہالت کا تپ اس کو گرداں تو
تموگن ریاضت اسے جان تو

---

۱۷ تا ۱۹ ان شلوکوں میں ریاضت کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں۔

۱۹ بعض لوگ ایسے جپ تپ کرتے کراتے ہیں۔ جن سے دوسروں کو اذیت پہنچے (جیسے جادو، ٹونا وغیرہ) یہ تموگن ریاضت ہے اور قابل نفرت ہے۔

[illegible] جان کر فرض خیرات دیں
جو حقدار ہو، جس سے خدمت نہ لیں
مناسب ہو وقت اور ہو موزوں مقام
ستوگن سخاوت اسی کا ہے نام

۲۱ ہو احساں سے بدلے کی خواہش اگر
سخاوت میں پھل پر لگی ہو نظر
اگر بیدلی سے کوئی دان دے
رجوگن سخاوت اُسے جان لے

۲۲ اگر نامناسب ہے وقت اور مقام
اُسے دان دیں جس کو دینا حرام
جو لے اُس کی ذِلّت کریں دل دُکھائیں
تموگن سخاوت اُسی کو بتائیں

---

۲۰ تا ۲۲ شلوکوں میں تین قسم کی سخاوت کا ذکر کیا گیا ہے۔
ستوگنی طبیعت والے جب دان دیتے ہیں، محض رضائے الٰہی کیلئے دیتے ہیں، مناسب آدمی کو دیتے ہیں۔ مناسب جگہ دیتے ہیں۔ دان کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں، نہ جس کو دان دیں اُس سے کوئی خدمت لیتے ہیں۔ ورنہ سخاوت سخاوت نہیں رہتی ::

۲۳ جو ہے اوم تت ست مقدس کلام
سہ گونہ ہے یہ برہم کا پاک نام
انہی سے برہمن ہوئے آشکار
انہی سے ہوئے یگیہ اور وید چار

۲۴ عبادت، سخاوت، ریاضت کے کام
موافق جو ہیں شاستر کے تمام
وہ سب برہم داں مردم پارسا
ہمیشہ کریں اوم سے ابتدا

۲۵ جہاں میں ہے مطلوب جس کو نجات
ثمر سے نہیں کچھ اُسے التفات
عبادت ریاضت سخاوت کرے
مگر حرفِ تت پہلے منہ سے کہے

---

۲۳ اور اس کے بعد شلوکوں میں "اوم تت ست" کے مقدس الفاظ کا مطلب اور اس کے استعمال کا ذکر ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ تینوں الفاظ خدا ہی کے نام ہیں۔ خدا کے پرستار ہر اچھے کام کو شروع کرتے وقت یہ نام لیتے ہیں۔

۲۵ تت سے مراد ہے "وہ سب کچھ پرماتما کا ہے" ایسا سمجھ کر عبادت، ریاضت اور سخاوت کرے۔

۲۶ حقیقت یہی ہے حقیقت ہے سَت
صداقت یہی ہے صداقت ہے ست

کہ دُنیا میں جو بھی بھلا کام ہے
سُن ارجن کہ اُس کا بھی سَت نام ہے

۲۷ یہی سَت سمجھ اُس عقیدت کو جو
عبادت، ریاضت، سخاوت میں ہو

کریں "اُس" (خدا) کیلئے جو بھی کام
تو اُس کام کا بھی یہی سَت ہے نام

۲۸ ہَوَن دان میں ہو عقیدت نہ شوق
ریاضت میں ایماں، عمل میں نہ ذوق

اِن افعال کا پھر اَسَت نام ہے
یہاں ہے نہ اُن کا وہاں کام ہے

شردھاترے وبھاگ یوگ نامی سترھواں ادھیائے ختم ہوا

اپنشدوں کے مطابق "اوم" "تت" "ست" برہم اعظم کہا گیا ہے۔
"تت" سے مراد ہے "وہ" یا "بخود" (وہ بمعنی صوفیائے کرام)
"ست" سے مراد ہے "حق"۔

اٹھارواں دھیائے

ارجن نے کہا

۱ رشی کیش فرمایئے اب ذرا
ہے سنیاس اور تیاگ میں فرق کیا
قوی دست، کیشی کے قاتل مجھے
اصول ان کے کیا ہیں بتا دیجئے

اٹھارھویں ادھیائے میں ہمیں سکھایا گیا ہے۔ کہ اپنے تمام کاموں کو خدا ہی کے کام سمجھ کر سرانجام دیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو اپنی زندگی میں ستگن صفات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی تمام زندگی کو مسلسل قربانی دیگیہ سمجھ کر بسر کریں، اور شاستروں کے اصول پر کاربند ہوں۔

۱۔ کیشی کا قاتل۔ کیشی ایک اسر دشمان، تھا۔ جسے شری کرشن نے قتل کیا تھا ارجن چاہتا ہے۔ کہ شری کرشن اس کی جہالت کے کیشی کو بھی فنا کر دیں ؛

۲ یہ کہتے ہیں دانا کہ خواہش کے کام
انہیں چھوڑنے کا ہے سنیاس نام
مگر تیاگ میں ہو نہ ترکِ عمل
کریں سب عمل چھوڑ کر اُس کے پھل

۳ کئی مردِ دانا کہیں چھوڑ کام
کہ کرموں میں پنہاں ضرر ہے مدام
کئی یوں کہیں یہ سعادت نہ جائے
عبادت سخاوت ریاضت نہ جائے

۴ مگر مجھ سے بھارت کے سردار سُن
مرا قول میرے پرستار سُن
کہ اس تیاگ کے بھی ہیں اقسام تین
گنوں سے ہوئے اس کے بھی نام تین

---

۲ انسانی افعال دو قسم کے ہیں۔
(۱) اضطراری۔ جیسے سانس لینا دورانِ خون، غذا کا انہضام، آنکھ کا جھپکنا وغیرہ۔
(۲) اختیاری افعال جن میں انسان کے ارادے کو دخل ہے۔ اضطراری افعال سے چھٹکارہ ناممکن ہے۔
اختیاری افعال ترک کر دینا اس کا نام داناؤں نے سنیاس رکھا ہے۔
تیاگ یہ ہے، کہ انسان اختیاری افعال نہ چھوڑے۔ بلکہ اپنے فرائض (باقی اگلے صفحہ پر)

۵ تو یگ اور سخاوت، ریاضت نہ چھوڑ
یہ تینوں ہیں عین سعادت نہ چھوڑ
کہ یگ اور سخاوت ریاضت کے کام
کریں پاک دانا کے دل کو مدام
۶ یہی فیصلہ میرے نزدیک ہے
یہی رائے پختہ ہے اور ٹھیک ہے
کہ یگ اور سخاوت ریاضت بھی کر
تعلق رکھ اُن سے نہ فکر ثمر
۷ کہ جو کام سر پر ترے فرض ہے
نہ چھوڑ اس کو (یہ فرض اک قرض ہے)
یہ ترک اک فریب جہالت سمجھ
یہ تیاگ اک تموگن کی صورت سمجھ

ادا کرتا ہے لیکن ان کے پھل تیاگ دے۔ یعنی جو کام کرے بے غرض اور بے تعلق ہو کر کرے۔ اور ان سے کسی فائدے کی امید نہ رکھے حقیقی کرشن عمل کو جاری رکھتے ہوئے تیاگ کو پسند کرتے ہیں۔ یعنی
کام کئے جاؤ اور اس سے پھل کی توقع نہ رکھو۔ بلکہ یہ خیال بھی ترک کر دو، کہ "میں کر رہا ہوں"۔

۸ وہ بزدل جو تکلیف کے خوف سے
جو کرنے کا ہے کام اُسے تیاگ دے
بجھے راجوگن وہ تیاگ ہے
نہ حاصل ہو اس تیاگ سے کوئی پھل

کرے فرض کو فرض اگر جان کر
تعلق ہو اُس سے نہ فکر ثمر
جو اصلی ہے ارجن یہی تیاگ ہے
کہ یہ ستوگن یہی تیاگ ہے

۱۰ جو تیاگی ستوگن ہے اور ہوشیار
شکوک اپنے کر دے وہ سب تار تار
جو ہو کار ناخوش تو ناخوش نہ ہو
اگر کار خوش ہو ذرا خوش نہ ہو

۱۰۰۹ وہی تیاگ اور ترک قابلِ تعریف ہے۔ جس میں انسان اپنا فرض بجالائے۔ لیکن فرض کو فرض جان کر پورا کرے۔ اس کے نتائج اور توقعات سے بے پروا ہے۔ فرض پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ اس کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کرے ؎

۱۱ کہ دنیا میں جتنے ہیں تن کے تئیں
کریں ترک سب کام ممکن نہیں
ہے تیاگی وہی تارکِ باعمل
عمل جو کرے چھوڑ کر اُن کے پھل
۱۲ جو تیاگی نہیں جب وہ دُنیا سے جائیں
تو مر کر وہ پھل تین صورت سے پائیں
بُرے یا بھلے یا مُرکب ثمر
جو تارک ہیں بچ جائیں اُن سے مگر
۱۳ زبردست ارجن سمجھ مجھ سے اب
کہ ہر کام کے پانچ ہوں کے سبب
ہو پانچوں سے تکمیل ہر کام کی
کہے سانکھ کا فلسفہ بھی یہی

۱۲ اگر عمل ان کے پھل کی غرض سے کئے جائیں، تو ان کا پھل ضرور ملے گا۔ تناسخ کے عقیدے کے مطابق اچھے عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عالم دیوتاؤں میں جنم لے گا، بُرے عمل کی وجہ سے حیوانوں یا نباتات میں پیدا ہوگا، مرکب عمل کا یہ نتیجہ ہوگا، کہ پھر انسان کی جون میں آکر اپنا چکر جاری رکھے گا۔

۱۴ سبب اولیں ہے عمل کا مقام
دوم عامل اس کا پھر اعضا تمام
چہارم سبب سعی و تدبیر ہے
تو پنجم سبب درت تقدیر ہے

۱۵ کوئی کام انساں جو تن سے کرے
زباں سے کہ تن سے کہ من سے کرے
روا کام یا ناروا کام ہو
انہی پانچ سے وہ سرانجام ہو

۱۶ قرین خرد کچھ نہیں اس کی بات
جو سمجھے ہے عامل فقط اس کی ذات
حقیقت میں ہے وہ حقیقت سے دور
وہ مورکھ ہے دانش میں جس کی فتور

۱۴ (۱۴) کسی کام کا عامل (فاعل) متذکرہ بالا پانچ اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ اگر باقی چار سبب موجود نہ ہوں، تو فاعل کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے صرف اپنی ذات کو فاعل سمجھ کر نتائج کا متوقع ہونا۔ اور کامیابی یا ناکامیابی اپنی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔
عمل کا مقام ۔ دجود ۔

۱۷ وہ انساں جو دل میں نہ رکھے خودی
نہیں جس کی دانش میں آلودگی
نہیں اس کو کرموں کے بندھن سے کام
وہ قاتل نہیں گو کرے قتلِ عام

۱۸ عمل کے محرک ہیں مفہوم تین
وہ ہیں عالم و علم و معلوم تین
وہ اجزا ہے جن پر عمل کا مدار
ہیں کارندہ و کار و آلاتِ کار

۱۹ جو گُن شاستر سے کرے تو نظر
عمل، عامل اور گیان کے راز پر
تو جس طرح دُنیا میں گُن تین ہیں
یونہیں اس کے اقسام سُن تین ہیں

۱۷ (م) جو شخص خودی کو دُور کر چکا ہے۔ اور جسے یقین کامل ہے۔ کہ جو کام ہو رہا ہے۔ خدا ہی کر رہا ہے۔ اور وہ خود محض قدرت کا آلہ کار ہے۔ وہ فرض کو فرض سمجھ کر بجا لاتا ہے۔ خواہ وہ پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ۔ وہ کاموں کے ثمر سے بے نیاز ہے۔ اور ایسی صورت میں اس پر کوئی گرفت نہیں ؞

۲۰ نظر آئے جس گیان سے بر ملا
ہر اک میں وہی ہستی لا فنا
جو کثرت میں وحدت کی پہچان ہے
تو عین ستوگن وہی گیان ہے

۲۱ نظر آئے کثرت میں کثرت اگر
کہ سب ہستیاں ہیں جدا سر بسر
جو کثرت میں وحدت سے انجان ہے
رجوگن اس انسان کا گیان ہے

۲۲ اگر جزو میں دل لگانے لگے
اسی جزو کو کل بتانے لگے
تو دانش ہے کوتہ نظر تنگ ہے
تموگن اسی گیان کا رنگ ہے

۲۰ تا ۲۲ شلوکوں میں تین قسم کے گیان (عرفان) کا ذکر ہے۔ عالم کی کثرت میں وحدت کی شناخت کرنا ہی اعلیٰ گیان ہے۔

۲۳ عمل وہ جو لازم ہے اور بے لگاؤ
نہ رغبت نہ نفرت کا جس میں سبھاؤ
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں خیال
یہی ہے یہی ہے ستوگن عمل

۲۴ مگر وہ عمل جس میں پھل کا ہو شوق
رہے لذت و کامرانی کا ذوق
خودی کی نمائش ہو اور دوڑ دھوپ
یہ سمجھو عمل کا رجوگن ہے روپ

۲۵ فریب نظر سے کریں کام اگر
نہ ہو فکر امکان و انجام اگر
نہ ہو جس میں ایذا و نقصاں پہ غور
تموگن عمل کے یہی بس ہیں طور

۲۳ تا ۲۵ شلوکوں میں تین اقسام کے عمل کا ذکر ہے۔ اچھے متوسط اور برے اعمال کی شناخت صاف صاف بیان کی ہے۔ بہترین عمل وہی ہے۔ جو بطور فرض انجام کیا گیا ہو۔ اور جس میں جزا اور ثواب کا خیال تک نہ آئے ۔

۲۶ تعلق سے بالا خودی سے بری
ارادے کا مضبوط دل کا قوی
برابر ہیں جس کے لئے ہار جیت
وہ عامل ستوگن کی دکھاتا ہے ریت

۲۷ جو طالب ہے پھل کا ہوس ناک ہے
جو لوبھی ہے ظالم ہے ناپاک ہے
خوشی سے جو خوش ہو جو غم سے ملول
وہ عامل رجوگن کے برتے اصول

۲۸ جو چنچل کمینہ ہے ضدی کہ شرت
نہیں کام کرنے میں چالاک و چست
فریبی شریر اور مغموم ہے
وہ عامل تموگن سے موسوم ہے

۲۷ تا ۲۸ شلوکوں میں عامل یعنی کام کرنے والے کے خواص بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین کام کرنے والا خودی سے بلند ارادے کا پختہ اور دل کا مضبوط ہوتا ہے۔ اسے ہار جیت کی مطلق پروا نہیں ہوتی۔ وہ فرض کو فرض سمجھ کر کرتا ہے۔

۲۹ سبھاؤ عقل انساں میں ہوں تین گن
بتاتا ہوں ارجن توجہ سے سن
ہیں گن عزم دل کے بھی تینوں یہی
یہ تفصیل سن مجھ سے، لے آگہی

۳۰ ہوں ترک و عمل خیر ہو یا ہو شر
نجات و اسیری دلیری کہ ڈر
جو فرق و تمیز ان میں سمجھائے گی
ستوگن وہی عقل کہلائے گی

۳۱ بتائے نہ جو صاف دھرم اور ادھرم
روا کون ہے ناروا کون ہے
تو ارجن نہیں ہے ستوگن وہ عقل
ہے اپنے گنوں سے رجوگن وہ عقل

---

۳۰ تا ۳۲ شلوکوں میں عقل کے تینوں اقسام بیان کیے گئے ہیں۔ بہترین عقل وہ ہے جو اوامر و نواہی، جائز و ناجائز اور خیر و شر میں تمیز کرنے کا راستہ بتائے۔

۳۲ گھری ہو اندھیرے میں دانش اگر
جو شر کو کہے خیر نیکی کو شر
ہر اک بات اُلٹی ہر اک میں فتور
تموگن وہی عقل ہے بالضرور

۳۳ اگر یوگ سے عزم ہو استوار
حواس و دل و دم پہ ہو اختیار
تو اچھا وہی عزم ارجن سمجھ
وہی عزم راسخ ستوگن سمجھ

۳۴ مگر عزم وہ جس میں ہو شوقِ زر
فرائض سے مقصد ہو فکرِ ثمر
ہوا و ہوس سے رہے التفات
رجوگن ہے ارجن وہ عزم وہ ثبات

---

۳۳ تا ۳۵ فقروں میں دھرتی یعنی عزم و استقلال کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں ؛

۳۵ ہے وہ عزم خالی جہالت کا باب
رہے آدمی جس سے پابستۂ خواب
بڑھے خوف و رنج و ملال و غرور
تمو گن وہی عزم ہے بالضرور

۳۶ سُن اب مجھ سے بھارت کے سردار
کہ سُکھ کے بھی انساں میں ہیں تین گُن
سہے پہلے وہ سُکھ جس سے دُکھ دور ہو
بشر مشق سے جس کی مسرور ہو

۳۷ وہ سُکھ جس سے حاصل ہو دُکھ سے نجات
وہ پہلے ہے زہر اور پھر آبِ حیات
وہ سُکھ آتما کے ملے گیان سے
ستو گن وہی سُکھ ہے پہچان لے

۳۶ تا ۳۹ شلوکوں میں سُکھ کے تین اقسام بیان کیے گئے ہیں۔ بہترین خوشی وہ ہے جو انسان کو عرفان ذات باری سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے پہلے مصیبتیں اٹھانی پڑتی ہیں لیکن آخر میں یہ آب حیات ثابت ہوتی ہے ۔

۳۸ جو محسوس سے میل کھا کر حواس
مسرت کی لذت سے ہوں روشناس

تو پہلے وہ امرت ہے پھر زہر ہے
رجوگن مسرت کی اِک لہر ہے

۳۹ ہو مدہوش انساں جس آرام میں
جو دھوکا ہے آغاز و انجام میں

بڑھے سستی و غفلت و خواب سے
تموگن وہ سُکھ ہے سمجھ لیجئے

۴۰ جو مایا سے پیدا ہوئے تین گُن
کوئی اُن سے باہر نہیں خوب سُن

زمیں کے جو باشی ہیں سب اُن میں قید
فلک پہ جو ہیں دیوتا اُن کے صید

۳۸ جتنی کسی چیز سے محبت ہوگی۔ اس سے کئی گُنا اس کے کھوئے جائے پر رنج ہوگا۔ شہوانی لذات پہلے دِل خوش کُن اور بعد میں رنج آور ہوتی ہیں۔ ۔

۴۱ برہمن کہ ہو چھتری شودر ویش
سن ارجن ہر اک کا نرالا ہے کیش
فرائض جدا سب کی خصلت جدا
کہ فطرت نے کی سب کی طینت جدا

۴۲ سکون، ضبط، عفو و عطا، راستی
خرد، علم، ایمان، پاکیزگی
ریاضت عبادت کے پاکیزہ کرم
یہ فطرت نے دکھا برہمن کا دھرم

۴۳ شجاعت، سخاوت، ثبات اور جلال
خداوندگاری و فن میں کمال
کبھی چھوڑ آنا نہ میدان جنگ
یہی چھتری کی ہیں فطرت کے رنگ

---

۴۱ ان شلوکوں سے چار علیحدہ علیحدہ ذاتوں کا جواز معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ غالباً یہ مفہوم ہے، کہ ہر شخص کو چاہیئے، وہ پیشہ اختیار کرے۔ جو اس کی فطرت کے مطابق ہو، اگر شودر کا بیٹا اپنے ذہنی نمو کی وجہ سے عالم و فاضل بن سکتا ہے۔ تو اسے ایسا بننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اگر برہمن کا لڑکا لشکر کشی کر سکتا ہے۔ تو درونا چارج کی طرح میدانِ جنگ میں نکلے۔ خدا نے کام بانٹے ہیں۔ ذات تقسیم نہیں کی"۔

۴۴ جو ہے ویش طبعاً تجارت کرے
کرے گئو بانی، زراعت کرے
جو ہے شُدر سب کی وہ کرتا ہے کار
ہے فطرت سے خلقت کا خدمتگزار

۴۵ اگر اپنے اپنے کرم کا رہو بار
تو ہو جاؤ گے کامل انجام کار
اگر فرض کی اپنے تعمیل ہو
تو سُن کیونکر انساں کی تکمیل ہو

۴۶ وہی ذات جس سے خدائی ہوئی
جو سارے جہاں پر ہے چھائی ہوئی

اسی کی پرستش ہے تعمیل فرض
ہے تکمیل انساں کی تعمیل فرض

۴۶ اپنا فرض بجالانا منشائے ایزدی کی تعمیل ہے۔ اور منشائے ایزدی کی تعمیل ہی ایزد تعالےٰ کی پرستش ہے، اور اسی سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے۔

۴۷ نہیں منصبی دھرم تیرا اگر
جو خوبی سے بھی کر سکے تو نہ کر
جو ہے دھرم تیرا وہ کر کام آپ
بُرا ہو بھلا ہو نہیں اس میں پاپ
۴۸ جو طبعی ہے دھرم اُس کی تعمیل کر
جو ناقص بھی ہو اُن کی تعمیل کر
کہ کاموں میں ادگن نرالی بات ہے
جہاں بھی ہے آتش دھواں ساتھ ہے
۴۹ جو کاموں سے من کو لگاوٹ نہیں
ہوس ترک ہو نفس زیرِ نگیں
تو اس ترک سے پائے رتبہ بلند
نہ کرموں کی باقی رہے قید و بند

---

۴۸ ہر آدمی کی فطرت میں چاروں دھرم موجود ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ کون ہے جس کو علم کا شوق حکومت کا شوق، کمائی کا شوق یا خدمت کا شوق نہ ہو۔ جس دھرم کا غلبہ ہوگا۔ ویسا ہی پیشہ انسان اختیار کرے گا۔

۵۰ سن اب مختصر، مجھ سے کنتی کے لال
کہ حاصل جو کرتا ہے اونچ کمال
وہ پھر برہم سے جا کے واصل ہو کب
یہ اعلےٰ ترین گیان حاصل ہو کب

۵۱ ہو قابو جسے نفس پر مستقل
کرے پاک دانش میں سرشار دل
نہ آواز و محسوس اشیا سے کام
جو رغبت سے نفرت سے بالا مدام

۵۲ جو کھاتا ہو کم اور ہو خلوت نشیں
ہوں تن من زباں جس کے زیر نگیں
رہے دھیان اور یوگ میں مستقل
ہمیشہ ہو ویراگ میں اس کا دل

---

۵۱ تا ۵۵ ان شلوکوں میں اس عارفِ کامل کا ذکر ہے۔ جو عرفان کے اعلیٰ مدارج طے کر کے واصل بحق اور فنا فی اللہ ہو جائے۔ اس کے خصوصیات بیان کئے گئے ہیں۔

۵۳ اہنکار اس میں نہ بل کا غرور
تکبّر غضب حرص و شہوت سے دُور
خودی سے بری جس کے دل میں سکوں
وہی برہم کا وصل پائے نہ کیوں

۵۴ ہو جب واصل برہم دل شاد ہو
غم و رنج و آفت سے آزاد ہو
جو سمجھے سبھی مخلوق یکساں سبھی
نصیب اس کو بھگتی ہو اعلےٰ مری

۵۵ وہ بھگتی سے میری تجھے جان لے
کہ میں کون ہوں کیا ہوں پہچان لے
مرا گیان جب اس کو حاصل ہوا
مری ذاتِ عالی میں واصل ہوا

۵۴ یہاں بھگتی سے مراد انتہائے شوقِ وصال ہے۔

۵۶ کرے جس قدر اُس پہ لازم ہیں کام
مگر آسرا مجھ پہ رکھے مدام
وہ رحمت میں میری سما جائے گا
مقامِ بقا کو وہ پا جائے گا

۵۷ تو مجھ پر سبھی کام سنیاس کر
انہیں چھوڑ دل سے مری آس کر
تو لے عقل کے یوگ کا آسرا
خیالات اپنے مجھی میں لگا

۵۸ اگر مجھ کو من میں لگائے گا تو
تو ہر دکھ سے پار جائے گا تو
سنے گا نہ میری اہنکار سے
تباہی میں جائے گا پندار سے

---

۵۶ مقامِ بقا کو وہی شخص پا سکتا ہے جو تناسخ کے چکر سے آزاد ہو جائے۔ اور جس کو موت سے چھٹکارا مل جائے۔

۵۷ سنیاس کرنا۔ چھوڑ دینا۔

۵۹ یہ کہنا ترا خود اہنکار ہے
کہ "مجھ کو لڑائی سے انکار ہے"
یہ سب عزم کافور ہو جائے گا
تو فطرت سے مجبور ہو جائے گا

۶۰ بنایا ہے جو تیری فطرت نے دھرم
کرائے گی فطرت وہی تجھ سے کرم
تجھے لاکھ دو کے فریب خیال
کرے گا تو ناچار کنتی کے لال

۶۱ سن ارجن خدا ہے خدا ہر کہیں
خدائی کے دل میں خدا ہے مکیں
وہ سب ہستیوں کو گھماتا رہے
وہ مایا کا چکر چلاتا رہے

۵۹ ارجن فطرتاً کشتری ہے۔ اس لئے جنگ میں شریک ہونے کے سوا اسے کوئی چارہ نہیں ؛
۶۱ مایا کے معنی نیچر کے بھی ہیں اور فریب نظر کے بھی ؛

۶۲ تُو ماوا و ملجا اُسی کو بنا
اُسی ذات میں اپنی ہستی لگا
تُو رحمت میں اُس کی سما جائے گا
سکون و بقا اُس سے پا جائے گا

۶۳ بتلایا تجھے میں نے اسے پاکباز
یہ گیانوں کا گیان اور رازوں کا راز
توجّہ سے اِس راز پر غور کر
عمل اس پہ تو چاہے جس طور کر

۶۴ سُن اب سِرّ پنہاں کی اک اور بات
بڑے راز کی قابل غور بات
کہ ارجن تو پیارا ہے محبوب ہے
ترا فائدہ مجھ کو مطلوب ہے

۶۲ ماوا و ملجا - جائے پناہ -

۶۵ لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا مرا
تو کر یگ مرے سامنے سر جھکا
مجھے تجھ سے مجھ سے تجھے پیار ہے
مرا وصل کا تجھ سے اقرار ہے

۶۶ تو سب دھرم چھوڑ اور لے میری راہ
تو مانگ آکے دامن میں میرے پناہ
ترے پاپ سب دور کر دوں گا میں
نہ غمگیں ہو مسرور کر دوں گا میں

۶۷ یہ راز اُس سے مت کہہ جو زاہد نہ ہو
یہ راز اُس سے مت کہہ جو عابد نہ ہو
نہ اُس سے جو ہو بد زباں نکتہ چیں
نہ اُس سے جو سُننے کا خواہاں نہیں

۶۶۔ سب دھرموں سے مراد ہر قسم کے فرائض ہیں۔ سب سے بڑا فرض جو انسان پر لازم ہے وہ رضائے الٰہی کو پورا کرنا ہے۔ اسی میں سب فرائض شامل ہیں۔ اگر صحیح عرفان حاصل ہو جائے، تو سب فرض پورے ہو جائیں گے۔

۶۸ مرا بھگت ہو کر بہ عجز و نیاز
جو بھگتوں سے میرے کہے گا یہ راز
انہیں سترِ عالی سکھا جائے گا
وہ بے شک مرا وصل پا جائے گا
۶۹ کہاں اُس سے بڑھ کر ہے انساں کوئی
کرے ایسی پیاری جو سیوا مری
مری بھگت کی آنکھوں کا تارا ہے وہ
مجھے ساری دُنیا سے پیارا ہے وہ
۷۰ پڑھے گا جو کوئی براہِ ثواب
ہمارے مقدس سوال و جواب
میں سمجھوں گا اُس نے دیا گیان یگ
عبادت میں میری کیا گیان یگ

۶۸ سترِ عالی سے مراد گیتا شاستر ہے۔
۷۰ سوال و جواب سے مراد شری کرشن اور ارجن کی گفتگو ہے۔ جو گیتا شاستر کا موضوع ہے۔
گیان یگ۔ عقل کی قربانی عبادت بصورت معرفت ؂

۷۱ فقط جو سُنے رکھ کے دل میں یقیں
نکالے نہ عیب اور نہ ہو نکتہ چیں
گناہوں سے وہ مخلصی پائے گا
کہ نیکوں کی دنیا میں آ جائے گا

۷۲ سُنا تو نے ارجن یہ میرا کلام
سُنا طبع یکسُو سے تو نے تمام؟
بتا تیرے دل سے وہ نکلے کہیں
فریبِ جہالت گیا یا نہیں

۷۳ پکارا پھر ارجن کہ اے لایزال
ہوا دُور شک اور فریبِ خیال
پتہ چل گیا دل ہے مضبوط اب
بجا لاؤں گا آپ کے حکم سب

۷۱ پُنیا کرِتم ۔ وہ لوگ جو اگنی ہوتری اور دیگر یگیہ کرتے ہیں ؎
۷۲ اگیان سنموہ ۔ فریبِ جہالت ؎
۷۳ فریبِ خیال ۔ موہ یعنی وہ ہتھیار ہے، جس سے مایا جیو آتما کو قابو میں کرتی ہے ؎

سنجے نے کہا

۷۴ سُنا میں نے شری کرشن نے جو کہا
جو ارجن مہا آتما نے سنا
عجب حیرت انگیز تھی گفتگو
کھڑے ہیں مرے رونگٹے مو بمو

۷۵ سُنا بیاس جی کی دیا سے تمام
یہ شری کرشن یوگ ایشور کا کلام
خود اُن کے لبوں سے سُنا ہے سبھی
یہی یوگ عالی یہ ستر خفی

۷۶ جو کیشو سے ارجن ہوئے ہمکلام
عجب گفتگو ہے مقدس تمام

۷۵ بیان کیا جاتا ہے، کہ شری ویاس منی نے سنجے کو روحانی نظر عطا کی تھی۔ وہ مہابھارت کی جنگ کے چشم دید حالات نابینا مہاراجہ دھرت راشٹر کو سناتے تھے۔ راجہ نے خود روحانی نگاہ لینے سے انکار کیا تھا۔ کیونکہ وُہ اپنی اولاد کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھنا نہ چاہتے تھے۔

اُسے یاد کرتا ہوں میں بار بار
تو دل شاد کرتا ہوں میں بار بار

۷۷ ہری کی ہوئی دیہ مجھ کو نصیب
مرے سامنے ہے وہ صورت عجیب
اُسے یاد کرتا ہوں میں بار بار
تو دل شاد کرتا ہوں میں بار بار

۷۸ جدھر ہیں کرشن مہرباں　　یوگیشور ہیں خود جہاں
جدھر ہے صاحب کماں　　وہ ارجن ایسا پہلواں
وہیں ہیں شاد کامیاں　　وہیں خوش انتظامیاں
وہیں ہیں کامرانیاں　　وہیں ہیں شادمانیاں

موکش سنیاس یوگ نامی اٹھارھواں ادھیائے ختم ہوا

یوگیشور۔ یوگ کا مالک مراد سری کرشن ہے۔
۷۸ (۳) نیتی۔ جس کو انگریزی میں Morals کہتے ہیں، خوش انتظامی۔

جپ جی صاحب
و
سکھ منی صاحب

اصل بمعہ ترجمہ

آسان اردو نظم میں

از

خواجہ دِل محمد صاحب ایم۔اے (مرحوم)

قیمت :- سات روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

آزاد بُک ڈپو۔ ہال بازار امرتسر